طرح ایمان لائیں۔ آگاہ ہو کہ وہ خود ہی بیوقوف ہیں لیکن وہ نہیں جانتے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا جب ان ناکثانِ بیعتِ مرتضوی سے سلمانؓ اور مقدادؓ اور ابوذرؓ جیسے برگزیدہ مومنوں نے کہا کہ تم رسولِ خدا اور علیؑ پر جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کا جانشین اور قائمقام مقرر کیا ہے اور دین و دنیا کی کل مصلحتوں کو اس سے متعلق کیا ہے ایمان لاؤ اور اس نبیؐ پر ایمان لاؤ اور اس امام کو تسلیم کرو اور ظاہر اور باطن میں اس کو قبول کرو۔ کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ جس طرح سے کہ مومن لوگ مثلاً سلمانؓ۔ مقدادؓ۔ ابوذرؓ اور عمارؓ ایمان لائے ہیں تو وہ منافق اس کے جواب میں اپنے واقف کاروں اور رفیقوں سے قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ کہتے ہیں نہ کہ ان مومنوں سے کیونکہ ان کے سامنے ایسا جواب دینے کی ان کو جرأت نہیں ہے لیکن اپنے معتقد منافقوں سے جو ان کے واقف کار اور ہم راز ہیں اور ضعیف الاعتقاد لوگوں اور اُن مومنوں سے جن پر ان کو یہ اعتماد ہے کہ وہ ہماری پردہ دری نہیں کریں گے۔ ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ کیا ہم سفیہ اور نادان لوگوں کی طرح ایمان لے آئیں اور سفہا سے سلمانؓ اور اس کے ہمراہی مُراد لیتے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے علیؑ کی سچی محبت اور خالص فرمانبرداری اختیار کی ہے اور اس کے دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کی دشمنی اختیار کر کے اپنے رازوں کو ایسا فاش کیا ہے کہ اگر محمدؐ کے کام میں کچھ خرابی پڑ جائے تو اس کے دشمن ان کو پامال اور برباد کر ڈالیں اور دیگر سلاطین اور محمدؐ کے مخالف ان کو ہلاک کر دیں یعنی ان کے زعم میں وہ مومن دشمنانِ محمدؐ کی اس دار و گیر سے بالکل ناآشنا اور انجان ہیں (اس لیے وہ منافق لوگ ان کو بیوقوف کہتے ہیں) اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ آگاہ ہو کہ وہ منافق ہی نادان اور بیوقوف اور ناقص العقول ہیں کہ انھوں نے محمدؐ کے معاملے کو نظرِ غور سے نہیں دیکھا جو وہ اُس کی نبوت کو پہچانتے جس سے ان کو معلوم ہوتا کہ امرِ دین و دُنیا کو جو علیؑ کے سپرد کیا ہے یہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ اب وہ دلائلِ الٰہی میں فکر و تامل نہ کرنے کے سبب جاہل اور بیخبر رہے اور محمدؐ اور اس کے اصحاب سے ڈرتے ہیں اور انکے مخالفوں سے بھی امن میں نہیں ہیں معلوم نہیں کون غالب ہوگا جو ان کو ہلاک کریگا۔ اس لیے وہ خود ہی بیوقوف اور نادان ہیں کیونکہ

اس نفاق کے سبب نہ تو وہ محمدؐ اور دیگر مومنین کے طرفدار تسلیم کیے جاتے ہیں اور نہ یہودیوں اور دیگر کافروں کے حامی و مددگار مانے جاتے ہیں کیونکہ وہ آنحضرتؐ اور اُن کے مخالفین ہر دو سے نفاق رکھتے ہیں حضرتؐ کے رُوبرو ظاہر کرتے ہیں کہ ہم ان کو اور ان کے بھائی علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں یہود و نواصب سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اسی طرح حضرتؐ کے مخالفوں سے کہتے ہیں کہ ہم محمدؐ اور علیؑ کے دشمن ہیں اور ان کے دشمنوں کے دوست اس لیے وہ مخالف بھی جانچ لیتے ہیں کہ یہ لوگ جس طرح محمدؐ اور علیؑ سے نفاق رکھتے ہیں اسی طرح ہم سے بھی وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ لیکن ان منافقوں کو علم نہیں ہے کہ امرِ واقعی یہ ہے اور خدا اپنے نبیؐ کو اُن کے بھیدوں پر مطلع کر دیگا اور وہ اُن کو شناخت کر لے گا اور ان پر لعنت کریگا اور اپنی نظر سے گرا دے گا۔

قولہ عزّوجلّ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ وَیَمُدُّھُمْ فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ۝

یعنی اور جب وہ منافقین مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور تمھاری طرح مومن ہیں اور جب خلوت میں اپنے مثل شیاطین گمراہ کرنے والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہیں اور یہ جو ہم اظہارِ ایمان کرتے ہیں تو یہ تو فقط ہم ان سے ہنسی اور تمسخر کرتے ہیں۔ خدا ان کو ان کے ہنسی اُڑانے کی جزا دیگا۔ اور ان کو ان کی سرکشی میں پڑا رہنے دیگا کہ وہ اسی میں حیران و سرگردان رہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے بیان کیا کہ امام موسیٰ ابنِ جعفر علیہما السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا جب وہ بیعت شکن اور علیؑ کی مخالفت پر قائم رہنے والے اور امرِ خلافت کو ان سے ہٹانے والے منافق لوگ مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمھاری طرح ایمان لائے ہیں اور جب سلمانؓ۔ مقدادؓ۔ ابوذرؓ اور عمارؓ سے ملتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ یا خدا ہم محمدؐ پر ایمان لائے ہیں اور علیؑ کی بیعت اور اُسکی فضیلت کو تسلیم کرتے ہیں اور اُس کے حکم کے مطیع و فرمانبردار ہیں جس طرح سے کہ تم لوگ ایمان لائے ہو اور اس کا باعث یہ تھا کہ ان منافقوں کا پہلا اور دوسرا اور تیسرا نویں تک کبھی کبھی راستے میں سلمانؓ اور اس کے ہمراہیوں سے دوچار ہوتے تھے اور جب ان کو دیکھتے تھے تو ناک بھوں چڑھا کر یہ

کلمہ زبان پر لاتے تھے کہ یہ لوگ (معاذ اللہ) اس جادوگر یعنی محمدؐ اور اس جنگجو یعنی علیؑ کے اصحاب ہیں پھر آپس میں کہتے تھے کہ ان سے پرہیز اور کنارہ کشی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ علیؑ کے باب میں جو کچھ محمدؐ نے کہا ہے اور ہم اس کے منکر ہیں اس بارے میں کوئی بات بے سوچے اچانک تمہارے منہ سے نکل جائے اور یہ لوگ واقف ہو جائیں اگر ایسا ہوا تو یہ جاکر تمہاری چغلی کھائیں گے اور یہ امر تمہاری ہلاکت کا باعث ہوگا۔ تب اول کہتا تھا کہ تم دیکھنا آج میں ان کی کیسی ہنسی اڑاتا ہوں اور ان کے شر کو تمہارے سر سے ٹالتا ہوں۔ الغرض جب ملاقات ہوتی تھی تو ایک کہتا تھا اے سلمانؓ خوش آمدی تم وہ فرزندِ اسلام ہو کہ جس کے باب میں سیدالانام حضرت محمدؐ نے فرمایا ہے کہ اگر دینِ خدا ثریا پر معلق ہو تو بھی فارس کے لوگ اس کو حاصل کرلیں گے اور یہ یعنی سلمانؓ ان سب میں افضل ہوگا نیز آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ سلمانؓ ہم اہلبیتؑ میں سے ہے۔ اس طرح سے اے سلمانؓ تم کو آنحضرتؐ نے جبرئیلؑ امین کا ہمسر اور ہم رتبہ قرار دیا جس کے بارے میں روزِ عبا جبکہ اس نے رسولِ خداؐ کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا میں بھی تم اہلبیتؑ میں سے ہوں حضرتؐ نے فرمایا ہاں تو بھی ہم میں سے ہے اور جبرئیلؑ کو اس ارشاد کے سننے سے اس درجہ خوشی ہوئی کہ وہ عالمِ بالا میں جاکر فخر کرتے تھے اور کہتے تھے واہ واہ اب فرشتوں میں میرا مثل و نظیر کون ہوسکتا ہے کہ میں اہلبیتِ محمدؐ کی شمار میں داخل ہوں۔

پھر اس (منافق) نے مقدادؓ سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے مقدادؓ خوش آمدی تم وہ شخص ہو جس کے بارے میں رسولِ خداؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ مقدادؓ تمہارا دینی بھائی ہے اور تم کو دوست رکھتے اور تمہارے دشمنوں کو دشمن رکھنے اور تمہارے دوستوں سے محبت کرنے کے باعث ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ تم سے شگافتہ کیا گیا ہے اور تمہارے ہی جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ لیکن اے مقدادؓ آسمانوں اور حجابوں کے فرشتے تم کو تمہارے علیؑ کو دوست رکھنے کی نسبت زیادہ دوست رکھتے ہیں اور جس قدر تم دشمنانِ علیؑ سے بغض رکھتے ہو وہ اس کی نسبت بہت زیادہ تمہارے دشمنوں سے عداوت رکھتے ہیں۔ اے مقدادؓ تم کو مبارک ہو اور پھر مبارک ہو۔

بعد ازاں ابوذرؓ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اے ابوذرؓ خوش آمدی تم وہ شخص ہو جس کے باب میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ روئے زمین پر اس چرخِ نیلی کے نیچے ابوذرؓ سے زیادہ کوئی راستگو نہیں ہے

حضرتؐ کا یہ ارشاد سن کر بعض اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہؐ کیا سبب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو اس شرافت اور فضیلت سے ممتاز فرمایا۔ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ میرے بھائی علیؑ ابنِ ابی طالب کے فضائل کو کثرت سے بیان کرتا ہے اور ہر حالت میں اس کی تعریف اور مدح سرائی میں مشغول رہتا ہے اور اس کے دشمنوں کا دشمن اور اس کے دوستوں اور محبوں کا دوست اور محب ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اسکو ساکنانِ جنت میں سب سے افضل اور اشرف درجہ عطا کریگا اور اس قدر کنیزیں اور غلام اور لڑکے خدمت کیلئے عنایت فرمائیگا جن کی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں۔

پھر عمارؓ یاسر کی طرف متوجہ ہوکر کہا آیئے آیئے تشریف لایئے۔ اے عمار باوجود اسکے کہ تم واجبی اور سنتی عبادتوں سے زیادہ اور کسی قسم کی عبادت بجا نہیں لاتے اور سب کو ترک کر رکھا ہے۔ مگر تاہم تم نے رسولِ خداؐ کے بھائی کی محبت کے باعث وہ عالی درجہ حاصل کیا ہے کہ کوئی ریاضت کرنے والا جو راتوں کو محرابِ عبادت میں کھڑا رہے اور دنوں کو روزہ رکھے اور کوئی سخاوت کرنے والا جو اپنے مالوں کو راہِ خدا میں صرف کردے اگرچہ تمام دنیا بھر کے مال اس [illegible] میں ہوں اس درجہ کو نہیں پاسکتا تم کو مبارک ہو کہ حضرتؐ نے تم کو علیؑ کا مخلص دوست اور [illegible] کی طرف سے جنگ کرنے والا منتخب فرمایا ہے اور خبر دی ہے کہ تم عنقریب اس کی محبت میں قتل کئے جاؤ گے اور قیامت کے دن اس کے گروہ کے منتخب اور پسندیدہ لوگوں میں محشور ہوگے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی تمہارے اور تمہارے ان ہمراہیوں کے اعمال کی توفیق عطا کرے۔ جو پیغمبرِ خدا محمدؐ اور ولیِ خدا برادرِ رسولؐ علیؑ ابنِ ابی طالب کی خدمتگذاری اور ان کے دشمنوں کی دشمنی اور ان کے دوستوں اور محبوں کی دوستی اور رفاقت میں نہایت سرگرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آج کی طرح پھر بھی عنقریب تمہاری ملاقات سے ہم کو کامیاب اور بہرہ ور کرے گا۔

ان منافقوں کی ان ظاہری باتوں کو سلمانؓ اور اسکے ہمراہی حکمِ خدا کے موافق قبول کرلیتے تھے اور وہاں سے چلے جاتے تھے۔ ان کے جانے کے بعد منافق اول اپنے ہمراہیوں سے کہتا تھا تم نے دیکھا میں نے کیسی ان کی ہنسی اڑائی اور ان کے شر کو اپنے اور تمہارے نفس سے باز رکھا تب وہ کہتے کہ جب تک تو زندہ ہے ہم چین سے رہیں گے اس کے جواب میں وہ ان سے کہتا کہ تم بھی ان سے ایسا ہی سلوک کیا کرو اور ان کے باب میں اس قسم کی فرصت کو غنیمت جانا کرو۔ کیونکہ عاقل اور دانا

وُہ شخص ہے جو اپنے غم و غصّہ میں صابر رہے۔ یہاں تک کہ فرصت پائے۔

وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِہِمْ اس کے بعد وُہ اپنے منافق اور سرکش یاروں کے پاس آتے تھے جو ان احکام میں جن کو رسُولِ خدا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امیر المومنین علیہ السّلام کے فضل ہونے اور اُن کو تمام خلق کا امام مقرر کرنے کے باب میں ان کے سامنے بیان کرتے تھے آنحضرتؐ کی تکذیب کرنے اور جھٹلانے میں ان کے شریک تھے وَقَالُوْٓا اور آکر اُن سے کہتے تھے کہ اِنَّا ہم اس تجویز اور مشورے میں جو بعدِ انتقال محمدؐ کے علیؑ سے امرِ خلافت کے رفع کرنے کے باب میں کیا گیا ہے مَعَکُمْ تمہارے ساتھ شامل ہیں اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَہْزِءُوْنَ اور یہ جو ہمارا ان سے درگزر کرنا اور مدارات سے پیش آنا تم سُنتے اور دیکھتے ہو۔ اس سے کہیں دھوکے میں نہ پڑجانا ہم تو یہ سب کچھ فقط ہنسی اور تمسخر کی راہ سے کرتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ اَللّٰہُ یَسْتَہْزِئُ بِہِمْ خدا اُن کو دنیا اور آخرت میں اُن کو اس ہنسی اُڑانے کا عوض دیے گا۔ وَیَمُدُّھُمْ فِیْ طُغْیَانِہِمْ اور اُن کو مُہلت دے گا اور اپنی نرمی کے سبب اُن کو فرصت اور تاخیر عطا کریگا اور ان کو توبہ کرنے کی دعوت فرمائے گا اور جب وُہ رجُوع کریں گے تو ان کو بخشش کا وعدہ دیگا۔ یَعْمَہُوْنَ اور وُہ حیران اور سرگشتہ رہیں گے کہ نہ تو امرِ قبیح سے بچیں گے اور محمدؐ اور علیؑ کو جو اذیت پہنچانا ان کے امکان میں ہوگا ضرور پہنچائیں گے اور ہرگز ترک نہ کریں گے۔

امامِ عالم یعنی مُوسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ دُنیا میں تو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہنسی کرنے کا طریق یہ ہے کہ ان کے اظہار اسلام کی وجہ سے ان پر احکام اسلام کو جاری کیا ہے اور تعریضاً اور کنایتہً رسُولؐ خدا ان کے ساتھ موافقت اور مرافقت برتتے ہیں یہاں تک کہ مخلص مومنین اس تعریض و کنایہ کا مطلب سمجھ لیتے ہیں اور حکمِ خُدا سے پیغمبرِ خدا ان پر لعنت کرتے ہیں۔

اور آخرت میں یہ طریق برتا جائیگا کہ جب اللہ تعالیٰ خانۂ لعنت و ذلت میں ان کو جگہ دے گا اور طرح طرح کے عذابوں سے معذب کریگا اور ان مومنین کو بہشت میں جناب محمدؐ برگزیدہ بادشاہ و منتقم حقیقی کے حضور میں مقیم فرمائے گا۔ تو ان منافقوں کو جو دارِ دُنیا میں ان سے تمسخر اور استہزا کرتے تھے دکھلائیگا یہاں تک کہ جب وُہ ان منافقوں کو عجیب لعنتوں اور عذابوں میں مُبتلا دیکھیں گے تو ان کو اس حال میں دیکھ کر ان پر ہنسی اور طعنہ زنی کر کے عجب لذّت اور سرور حاصل کریں گے جیسے اپنے

پروردگار کی نعمتہائے جنّت سے متلذذ اور مسرور ہوں گے اُس وقت وہ مومن ان کافروں اور مُنافقوں کے نام اور صفات کو پہچان لیں گے اور وُہ طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار ہونگے بعض کو تو جہنّم کے اژدہا اپنے دانتوں سے کاٹتے ہونگے اور بعض کو وہاں کے درندے اپنے پنجوں میں لیے ہوں گے اور ان سے کھلاڑیاں کرتے اور اُن کو پھاڑ پھاڑ کر کھاتے ہونگے اور بعض کو شعلہ ہائے جہنّم کے کوڑے اور گُرز اور موگرے لگ رہے ہونگے اور ان پر پڑ پڑ کر ان کے عذاب اور ذلت کو اور بڑھا رہے ہونگے اور بعض گرم پانی کے دریاؤں میں غرق ہوں گے اور ان میں کھینچے جاتے ہونگے اور بعض پیپ اور گندی آلایش میں پڑے ہونگے کہ شعلہ ہائے جہنّم اس سے اُن کو دھکیلتے ہونگے اور بعض اور اور قسم کے عذابوں میں مبتلا ہوں گے جب وُہ کافر اور منافق ادھر نظر کرینگے تو ان مومنوں کو جن پر وُہ دارِ دنیا میں محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کی محبت وولا کے معتقد ہونے کے سبب ہنستے تھے۔ دیکھیں گے کہ بعض تو فرشہائے جنّت پر لوٹ رہے ہیں اور وہاں کے میوے کھا رہے ہیں اور بعض بہشت کے دریچوں اور باغوں اور سیرگاہوں میں مزے اُڑا رہے ہیں اور حوریں اور کنیزیں اور لڑکے اور لونڈیاں اور غلماں ان کے سامنے حاضر ہیں اور گرد پیش خدمت کے لیے جمع ہیں اور فرشتگانِ الٰہی اس کی طرف سے طرح طرح کے عطایا اور کرامات اور عجیب و غریب تحفے اور ہدیے اور احسانات لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ یعنی تم پر سلامتی ہے اس لیے کہ تم نے صبر کیا اور خانۂ آخرت بہت اچھی جگہ ہے اور وُہ مومن جو اُن منافقوں کو دیکھ رہے ہونگے کہیں گے۔ اے فلاں اے فلاں اسی طرح سب کو نام بنام پکار کر کہیں گے تم کیوں اِس ذلت و خواری میں پڑے ہو۔ ادھر آؤ بہشت کے دروازے تمہارے لیے کھولتے ہیں تاکہ تم اس عذاب سے چھوٹو اور نعمتہائے جنت میں ہمارے شریک ہوجاؤ۔ یہ سُن کر وُہ منافق اور کافر جواب دیں گے۔ افسوس ہم کو یہ بات کیونکر میسّر ہوسکتی ہے وُہ مومن کہیں گے ان دروازوں کو دیکھو۔ تب وُہ بہشت کے دروازوں کو اس جہنّم کی طرف جس میں وُہ مبتلائے عذاب ہوں گے کھُلا ہوا خیال کریں گے اور گمان کریں گے کہ ہم اس عذاب سے چھُوٹ کر وہاں جا سکیں گے۔ یہ خیال کر کے وُہ ان گرم پانی کے دریاؤں میں تیرنے لگیں گے اور شعلہ ہائے جہنّم ان کے سامنے دوڑینگے اور ان سے ملحق ہو کر

سورۂ رعد
پارہ ۱۳
ع ۲

اِن گرُزوں اور کوڑوں اور مُوگریوں سے ماریں گے۔ وُہ اسی طرح اِن عذابوں کی برداشت کرتے ہُوئے اِدھر کو چلتے جائیں گے۔ جب وُہ معلوم کریں گے کہ ہم دروازوں پر پہنچ گئے تو ان کو بند پائیں گے اور شعلہ ہائے جہنّم اپنے گرزوں سے ہانکتے ہُوئے اُلٹے پاؤں لے جا کر وسطِ جہنّم میں ڈال دینگے اور وُہ مومن اپنے اپنے جلسوں میں اپنے فرشوں پر لیٹ کر ان پر ہنسیں گے اور اُن سے مسخراپن کرینگے۔ الغرض اللہ تعالیٰ کے قول اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ اور قول فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْکُفَّارِ یَضْحَکُوْنَ عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ ٥ (یعنی آج کے دن مومن تخت ہائے جنّت پر بیٹھے ہُوئے کافروں سے ہنسی کریں گے اور اُن کی طرف دیکھیں گے کہ وُہ طرح طرح کے عذابوں میں مُبتلا ہیں) کا یہی مطلب ہے۔

پارۂ عم سورۂ مطففین

قولہ عزّوجلّ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ ٥ یعنی وُہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے عوض گمراہی کو خرید لیا ہے۔ غرض ان کی سوداگری نے ان کو کچھ نفع نہ دیا اور وُہ ہدایت پانے والے نہیں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے بیان کیا کہ امام عالم یعنی مُوسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی یہ وُہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کو ضلالت کے بدلے دے ڈالا یعنی دین خدا کو فروخت کر کے اس کی عوض کفر کو بدل لیا فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ ان کو اپنی اِس سوداگری سے آخرت میں کچھ نفع حاصل نہ ہوگا کیونکہ انھوں نے جنّت کے عوض جو ایمان لانے پر ان کے لیے مُہیّا کی گئی تھی آتشِ جہنّم اور اُسکے عذاب ہائے گوناگوں کو خرید کیا ہے وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ ٥ اور وہ طریقِ حق و صواب کی طرف ہدایت نہ پائیں گے۔

جب یہ آیت نازل ہُوئی تو ایک جماعت نے رسُولِ خدا کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یارسُول اللہ وُہ رازق پاک اور منزہ ہے آپنے سُنا ہوگا کہ فلاں شخص کم مایہ اور قلیل البضاعۃ تھا وُہ ایک قوم کے ساتھ ان کا خدمتگار ہو کر سمندر کے سفر میں گیا اُنھوں نے اسکی خدمتگاری کا حق اُس کو ادا کیا اور اُسے اپنے ہمراہ مُلکِ چین کو لے گئے اور اس کیلئے اپنے مال میں کچھ حصّہ مقرر کیا اور باہم چندہ جمع کر کے وہاں سے اس کے لیے کچھ اسباب خرید کر دیا اور تمام اسباب صحیح سلامت پہنچ گیا اور ہر ایک چیز میں دس گُنا اس کو نفع ہُوا۔ اور اب وُہ اہلِ مدینہ میں ایک مالدار اور فارغ البال شخص ہے

اسی طرح ایک اور جماعت نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی کہ یارسُولؐ اللہ آپنے فلاں شخص کو دیکھا ہوگا کہ اس کی حالت بہت اچھی تھی اور نہایت مالدار اور مرفہ الحال تھا اور اس کے ذریعے اور وسیلے بہت عمدہ تھے اور اس کے پاس کچھ مال و متاع موجود تھا اور ہر طرح سے اسکی خاطر جمع تھی کہ ناگاہ اُس کو مالِ کثیر کی طلب ہُوئی اور اس کی طمع میں ایسا بیخود اور از خود رفتہ ہوا کہ عین طوفان اور طغیانی کے موسم میں سمندر کا سفر اختیار کیا اور کشتی غیر اُستوار اور ملّاح ناتجربہ کار تھے جب اُس کی کشتی منجدھار میں پہنچی تو بادِ مخالف کے جھونکوں نے اس کو سمندر کے کراڑے سے دے مارا اور شبِ تاریک میں وُہ کشتی اس ٹکر کے صدمے سے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگئی اور تمام مال و متاع غرق ہوگیا۔ مگر وُہ شخص خود نہایت فقیر و محتاج ہو کر نیم جان کنارے پر جا لگا اور حسرت کی نگاہ سے دُنیا کو دیکھتا تھا۔

یہ دونوں واقعے سُن کر حضرتؐ نے ان لوگوں سے فرمایا آیا تُم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایک ایسے شخص کے حال سے مطلع کروں جس کی حالت شخصِ اول سے بہت اچھی ہو اور ایک ایسے شخص کا حال بیان کروں جس کی حالت شخصِ دوم سے بھی بدتر ہو۔ حاضرین نے عرض کی کہ یارسُولؐ اللہ ارشاد فرمایئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ شخص جس کی حالت شخصِ اول سے بہتر ہے وُہ ہے جو صدقِ دل سے خُدا کے رسُولؐ محمدؐ پر اعتقاد رکھتا ہو اور اُس کے بھائی اور ولی اور جانشین اور میوۂ دل یعنی علیؑ ابن ابی طالب کی تعظیم و تکریم صدقِ نیّت سے بجا لاتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا نبیؐ اور اس کے نبیؐ کا وصیؑ اُس شخص کے شکر گذار ہوتے ہیں اور خُدا اس حُسنِ اعتقاد کے صلے میں دُنیا اور آخرت کی بہتری اس کو عنایت فرماتا ہے اور ایسی زبان اس کو عطا کرتا ہے جو نعمتہائے الٰہی کا ذکر کرتی رہے اور ایسا دل دیتا ہے جو اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اُس کے احکام پر خوشنود اور رضامند ہو اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے دُشمنوں کی تکلیفیں اور زحمتیں برداشت کرنے پر اپنے نفس کو تسلّی دے الغرض اللہ تعالیٰ اپنے آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت میں اس کو منصبِ جلیل پر سرفراز کرتا ہے اور اپنی خوشنودی اور کرامتیں اس کو عنایت فرماتا ہے۔ ایسے شخص کی تجارت سب سے زیادہ نفع دینے والی اور اس کا نفع سب سے بڑھ کر اور بزرگ تر ہے۔

اور وہ شخص جس کی حالت شخصِ دوم سے نہایت ردّی اور بدتر ہے وُہ ہے جو برادرِ رسُولؐ علیؑ

ابن ابی طالب کی بیعت کرے اور اس کی موافقت اور دوستی اور اُس کے دشمنوں کی دشمنی اور مخالفت کا اظہار کرے بعد ازاں اس بیعت کو توڑ ڈالے اور اس کی مخالفت اختیار کرے اور اُس کے دشمنوں کا دوست بن جائے اور اعمالِ بد پر اس کا خاتمہ ہو اور آخر کار وُہ عذابِ جہنّم میں مبتلا ہو جو نہ تو اُس کو ہلاک کرے اور نہ کبھی اس کو اس سے خلاصی اور نجات ملے ایسا شخص دُنیا اور آخرت دونوں جگہ خسارے اور گھاٹے میں ہے اور یہی کھُلم کھُلا نقصان اور خسارہ ہے۔

بعد ازاں حضرتؑ نے ارشاد فرمایا اے گروہ بندگانِ خدا تم کو لازم ہے کہ اس شخص کی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدگی اور برگزیدگی سے مکرم و مشرف فرمایا ہے اور سردار انبیا محمدؐ کے بعد تمام باشندگانِ زمین و آسمان سے افضل قرار دیا ہے یعنی علیؑ ابنِ ابی طالب کی خدمت بجا لاؤ اور اس کے دوستوں اور محبّوں سے دوستی رکھو اور اس کے دشمنوں سے دشمنی کرو۔ اور اپنے مومن بھائیوں کے کہ جو اسکی دوستی اور اسکے دشمنوں سے دشمنی کرنے میں تمہارے شریک ہیں حقوق ادا کرو کیونکہ علیؑ کی رعایت کرنی ان سوداگروں کے تمہارے اُس رفیق کی رعایت کرنے سے بہتر ہے جس کا تم نے ابھی ذکر کیا کہ وُہ اس کو لے کر چین کی طرف گئے اور اُس کے مالدار اور غنی کرنے کی تجویز کی اور مال سے اُس کی امداد کی۔ اے لوگو! میدانِ حشر میں قیامت کے روز ایک شیعہ وارد ہوگا کہ اُس کے میزانِ اعمال کے پلڑے میں اس قدر گناہ رکھے ہونگے جو چوٹی دار پہاڑوں اور موج خیز دریاؤں سے بہت بڑے ہونگے اور سب لوگ کہیں گے کہ یہ گناہ اس بندے کو ہلاک کر دینگے اور کسی شخص کو بھی اسکے ہلاک ہونے اور ابد تک عذابِ خدا میں مبتلا رہنے میں ذرا بھر شک نہ ہوگا۔ اسی اثنا میں جنابِ باری سے ندا آئے گی۔ کہ اے میرے خطا کار اور ان ہلاکتوں اور گناہوں کے مرتکب ہونیوالے بندے آیا ان گناہوں کے مقابلے میں کچھ نیکیاں بھی تیرے پاس موجود ہیں جو ان کا عوض ہو سکیں اور تو رحمت خدا کے باعث داخل بہشت ہو یا ان کے عوض سے کچھ زائد ہوں تو اس صورت میں تو وعدہ الٰہی کے بموجب جنّت میں داخل ہو یہ ندا سُن کر وُہ بندہ عرض کرے گا کہ مجھے کوئی نیکی معلوم نہیں ہوتی۔ تب منادیٔ پروردگار اُس کو ندا کرے گا کہ تو میدانِ قیامت میں آواز دے کہ میں فلاں ابنِ فلاں اور فلاں شہر اور فلاں گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ میں اپنے گناہوں میں گھرا ہوں جو مثل پہاڑوں اور دریاؤں کے ہیں اور ان کے مقابلے میں کسی قسم کی نیکی میرے پاس موجود نہیں آیا اہلِ قیامت

میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کے پاس میرے لیے کسی قسم کا احسان یا نیکی موجود ہو تا کہ وُہ میری فریاد کو پہنچے اور اس کے عوض میں مجھ کو ان گناہوں کے پنجے سے چھڑائے۔ مجھے اس وقت اس نیکی کی نہایت سخت ضرورت ہے۔ یہ ندا سُن کر وُہ شخص اہلِ محشر کو بہ طرز مذکور پکاریگا۔ سب سے پہلے علیؑ ابنِ ابی طالب اس کو جواب دیں گے لبیک لبیک۔ ہاں اے میری محبت میں محنت و رنج اُٹھانے والے اور میرے دشمنوں کے ظلم و ستم سہنے والے پھر وُہ اس کے پاس آئیں گے اور ان کے ہمراہ لوگوں کی بھیڑ بھاڑ اور کثرت ہوگی۔ تاہم وُہ اس کے مدعیوں کی تعداد سے جن کو اس شخص پر دعوے اور شکائتیں ہیں بہت ہی کم ہوں گے۔ یہ لوگ عرض کرینگے کہ اے امیرالمومنینؑ ہم اس کے مومن بھائی ہیں۔ وُہ ہم سے احسان اور مروّت سے پیش آیا کرتا تھا اور نہایت تعظیم و تکریم بجا لاتا تھا اور جب ہم اس کی صحبت میں شریک ہوتے تھے تو باوجود کثرت احسان کے ہم سے نہایت تواضع اور منکسر مزاجی سے سلوک کرتا تھا اس وقت ہم اپنی تمام طاعات و عبادات اس کو مہمانی میں پیش کرتے ہیں اور دے ڈالتے ہیں تب علیؑ ان لوگوں سے کہیں گے تو پھر تم خود کس طرح جنّت میں جاؤ گے وُہ عرض کرینگے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ کے ذریعہ سے کہ جو اے رسولِ اللہ کے بھائی آپ کے اور آپ کی اولاد کے محبّوں سے کبھی الگ نہیں ہوتی۔ اس وقت خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ندا آئے گی کہ اے برادرِ رسولِ اللہ اس شخص کے لیے اس کے مومن بھائیوں نے تو اس قدر صرف کیا تم اس کو کیا دیتے ہو کیونکہ میں حاکم ہوں اور اسکے اور میرے درمیان جو معاملہ ہے یعنی میرے جو گناہ اس نے کیے ہیں وُہ تو میں نے تمہاری محبت کے سبب معاف کر دیئے اور اسکے اور دیگر بندوں کے درمیان جو جھگڑے اور تنازع ہیں ان کا فیصلہ کرنا نہایت ضروری اور لابدی ہے۔ تب علیؑ عرض کرینگے کہ اے میرے پروردگار ارشاد فرما مجھے کیا حکم ہے! اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اے علیؑ تم اس کے مدعیوں کے اس شخص پر جو دعوے ہیں ان کو عوض دینے کے ضامن ہو جاؤ۔ یہ ارشاد جنابِ باری سُن کر علیؑ اسکی ضمانت کر لیں گے اور ان مدعیوں سے کہینگے کہ تم کو اس شخص پر جو دعوے ہیں اسکے عوض جو چاہو مجھ سے سوال کرو۔ میں وہی تم کو دوں گا تب وہ عرض کریں گے کہ اے برادرِ رسولِ خدا اس شخص پر جو ہمارے دعوے ہیں آیا آپ انکے عوض ہم کو اس رات کے اپنے ایک سانس کا ثواب دیں گے جبکہ آپ بسترِ رسولِ خدا پر سوئے علیؑ جواب دینگے کہ میں نے اس

رات کے ایک سانس کا ثواب تم کو بخشا اُس وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ارشاد ہوگا کہ اے میرے بندو اب تم دیکھو کہ علیؑ نے اپنے دوست کے عوض تمھارے دعوؤں کا بدلا کیا تم کو دیا ہے پھر اس ایک سانس کے جواب میں عجیب و غریب محل اور بہشت اور نفیس چیزیں اُن کو دکھائی جائیں گی اور یہ وُہ چیزیں ہونگی جن پر اللہ تعالیٰ ان دعویدار مومنوں کو رضامند کریگا۔ بعد ازاں ان کو وُہ درجے اور منزلتیں مشاہدہ کرائی جائیں گی جو کسی نے دیکھی اور سُنی نہ ہوں اور کسی بشر کو ان کا خیال تک بھی نہ آیا ہو۔ یہ حال دیکھ کر وُہ مومن عرض کرینگے۔ اے پروردگار کوئی اور بہشت بھی باقی ہے؟ جبکہ یہ سب ہم کو مل گیا تو تیرے باقی بندگانِ مومن اور انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیکوکار لوگ کہاں رہیں گے۔ کیونکہ ان لوگوں کا یہ خیال ہوگا کہ ساری جنت ہمیں کو مل گئی۔ اُس وقت جانب ربُّ العزت سے ندا آئے گی کہ اے میرے بندو۔ یہ سب کچھ جو تم کو ملا ہے علیؑ کے اُس ایک سانس کا ثواب ہے جس کی تم نے اس سے درخواست کی تھی اور اُس نے تم کو دے دیا۔ اب تم اس کو لو اور دیکھو۔ یہ سُن کر وُہ سب دعویدار اور وُہ مومن جس کا معاوضہ علیؑ نے ان کو دیا ہے۔ ان بہشتوں میں چلے جائیں گے۔ پھر وُہ دیکھیں گے کہ خُدا نے علیؑ کے ممالکِ جنت میں اِس قدر اضافہ فرمایا ہے جو اس بہشت کی مقدار سے اتنے گُنا زیادہ ہیں کہ ان کی مقدار کو اسکے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

اس کے بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ یعنی آیا یہ (بہشتیں جو مومنین اور مخلصین و محبین اہلبیت کو مرحمت ہونگی) اچھی مہمانی ہے یا درخت زقوم کہ جو میرے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کے مخالفوں کیلئے مہیا کیا گیا ہے۔

پارہ ۲۳ سورۃ الصافات ع ۲

قولہ عزّوجلّ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ

یعنی ان مُنافقوں کی مثال اُن شخصوں کی سی ہے (جو اندھیری رات میں) آگ روشن کریں جب ان کے اِردگرد کی چیزیں روشن ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو دُور کردے اور ان کو اندھیرے میں چھوڑ دے کہ وُہ کچھ نہ دیکھتے ہوں۔ وُہ (مُنافق) بہرے گُونگے اور اندھے ہیں اور وہ کبھی ایمان کی طرف رجُوع نہ کریں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ان مُنافقوں کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو آگ روشن کرے تاکہ اُس کو اپنے اِردگرد کی چیزیں نظر آنے لگیں۔ جب اُسکو وُہ چیزیں دکھائی دینے لگ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس آگ کی روشنی کو دُور کردے کہ ہوا یا بارش بھیج کر اُس کو بجھا دے۔ یہی حال اُن بیعت شکن منافقوں کا ہے جنھوں نے علیؑ کی بیعت کو جو اللہ تعالیٰ نے اُن سے لی تھی توڑ ڈالا اور ظاہرا شہادت دی کہ خُدا ایک ہے اور کوئی اُس کا شریک نہیں اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسُولؐ ہے اور علیؑ اُس کا ولیعہد اور وصی اور وارث اور اُس کی اُمت میں اسکا جانشین اور اسکے فرضوں کا ادا کرنے والا اور اُس کے وعدوں کو پورا کرنے والا اور اُس کی جگہ بندگانِ خُدا کا نگہبان اور حاکم ہے۔

اِس ظاہری شہادت کے ادا کرنے سے وُہ منافق مُسلمانوں کی میراث کے وارث ہوئے اور مُسلمانوں میں نکاح کیا اور مُسلمانوں نے اسی شہادت کے باعث ان کو دوست رکھا اور اسی وجہ سے بلاؤں اور تکلیفوں کو بوجہ احسن ان سے دفع کیا اور اُن کو اپنا دینی بھائی قرار دیا اور جن جن بُرائیوں سے وُہ اپنے نفسوں کو بچاتے تھے ان سے انکو بچائے رکھا اس لیے کہ وُہ (مُسلمان) ان کی زبان سے اس شہادت (خدا اور رسُولؐ) کو سُنتے تھے۔ مگر جب پنجۂ اجل میں گرفتار ہونگے تو پروردگار عالمین کے حکم میں داخل ہوجائیں گے جو سب رازوں اور بھیدوں کا عالم ہے اور کوئی چیز اس پر پوشیدہ نہیں ہے چُونکہ وہ مُنافق دِل میں کُفر کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ اس لیے عذابِ خدا میں مُبتلا ہوں گے۔ یہ وُہ وقت ہے کہ ان کی روشنی جاتی رہے گی اور احکام آخرت کی تاریکیوں میں گرفتار ہونگے اور وہاں سے نکلنے کی راہ نہ پائیں گے اور اس جگہ سے واپس آنے کی کوئی سبیل ان کو ہاتھ نہ آئے گی۔

پھر خُدا فرماتا ہے صُمٌّ یعنی عذابِ آخرت میں بہرے ہونگے بُكْمٌ یعنی آتشِ جہنم کے طبقوں میں گُونگے ہونگے عُمْيٌ یعنی آخرت میں اندھے ہونگے۔ چنانچہ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ہے وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا یعنی قیامت کے دن ہم ان کو منہ کے بل محشور کریں گے کہ وُہ اندھے گُونگے اور بہرے ہونگے اور اُن کا مقام جہنم میں ہوگا جب اُس کی آگ مدھم ہونے لگے گی تو ہم اُس کو اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔

پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل ع ۱۱

اور جناب رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مرد یا عورت ظاہر میں امیرالمومنینؑ کی بیعت کرے اور باطن میں اس کو توڑ ڈالے اور اُن سے نفاق رکھے۔ جب ملک الموت اُس کی رُوح قبض کرنے کے لیے اُس کے پاس آتا ہے اس وقت ابلیس اور اُس کے یار و مددگار اُسکے سامنے صورت پذیر ہوتے ہیں اور آتش ہائے جہنّم اور اُس کے عذابہائے گوناگوں جو اسکے آنکھوں، دل اور کانوں کے واسطے مُقرّر ہیں اور جہنّم کے تنگ مقامات ہیں جو اسکی نشست گاہیں ہیں اس کے سامنے متمثّل ہوتے ہیں اور جنّت اور اس کی منزلتیں جو اس شخص کے تا ایں دم مومن اور امیرالمومنین علیہ السّلام کی بیعت پر قائم رہنے کی صورت میں اس کو ملتیں اس کے آگے شکل پذیر ہوتی ہیں اور ملک الموت اس سے کہتا ہے دیکھ یہ جنّت جس کی خوشیوں اور شادمانیوں کے درجے کو بجز خدا کے جو پروردگار عالمین ہے اور کوئی نہیں جانتا تیرے واسطے مہیا کی گئی تھی اگر تو برادرِ رسولِ خدا کی ولایت اور محبت پر قائم رہتا تو قیامت کے دن تیری بازگشت اس کی طرف ہوتی۔ مگر تو نے اُسکے رشتۂ ولایت کو توڑ ڈالا اور اس کی مخالفت کی۔ اس لیے یہ آتش ہائے جہنّم اور اُس کے عذابہائے گوناگوں اور اس کے شعلے اور موگریاں اور اژدہا جو اپنے مُنہ کھولے ہوئے ہیں اور بچھو جو اپنی دُمیں اُٹھائے ہیں، اور درندے جو اپنے پنجوں کو کھولے ہوئے ہیں اور باقی اور طرح طرح کے عذاب تیرے لیے تیار ہیں اور تیری بازگشت ان کی طرف ہوگی اُس وقت وہ شخص کہتا ہے۔ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ٥ یعنی کاش میں رسولِ خدا کی راہ اختیار کرتا اور ان کے حکم کو قبول کرلیتا اور علی کی دوستی جو مجھ پر لازم کی گئی تھی اس کو اپنے اُوپر لازم اور واجب ٹھہراتا۔

قولہٗ عزّوجلّ اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْہِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ج

یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ط وَاللّٰهُ مُحِیْطٌۢ بِالْکٰفِرِیْنَ ٥ یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ط کُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِیْهِ ط وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَیْهِمْ قَامُوْا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ٥ یعنی یا ان مُنافقوں کی مثال اُن شخصوں کی سی ہے۔ جن پر آسمان سے مینہ برس رہا ہو اور کالی گھٹا چھائی ہو۔ بادل گرج رہا ہو۔ بجلی چمک رہی ہو اور وہ بجلی کی کڑک سے ہلاک ہونے کے ڈر سے اُنگلیاں کانوں میں دیتے ہوں اور اللہ سب

کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو چُندھیا دے جب اس (بجلی) کی چمک سے رستہ روشن ہوجاتا ہے تو وُہ چلنے لگتے ہیں اور جب اندھیرا ہوجاتا ہے تو ٹھہر جاتے ہیں اور اگر خدا چاہے تو ان کے کانوں کی سماعت اور آنکھوں کی بصارت کو زائل کردے کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے لیے دوسری مثال بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس قرآن کی مثال جس میں ان مُنافقوں کی طرف خطاب کیا گیا ہے اور اے محمدؐ جس کو ہم نے تجھ پر نازل کیا ہے اور اس میں میری وحدانیت کا بیان اور تیری نبوّت کی دلیل کی وضاحت اور اس امر کی روشن دلیل موجود ہے کہ تیرا بھائی علیؑ ابن ابی طالب اس منصب اور عہدے کا جس پر تُو نے اس کو مقرّر کیا ہے اور اس مرتبے کا جس پر اسکو سرفراز کیا ہے اور اس ملک رانی اور حکومت کا جس پر اس کو مُتعیّن کیا گیا ہے مستحق اور سزاوار ہے ان منافقوں کے حق میں ایسی ہے اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ٥ جیسے بارش جس میں کالی گھٹا سے اندھیرا چھایا ہوا اور بادل گرج رہا ہو اور بجلی چمک رہی ہو جس طرح اس بارش میں یہ چیزیں موجود ہیں اور جو شخص ان میں مُبتلا ہے وُہ خوف کرتا ہے۔ ایسا ہی ان مُنافقوں کا حال ہے کہ وہ بیعت علیؑ کو رد کرتے ہیں اور اس بات سے خوف کرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ اے محمدؐ تو ان کے نفاق سے واقف ہوجائے جس طرح وہ شخص جو اس قسم کے مینہ اور کڑک اور بجلی میں مُبتلا ہو ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کڑک سے دل نکل پڑے یا بجلی اس پر گر پڑے۔ اسی طرح یہ منافق خوف کرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو تو ان کے کُفر سے مطلع ہوجائے اور ان کے قتل و قمع کا باعث ہو جو شخص اس بارش میں گرفتار ہوتے ہیں وُہ اپنی اُنگلیاں کانوں میں دیتے ہیں تاکہ کڑک کے صدمے سے ان کے دل باہر نہ نکل پڑیں اور وُہ موت کے خوف سے ایسا کرتے ہیں۔ جس طرح یہ لوگ جو اِس بارش میں مُبتلا ہیں اپنے کانوں میں اُنگلیاں دیتے ہیں کہ کہیں کڑک کے صدمے سے انکے دِل باہر نہ نکل پڑیں اسی طرح یہ منافق جب سُنتے ہیں کہ تُو بیعت علیؑ کے توڑنے والوں پر لعنت کرتا ہے اور ان لوگوں کے حالات کُھلنے پر عقاب و عذاب کا وعدہ دیتا ہے تو اپنی موت کے خوف سے اُنگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے ہیں کہ ایسا نہ ہو تیرے ان پر لعنت کرنے

اور عقاب و عذاب کا وعدہ دینے کو سُن کر ان کے چہرہ متغیّر ہو جائیں اور ان کا یہ حال دیکھ کر تیرے
اصحاب ان کو شناخت کریں کہ وُہ یہی لوگ ہیں جن پر لعنت کی گئی ہے اور ان کے لیے وعدۂ عذاب
دیا گیا ہے۔ کیونکہ جب چہروں کے متغیّر ہونے اور ان کے پیچ و تاب کھانے سے ان کا حال کھل جائیگا
تو نفاق کا الزام ان پر پختہ ہو جائیگا اور پھر وُہ تیرے ہاتھ سے یا تیرے حکم سے قتل ہونے سے امن
میں نہ رہیں گے پھر خدا فرماتا ہے وَاللّٰہُ مُحِیْطٌ بِالْکَافِرِیْنَ یعنی اللہ تعالیٰ کافروں پر احاطہ کیے
ہُوئے ہے اور اس کو ان پر قُدرت حاصل ہے۔ اگر وُہ چاہے تو ان میں سے منافقوں کے نفاق
کو تجھ پر ظاہر کر دے اور ان کے رازوں سے تجھ کو واقف کر دے اور ان کے قتل کرنیکا تجھ کو حکم دے
بعد ازاں فرمایا یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ یعنی قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو چندھیا
دے اور یہ اُس قوم کی مثال ہے جو بجلی کی چمک میں مُبتلا ہوں اور اُنھوں نے اسکی طرف سے اپنی
آنکھوں کو بند نہ کیا ہو اور ان کو اس کی چمک سے بچانے کیلئے اپنے چہروں کو نہ ڈھانپا ہو اور اپنی راہ کو
جس کو وُہ بجلی کی روشنی میں طے کرنا چاہتے ہیں نہ دیکھا ہو۔ بلکہ انھوں نے فقط بجلی ہی کی طرف نگاہ کی
ہو اس حال میں قریب ہے کہ بجلی انکی آنکھوں کو چُندھیا دے اسی طرح ان منافقوں کا حال ہے کہ قرآن کی
جو آیاتِ محکمات تیری نبوت پر دلالت کرتی ہیں اور اپنے بھائی علیؑ کو امام مقرر کرنے پر تیری سچائی
کو ظاہر کرتی ہیں اور جو معجزے تجھ سے اور تیرے بھائی علیؑ سے مشاہدہ کرتے ہیں جو اس بات پر
دلالت کرتے ہیں کہ تیرا امر نبوت اور اسکا امر امامت بالکل حق اور درست ہے اور اس میں ذرا بھی
شک نہیں ہے پھر بھی وُہ ان دلیلوں میں جو وُہ آیاتِ قرآنی اور تیرے اور تیرے بھائی علیؑ ابن ابی
طالب کے معجزات و آیات سے مشاہدہ کرتے ہیں غور و تامل نہیں کرتے اور تیری حجتوں اور دلیلوں
میں ان کا حق سے درگزر کرنا عنقریب ان کے اور تمام اعمال کو جن کو وُہ سوچ سمجھ کر اور درست
طور پر بجا لاتے ہیں باطل کر دیگا کیونکہ جو کوئی ایک حق کا انکار کرتا ہے۔ یہ انکار کرنا اس کو ہر ایک حق کے
انکار پر پہنچا دیتا ہے اور اس کا منکر اس کے تمام حقوق کے باطل ہونے میں بمنزلہ اس شخص کے ہے جو آفتاب کی
طرف نظر کرے اور اس سے اسکی آنکھوں کا نور جاتا رہے۔ بعد ازاں فرمایا کُلَّمَآ اَضَآءَ لَھُمْ یعنی جب
بجلی کی چمک سے راستہ روشن ہو جاتا ہے یعنی جب وُہ امر ظاہر ہوتا ہے جس کے حجت ہونے کا ان کو اعتقاد
ہے مَّشَوْا فِیْہِ تو اس پر قائم ہو جاتے ہیں اور ان منافقوں کا یہ دستور تھا کہ جب

ان کی گھوڑیاں بچھیریاں جنتی تھیں اور ان کی عورتوں کے ہاں لڑکے پیدا ہوتے تھے اور ان کے نخلستان
بار ور ہوتے تھے اور کھیتیاں خوب پھلتی پھولتی تھیں اور تجارت میں نفع ہوتا تھا اور اُونٹنیاں بہت
دُودھ دیتی تھیں تو کہتے تھے کہ یہ سب کچھ علیؑ سے ہمارے بیعت کرنے کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ وہ خوش
نصیب اور صاحبِ اقبال آدمی ہے اس لیے مناسب ہے کہ ظاہر میں ہم اُس کی اطاعت کریں
تاکہ اس کے اقبال سے نیک زندگی بسر کریں وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَیْھِمْ قَامُوْا اور جب تاریکی ہو
جاتی ہے کھڑے ہو جاتے ہیں یعنی جب ان کی گھوڑیاں بچھیریاں اور عورتیں لڑکے نہ جنتیں اور
تجارتوں میں نفع نہ ہوتا اور نخلستان کی کھجوریں پھل نہ لاتیں اور کھیتیاں اچھی طرح نہ پھلتی پھولتیں
تب وہ اِس کلمۂ نیک سے باز رہتے اور کہتے کہ یہ سب کچھ علیؑ سے ہمارے بیعت کرنے اور محمدؐ
کی تصدیق کرنے کی بدبختی اور شامت کا نتیجہ ہے اور یہ آیت ایک اور آیت کی نظیر ہے جس میں خُدا
اپنے حبیبؐ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے وَاِنْ تُصِبْھُمْ حَسَنَۃٌ یَّقُوْلُوْا ھٰذِہٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَاِنْ
تُصِبْھُمْ سَیِّئَۃٌ یَّقُوْلُوْا ھٰذِہٖ مِنْ عِنْدِکَ ؕ قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ یعنی اگر ان کو کوئی
نیکی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر کوئی بدی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ بدی
تیری طرف سے ہے۔ اے محمدؐ تو ان کافروں سے کہہ دے کہ یہ نیکی اور بدی سب خدا کی طرف سے
ہے یعنی اسی کے حکم اور قضا سے جاری ہوتی ہے اور میری بدبختی اور برکت سے نہیں۔

پارہ
نعقمنت
سورۂ نساء
ع ۱۰

پھر خدا فرماتا ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَذَھَبَ بِسَمْعِھِمْ وَاَبْصَارِھِمْ یعنی اور اگر خُدا چاہے
تو ان کے کانوں کی سماعت اور آنکھوں کی بصارت کو دُور کر دے تاکہ اُن کو اس بات سے بچنا مُیسّر نہ ہو
جو وُہ چاہتے ہیں کہ کہیں تو اور تیرے اصحاب اور دیگر مومنین انکے کُفر سے واقف نہ ہو جائیں کیونکہ اگر
ایسا ہوا تو تو ان کو (کُفر کے باعث) قتل کرا دیگا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کیونکہ اللہ ہر چیز
پر قادر ہے اور کسی شئے کے عمل میں لانے سے قاصر اور عاجز نہیں ہے۔

قولہ عزّوجلّ يٰٓاَيُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ
مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ یعنی اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم
کو اور اُن لوگوں کو جو تم سے پہلے گزرے ہیں پیدا کیا ہے تاکہ تم عذاب دوزخ سے بچو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام نے اس

میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو کونسی ایذا دی۔ حضرتؐ نے جواب دیا کہ اے بریدہ کیا تیرا گمان یہ ہے کہ مجھ کو صرف وہی شخص ایذا پہنچاتا ہے جو مجھ کو ہی ایذا دے کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور جو کوئی علیؑ کو ایذا دیتا ہے وُہ مجھ کو ایذا دیتا ہے اور جو مجھ کو ایذا دیتا ہے وُہ خدا کو ایذا دیتا ہے اور جو خدا کو ایذا دے اسکو آتشِ جہنم کے دردناک عذاب سے ایذا دینا خدا پر واجب اور لازم ہے۔ اے بریدہ تجھ کو زیادہ معلوم ہے یا خدا زیادہ واقف ہے یا وُہ فرشتے جو لوحِ محفوظ کو پڑھتے ہیں تو زیادہ واقف ہے یا فرشتہ ارحام پھر فرمایا کہ اے بریدہ تو کیونکر اس کو خطا کار بتلاتا ہے اور مُلامت اور سرزنش کرتا ہے اور اس کے فعل پر طعن و تشنیع کرتا ہے اور یہ جبرئیلؑ امین موجود ہیں اور اس کے حافظانِ اعمال کی طرف سے خبر دیتے ہیں کہ انھوں نے وقتِ ولادت سے لے کر تا ایں دم کوئی خطا اس کے نامہ اعمال میں درج نہیں کی اور فرشتہ ارحام نے مجھُ سے بیان کیا کہ اسکی پیدائش سے پہلے جبکہ اسکو ماں کے پیٹ میں مستحکم کیا گیا انھوں نے لکھا کہ اس سے ہرگز کوئی خطا سرزد نہ ہوگی اور قاریان لوحِ محفوظ نے شبِ معراج مجھ کو خبر دی کہ انھوں نے لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا دیکھا کہ علیؑ ہر خطا اور لغزش سے معصوم اور پاک ہے اے بریدہ تو کیونکر اس کو خطا کار بتلاتا ہے حالانکہ پروردگار عالمین اور فرشتگان مقربین اس کو صواب اور درستی پر بتاتے ہیں اے بریدہ علیؑ سے نیکی اور خوبی کے سوا کبھی مت پیش آؤ کیونکہ وہ تمام مومنوں کا حاکم اور تمام اوصیاء کا سردار اور مسلمانوں کا شہسوار اور بزرگان روشن رو کا پیشوا اور بہشت و دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہے۔ قیامت کے دن آتشِ جہنم سے مخاطب ہو کر کہے گا۔ ھٰذالی وھٰذالک یہ میرے واسطے ہے اور یہ تیرے لیے اور اے بریدہ کیا تم سب مسلمانوں پر واجب نہیں ہے کہ علیؑ سے جھگڑا مت کرو اور اس سے عناد مت رکھو اور اس کو غضب میں مت لاؤ۔ مگر یہ بات تم سے بہت بعید ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ علیؑ کی جو قدر و منزلت تمھاری نظروں میں ہے خدا کے نزدیک اس کا رُتبہ اس سے بہت زیادہ ہے کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو بتاؤں کہ خدا کے نزدیک اس کی قدر و منزلت کتنی ہے اصحابہ نے عرض کی کہ ہاں یا رسُولؐ اللہ بیان فرمایئے تب فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ قوموں کو مبعوث کریگا کہ ان کے میزان اعمال گناہوں سے پُر ہوں گے اُن سے کہا جائیگا کہ یہ تو بدیاں ہیں نیکیاں کہاں ہیں ان کو لاؤ۔ ورنہ تم ہلاک ہوگے وُہ عرض کریں گے کہ اے

ہمارے پروردگار ہم کو اپنی نیکیاں تو معلوم نہیں اس وقت جانب پروردگار سے ندا آئیگی کہ اے میرے بندو اگر تم اپنی نیکیوں کو نہیں جانتے تو میں تو اُن کو جانتا ہوں اور میں اُن کو تمھارے لیے زیادہ کرونگا پھر ہوا ایک چھوٹے سے رُقعہ کو اُڑا کر اُنکے نیکیوں کے پلہ میزان میں ڈال دے گی اور وُہ پلہ ان کے گناہوں کے پلے سے آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ نیچے کو جھک جائیگا پھر ان میں سے ایک شخص کو حکم ہوگا کہ اپنے ماں باپ بھائیوں خواصوں قریبیوں یاروں اور آشناؤں کا ہاتھ پکڑ اور ان کو جنت میں داخل کر۔ یہ حال دیکھ کر اہل محشر عرض کرینگے کہ ہمارے پروردگار ہم نے اسکی بدیوں کو تو پہچان لیا۔ مگر نیکیوں کو نہیں دیکھا کہ وُہ کیا کچھ ہیں ان کے جواب میں خُدا فرمائیگا کہ اے میرے بندوں میں سے ایک شخص کے ذمے اپنے بھائی کا کچھ قرض باقی تھا وُہ اس لقایا قرض کو لے کر اس قرضخواہ بھائی کے گھر گیا اور جا کر اس سے کہا کہ یہ اپنا باقی قرض مجھ سے لے کیونکہ میں تجھ کو علیؑ کا دوست دار ہونیکی وجہ سے دوست رکھتا ہوں یہ بات سُن کر اس قرضخواہ نے اس سے کہا کہ میں نے تجھ کو دوستدار علیؑ ہونیکے سبب وہ قرض چھوڑ دیا اور یہ میرا مال حاضر ہے جتنا تیرا جی چاہے اس میں سے لیجا اور اپنے کام میں لا اس لیے اللہ تعالیٰ ان دونوں کا شکر گزار ہوا اور اس سبب سے اُنکی خطاؤں کو مُعاف کر دیا اور اس کو ان کے اعمال نامہ اور میزانوں میں داخل کیا اور اُن کے لیے اور ان کے ماں باپ اور ان کے اہل و عیال کے لیے بہشت کو واجب کیا۔

بعد ازاں حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا اے بریدہ جو لوگ کہ بغض علیؑ کے باعث داخل جہنم ہونگے ان کی تعداد کنکریوں سے بہت زیادہ ہوگی جو جمرات کے قریب پھینکی جاتی ہیں خبردار تو ان میں سے نہ ہونا الغرض آیہ اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ کے یہی معنی ہیں کہ تم لوگ محمدؐ اور علیؑ ابنِ ابی طالب کی تعظیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اَلَّذِیْ خَلَقَکُمْ جس نے تم کو پیدا کیا اور بعد ازاں تم کو درست اور یکساں کیا اور بہت اچھی صُورت تم کو عنایت کی وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ اور جس نے تم سے پہلے سب انسانی گروہوں کو پیدا کیا لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ؎ تاکہ تم آتشِ دوزخ سے بچو۔

امام فرماتے ہیں کہ اس اخیر آیت کی دو صُورتیں ہیں اوّل یہ کہ تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو اس لیے پیدا کیا تاکہ تم سب کے سب متقی اور پرہیزگار ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اور مقام میں فرمایا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ؎ یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف

پارہ ۲۷
سورہ الذ
ع ۲

اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری معرفت حاصل کریں۔

دوم یہ کہ تم اُس ذات کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم آتشِ جہنم سے محفوظ رہو۔

اور لَعَلَّ کلامِ خدا میں واجب کے معنی میں آتا ہے۔ کیونکہ اللہ جلشانہٗ اس بات سے برتر ہے کہ اپنے بندے کو بے فائدہ تکلیف و مشقت میں ڈالے اور اپنے فضل و کرم کی طمع دلائے اور پھر اس کو اس سے محروم رکھے۔ دیکھو جب کوئی بندہ کسی شخص سے کہے کہ تو میری خدمت کر تاکہ تو مجھ سے اور میری خدمت سے کچھ نفع پائے اور میں اس خدمت کے عوض تجھ کو کچھ فائدہ پہنچاؤں اور وہ شخص اس کی خدمت کرے پھر وہ شخص اس (خدمتگار) کو فائدہ سے محروم رکھے اور اس کو کچھ نفع نہ پہنچائے یہ فعل اس شخص کا کس قدر قبیح اور زبون سمجھا جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ کے افعال تو اپنے بندوں کے افعال سے بہت بزرگ و برتر اور قبیح اور زبون ہونے سے نہایت بعید ہیں۔

قولہٗ عزّوجلّ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ یعنی وہ خدا جس نے تمہارے واسطے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور بادلوں سے پانی برسایا اور اس سے تمہارے واسطے بہت سے پھلوں کا رزق زمین سے پیدا کیا پس تم خدا کے لیے شریک مت قرار دو۔ حالانکہ تم جانتے ہو (کہ جن کو تم خدا کا شریک بناتے ہو وہ کچھ بھی مقدور نہیں رکھتے)

امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا یعنی وہ خدا جس نے زمین کو تمہارے لیے فرش بنایا ہے یعنی اس کو تمہاری طبیعتوں کے مناسب اور جسموں کے موافق بنایا۔ نہ تو زیادہ گرم ہے کہ تم کو جلا دے اور نہ زیادہ سرد ہے کہ تم کو جما دے اور نہ زیادہ خوشبودار ہے جو تمہارے سروں میں درد پیدا کرے اور نہ اتنی بدبودار ہے کہ تم کو ہلاک کرے اور نہ پانی کی طرح اتنی نرم ہے کہ تم کو ڈبو دے اور نہ ایسی بہت سخت ہے جو تم کو کھیتی باڑی کرنے مکان بنانے اور مردوں کے دفن کرنے سے مانع ہو۔ بلکہ اس میں ایسی استواری اور متانت ہے کہ تم اس سے منتفع ہوتے ہو اور اس پر ٹھہرتے اور قیام کرتے ہو اور تمہارے بدن

اور مکان اس پر قائم ہوتے ہیں اور اللہ جلشانہٗ نے اس میں ایسی نرمی رکھی ہے جو کھیتی باڑی کرنے اور قبریں بنانے میں تمہاری مطیع فرمان ہے اور اسی طرح اور بیشمار فوائد اس سے حاصل کرتے ہو۔ اسی واسطے خدا نے زمین کو تمہارے لیے فرش قرار دیا ہے۔ پھر فرماتا ہے وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً یعنی آسمان کو تمہارے اُوپر محفوظ چھت کی طرح بنایا کہ اس میں سورج چاند اور دیگر سیاروں کو تمہارے فوائد کے لیے گردش دیتا ہے وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً یعنی بارش کو بلندی سے نازل کیا تاکہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں اور گھاٹیوں اور نشیب زمین میں ہر جگہ پانی پہنچ جائے پھر اس کو جدا جدا کیا کہ کبھی تو پھوہار کی طرح برستا ہے کبھی موسلا دھار پڑتا ہے۔ کبھی بڑی بڑی بوندیں ہو کر گرتا ہے کبھی کم کم برستا ہے تاکہ اس سے تمہاری زمینوں کو سیراب کرے اور اس مینہ کو ایک ہی ٹکڑے کی صورت میں تم پر نہیں برساتا۔ اگر ایسا ہو تو تمہاری زمینیں درخت کھیتیاں اور پھل سب خراب اور برباد ہو جائیں فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ یعنی پھر اس بارش کے سبب زمین سے طرح طرح کی چیزیں اُگائیں جو تمہارا رزق ہیں فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا پس تم کو مناسب نہیں کہ بتوں کو جو نہ کچھ سمجھتے ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ خدا کے نظیر اور اُس کے شبیہ اور مثل بناؤ وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اور تم جانتے ہو کہ وہ بت ان نعمتوں میں سے جو پروردگار نے تم کو عنایت فرمائی ہیں کسی ایک کے پیدا کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتے۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے آیۂ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا تو آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پہلے اپنے عرش کو اس پر قائم کیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّکَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ یعنی وہ خدا وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ روز میں پیدا کیا اور ان کی پیدائش سے پہلے اس کا عرش پانی پر قائم تھا۔

پھر ہواؤں کو پانی پر بھیجا ان سے اس میں لہریں اٹھیں اور بخارات بن کر اوپر کو بلند ہوئے اور جھاگ پیدا ہوئی۔ ان بخارات سے تو ساتوں آسمان پیدا کئے اور اس جھاگ سے زمینیں خلق فرمائیں اور زمین کو پانی کے اُوپر پھیلا دیا اور پانی کو سخت پتھر پر قائم کیا اور اس پتھر کو مچھلی پر اور مچھلی کو بیل پر اور بیل کو اس سنگ بزرگ پر جس کا ذکر لقمان نے اپنے بیٹے سے کیا ہے چنانچہ خدا

سیپارہ ۱۲
سورۂ ہود
ع ۱

لقمان کی زبانی فرماتا ہے یَا بُنَیَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ یعنی اے بیٹے وُہ گناہ یا نیکی اگرچہ چھٹائی میں رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وُہ سنگِ سخت و بزرگ کے بیچ میں ہو خواہ آسمانوں میں یا زمین میں ہو۔ اُس کو اللہ تعالیٰ مقامِ حساب میں لے آئے گا۔

اور اِس پتھر کو ثرے پر ٹھہرایا اور خُدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں کہ ثرے کے نیچے کیا ہے۔ الغرض جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو خلق فرمایا تو اُس کو کعبہ کے نیچے بچھایا پھر اس کو پانی پر پھیلایا اور وہ سب چیزوں پر محیط ہوگئی۔ یہ حال دیکھ کر زمین فخر کرنے لگی اور کہنے لگی کہ میں نے سب چیزوں کو گھیر لیا ہے کہ اب مجھ پر کون غالب ہو سکتا ہے اور مچھلی کے کانوں میں ایک ایک سونے کی زنجیر پڑی ہوئی تھی جس کا ایک سرا عرش سے ملا ہوا تھا تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے مچھلی حرکت میں آئی اس کے متحرک ہونے سے زمین اپنی تمام چیزوں سمیت ہلنے لگی جیسے کشتی پانی کی سطح پر ہلا کرتی ہے جبکہ اس میں بڑے زور کی لہریں اُٹھا کرتی ہیں اور زمین اس ہل چل کو روک نہ سکی زمین کا یہ حال دیکھ کر مچھلی فخر سے کہنے لگی کہ میں زمین پر بھی غالب آگئی جو سب چیزوں کو گھیرے ہُوئے ہے ایسا کون ہے جو مجھ پر غالب آسکے۔ اُس وقت خُدا نے پہاڑوں کو خلق کیا اور اُن کو زمین پر گاڑ دیا اور اِن کے سبب زمین اس قدر بھاری ہوگئی کہ پھر مچھلی اس کو نہ ہلا سکی یہ حال دیکھ کر پہاڑ فخر کرنے لگے اور بولے کہ ہم مچھلی پر بھی غالب آگئے جس نے زمین کو مغلوب کیا تھا۔ اب ہم پر کون غالب آسکتا ہے۔ تب خدا نے لوہے کو پیدا کیا اور پہاڑ اُس سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور اُس کا کچھ دفعیہ اور روک تھام نہ کر سکے۔ یہ دیکھ کر لوہا فخر سے کہنے لگا کہ میں پہاڑ پر غالب آیا جس نے مچھلی کو مغلوب کیا تھا۔ اب مجھ پر کون ور ہو سکتا ہے۔ تب خلاقِ عالم نے آگ کو خلق فرمایا اور اُس نے لوہے کو پگلا کر ریزہ ریزہ کر ڈالا اور لوہے سے اِس کا کچھ چارہ نہ بن پڑا۔ آگ نے جب یہ حال مشاہدہ کیا تو فخر سے کہنے لگی کہ میں لوہے پر غالب ہُوئی جس نے پہاڑ کو مغلوب کیا تھا۔ ایسا کون ہے جو مجھ پر غالب ہو سکے۔ تب اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا اور اُس نے آگ کو بجھا دیا پھر پانی از راہِ فخر پکارا کہ میں آگ پر غالب آیا جس نے لوہے کو مغلوب کیا تھا۔ اب مجھ پر کون غلبہ پا سکتا ہے اُس وقت خُدا نے ہُوا کو خلق فرمایا اور اُس نے پانی کو اڑایا یہ حال دیکھ کر ہُوا کو بھی فخر ہُوا کہ میں نے

پانی کو مغلوب کیا جو آگ پر غالب آیا تھا اب مجھ پر کون ور ہو سکتا ہے تب خلاقِ عالم نے انسان کو پیدا کیا اس نے عمارتیں بنا کر ہوا کو اُس کی گزرگاہوں سے پھیر دیا اس پر حضرتِ انسان بھی اکڑنے لگے اور فخر و تکبّر کی راہ سے کہنے لگے کہ میں ہوا پر بھی غالب ہُوا جس نے پانی کو مغلوب کیا تھا اب مجھ پر کون غالب ہو سکتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو خلق فرمایا اور اُس نے انسان کو مار ڈالا جب ملک الموت نے یہ حال دیکھا تو فخر یہ کہنے لگا کہ میں انسان پر غالب آیا جس نے ہُوا کو مغلوب کیا تھا۔ اب مجھ پر کون مغلوب ہو سکتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بہت قہر کرنیوالا اور بہت غلبہ پانے والا اور بہت بخشش کرنیوالا ہوں اور سب چیزوں پر غالب ہوں (میں تجھ پر بھی غالب ہوں) چنانچہ فرمایا ہے اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ یعنی سب امور اسی کی طرف رجوع ہوں گے۔

امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ حاضرین میں سے کسی نے عرض کی یا رسول اللہ وُہ مچھلی نہایت عجیب ہے اور اس میں کتنی بڑی طاقت ہے کہ زمین کو اس کی تمام چیزوں سمیت ایسا متحرک کیا کہ وُہ اس حرکت کو روک نہ سکی حضرتؐ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسی چیز کی خبر دوں جو اس مچھلی کی نسبت زیادہ قوی اور بہت بڑی اور وسیع ہے صحابہ نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ بیان فرمایئے جب خدا نے عرش کو پیدا کیا تو اس کے ساٹھ ہزار تین سو ستون خلق فرمائے اور ہر ستون کے پاس ساٹھ ہزار تین سو فرشتے ایسے قوی اور عظیم الجثہ پیدا کئے کہ اگر ان میں سے چھوٹے سے چھوٹے فرشتے کو حکم دے تو وُہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو لقمہ کر جائے اور یہ اس کے حلق کے سُوراخ میں ایسے معلوم ہوں جیسے ایک وسیع بیابان میں ریت کا ایک ٹیلہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو حکم دیا کہ اے میرے بندو میرے اس عرش کو اُٹھاؤ۔ ان سب نے مل کر ہر چند زور لگایا اٹھانا تو کہاں حرکت تک بھی نہ دے سکے تب اللہ تعالیٰ نے ہر ایک فرشتے کے پاس ایک ایک فرشتہ اور پیدا کیا پھر بھی عرش کو جنبش تک نہ ہوئی بعد ازاں خدا نے ہر فرشتے کے پاس دس دس فرشتے اور پیدا کئے تب بھی نہ ہلا سکے پھر ہر ایک فرشتے کے پاس اِس تمام تعداد کے برابر برابر فرشتے خلق فرمائے پھر بھی ان کو اتنی قدرت نہ ہُوئی کہ عرش کو ہلا سکیں اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ تم اس کو چھوڑ دو۔ میں خود اپنی قدرتِ کاملہ سے اس کو اُٹھاؤں گا۔ غرض اُس قادرِ مطلق نے اپنی قدرت سے اسکو تھاما پھر ان میں سے آٹھ فرشتوں کو

امر فرمایا کہ اب تم اس کو اُٹھاؤ اُنھوں نے عرض کی کہ اے پروردگار جبکہ ہم اس تمام خلق کثیر اور جم غفیر کے ساتھ ہو کر نہ اٹھا سکے تو بھلا ہم آٹھوں اکیلے کیونکر اُٹھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ ہُوں کہ دُور کو نزدیک اور سرکش کو سرنگوں اور شدید کو خفیف اور مشکل کو آسان کر دیتا ہُوں جو چاہتا ہُوں کرتا ہُوں اور جو چاہتا ہُوں حکم دیتا ہُوں میں تم کو ایسے کلمات تعلیم کروں گا کہ ان کے کہنے سے اس کا اُٹھانا تم پر سہل ہو جائے گا۔ فرشتوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار وُہ کونسے کلمات ہیں۔ فرمایا تم کہو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ[1] تب اُنھوں نے ان کلمات کو تلاوت کر کے عرش کو اُٹھا لیا اور وُہ ان کے کندھوں پر ایسا ہلکا پُھلکا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی قوی اور طاقتور آدمی کے کندھے پر بال اُگے ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان باقی فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ عرش کو انہی آٹھ فرشتوں کو اُٹھائے رہنے دو اور تم اس کے گرد طواف کرو اور میری تسبیح اور تمجید اور تقدیس میں مصروف رہو۔ کیونکہ میں وُہ خُدا ہوں جو اس چیز پر قدرت رکھتا ہُوں جو تم نے مشاہدہ کی اور میں ہر ایک چیز پر قادر ہوں۔

یہ سُن کر صحابہ نے عرض کی کہ یا رسُول اللہؐ ان عرش کے اُٹھانے والے فرشتوں کا حال نہایت عجیب ہے کہ وُہ کس قدر قوی اور کتنے عظیم الجثہ ہیں فرمایا کہ یہ فرشتے باوجود اتنی بڑی طاقت کے ان صحیفوں کو نہیں اُٹھا سکتے جن میں میری اُمت کے کسی شخص کے حسنات درج ہوں۔ صحابہ نے عرض کی یا حضرتؐ فرمائیے ایسا شخص کونسا ہے تاکہ ہم اس کو دوست رکھیں اور اُسکی تعظیم و تکریم بجالائیں اور اُسکی دوستی سے قُربِ خدا حاصل کریں۔ فرمایا وُہ شخص وہ ہے جو اپنے ہمنشینوں سمیت بیٹھا تھا کہ میرے اہلبیتؑ میں سے ایک شخص اپنے سر کو کپڑے سے ڈھانپے ہوئے اس کے پاس سے گزرا اور اُس نے اُسکو نہ پہچانا جب وُہ گزر گیا تو اُسکی پشت کو دیکھ کر پہچان لیا اور اُٹھ کر ننگے سر ننگے پاؤں اس کی طرف دَوڑا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا۔ پھر اسکے سر سینہ اور پیشانی کو چُوما اور کہا کہ اے برادرِ رسُولؐ اللہ میرے ماں باپ تجھ پر سے فدا ہوں تیرا گوشت اس کا گوشت ہے اور تیرا خُون اسکا خُون ہے اور تیرا علم اس کا علم ہے

[1] یعنی میں خُدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہُوں اور خدائے بلند اور بزرگ کے سوا اور کسی کو طاقت اور قوت نہیں ہے اور خُدا محمدؐ اور اُن کی آل اطہار پر درُود بھیجے۔ (مترجم)

اور تیرا حلم اس کا حلم ہے اور تیری عقل اسکی عقل ہے میں خدا سے سوال کرتا ہُوں کہ مجھ کو تم اہلبیت کی محبت سے بہرہ ور کرے۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے اس کے اس فعل اور اس قول کا اس قدر ثواب اس کے لیے مقرر کیا ہے کہ اگر اس کی تفصیل صحیفوں میں درج کی جائے تو یہ تمام فرشتے جو عرش کے گرد طواف کرتے ہیں اور جو عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں ان صحیفوں کو نہ اُٹھا سکیں اور جب وُہ اپنے مصاحبوں کے پاس وہاں سے واپس آیا تو وُہ اس سے کہنے لگے کہ تو باوجود اس اپنی جاہ و جلالت اور اسلام میں اپنے مرتبے اور رسُولِ خداؐ کے نزدیک اِس قدر تقرب حاصل ہونے کے ایسی ناموزوں اور نازیبا حرکت کرتا ہے اُس نے جواب دیا کہ اے جاہلو اِسلام لانے سے محمدؐ اور اُس شخص کی محبت کے بغیر کچھ حصُول نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اِس قول کے عوض بھی اتنا ہی ثواب عنایت فرمایا جتنا اس کے اس فعل و قول کے عوض پہلے مرحمت کیا تھا پھر حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ خُدا اپنے قول میں بالکل صادق اور راستی پر ہے۔ مثلاً اگر خُدا کسی شخص کو تمام دُنیا کی عُمر سے لاکھ گُنی عمر دے اور دُنیا کے تمام مالوں سے لاکھ گُنا مال اُس کو عنایت کرے اور وُہ شخص ان تمام مالوں کو راہِ خُدا میں صرف کر دے اور اپنی عُمر کو عبادتِ الٰہی میں فنا کر دے اِس طرح پر کہ دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادتِ پروردگار میں کھڑا رہے اور ان کے بجا لانے میں ذرا کمی اور [illegible] نہ کرے۔ پھر وُہ شخص اس عبادت اور سخاوت کے بعد ایسے حال میں اللہ تعالیٰ سے ملحق ہو کر محمدؐ یا اُس شخص (جس کی تعظیم کیلئے وُہ شخص گیا تھا) کی دشمنی دل میں رکھتا ہو خدا اُس کے نتھنوں کے بل سرنگوں آتشِ جہنم میں ڈالے گا اور اسکے اعمال کو اسی کی طرف لوٹا دے گا اور اُنکو حبط کریگا۔ اصحاب نے عرض کی یا رسُول اللہؐ وُہ دونوں شخص کون کون ہیں۔ فرمایا اس فعل کا بجالانے والا تو یہ شخص ہے جو سر پر کپڑا ڈالے آرہا ہے۔ لوگ دیکھنے کیلئے اسکی طرف جھپٹے کیا دیکھتے ہیں کہ وُہ سعدؓ ابن معاذ اوسی انصاری ہے اور وُہ شخص جس کے حق میں یہ کلمات کہے گئے وُہ دُوسرا شخص ہے جو سر پر کپڑا ڈالے اِدھر کو آرہا ہے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ وُہ علیؑ ابنِ ابی طالب ہے پھر فرمایا کہ بہت سے لوگ ان دونوں کی محبت کے سبب سعید اور نیک بخت ہونگے۔ اور بہت سے لوگ ان میں سے ایک کی دوستی کا دعویٰ کریں گے اور دُوسرے کی دشمنی کا۔ اِس سبب سے شقی اور بدبخت ہوں گے۔ کیونکہ وُہ دونوں ایسے شخص کے دشمن ہونگے اور جس کے یہ دونوں دُشمن ہیں۔ محمدؐ بھی اُس کا دشمن ہے اور جس کا محمدؐ دشمن ہے خدا بھی اُس کا دشمن ہے اور وُہ اُس پر غالب ہے۔ اور اُس نے اپنے عذاب کو اُس پر لازم اور واجب کیا۔

بعدازاں ارشاد فرمایا کہ اے خدا کے بندو اہلِ فضل کی فضیلت کو اہلِ فضل ہی پہچانا کرتے ہیں
پھر سعد سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے سعدؓ تجھ کو بشارت ہو کہ خدا تیرا خاتمہ شہادت پر کریگا اور تیرے
سبب سے کافروں کی ایک جماعت جہنم میں جائیگی اور تیرے مرنے سے عرشِ خدا حرکت میں آئیگا اور تیری
شفاعت سے اس قدر لوگ بہشت میں داخل ہوں گے جنکی تعداد بنی کلیب کے حیوانات کے برابر ہوگی۔
پھر فرمایا کہ آیہ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا کے یہ معنی ہیں کہ زمین کو تمھارے لیے فرش بنایا
کہ تم رات کو سوتے وقت اور قیلولہ کرتے وقت اس پر لیٹتے ہو وَالسَّمَآءَ بِنَآءً اور آسمان کو چھت
بنایا یعنی مضبوط چھت کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت سے زمین پر گرنے سے محفوظ ہے اور سورج چاند
اور دیگر سیارے اس میں گردش کرتے ہیں جو لوگوں کے نفع کیلئے مسخر کیے گئے ہیں بعدازاں حضرتؐ نے
ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تم خدا کے اس فعل سے متعجب اور حیران مت ہو کہ وہ آسمان کو زمین پر گرنے سے
محفوظ رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ اس سے بھی بڑی شئے کی حفاظت کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ وہ کیا ہے
فرمایا اس سے بزرگ تر شئے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے محبوں کی طاعتوں اور عبادتوں کا ثواب ہے۔ وَاَنْزَلَ
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً یعنی آسمان کی طرف سے پانی نازل کیا۔ اس آیت میں مآء سے مراد بارش
ہے۔ ہر ایک قطرے کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اس کو اس کی مقررہ جگہ میں رکھتا ہے جہاں خدا
نے اس کو حکم دیا ہے۔ یہ بات سن کر حاضرین نہایت متعجب ہوئے۔ تب حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم فرشتوں
کی اس تعداد کو زیادہ گمان کرتے ہو۔ جو فرشتے علیؑ ابن ابی طالب کے دوستوں کیلئے استغفار کرتے ہیں
ان کی تعداد اُن فرشتوں سے بہت زیادہ ہے اور دشمنانِ علیؑ پر لعنت کرنے والے فرشتوں کی تعداد
اُن سے بھی زیادہ ہے۔ پھر خدا فرماتا ہے فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ یعنی اس
بارش کے سبب تمھارے لیے پھلوں کا رزق زمین سے پیدا کیا۔ جنابِ رسالتمآبؐ نے اصحاب
کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ آیا تم دیکھتے ہو کہ یہ پتے اور دانے اور گھاس کس کثرت سے ہیں عرض کی
کہ یا رسول اللہ بیشک ان کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے فرمایا جو فرشتے آلِ محمدؐ کی خدمت کرتے ہیں
ان کی تعداد ان کی نسبت بہت زیادہ ہے کیا تم جانتے ہو؟ کہ وہ ان کی کیا خدمت کرتے ہیں۔ وہ نور
کے طبق اُٹھاتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن (آلِ محمدؐ) کے لیے تحفے بھیجے ہوتے ہیں
اور ان (طبقوں) کے اوپر نور کی قندیلیں ہوتی ہیں نیز آلِ محمدؐ جو تحفے ان میں سے اپنے شیعوں اور محبوں کو

بھیجتے ہیں وہ اُٹھا کر لے جاتے ہیں اور ایک طبق میں اس قدر نفیس چیزیں ہوتی ہیں کہ دنیا کے تمام
مال اُن کے ادنےٰ جزو کی قیمت کو بھی پورا نہیں کر سکتے۔

قولہ عزوجل وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ
مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ
تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَ
بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ
مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ یعنی اگر تم کو
اس کتاب کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے محمدؐ پر نازل کی ہے یہ شک ہے کہ ہم نے اس
کو نازل نہیں کیا بلکہ اس نے خود بنالی ہے تو تم کو چاہیئے کہ تم بھی ویسی ایک سورت بنا لاؤ اور
خدا کے سوا اپنے تمام حاضرینِ مجلس سے جو بڑے ادیب اور فصیح ہیں یا اپنے بتوں سے اس
کام میں مدد لو۔ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو اور اگر تم نہ کر سکو اور قیامت تک تم ہرگز ہرگز
ایسا نہ کر سکو گے تو تم آتشِ جہنم سے خوف کرو جس میں ایندھن کی جگہ آدمی اور گندھک کے پتھر
جھونکے جائینگے جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اور اے محمدؐ تو بشارت دے اُن لوگوں کو جو ایمان
لائے ہیں اور انھوں نے نیک عمل کیے ہیں کہ ان کو ایسی بہشتیں ملیں گی جن کے نیچے نہریں جاری
ہیں جب ان کو وہاں سے میوے کھانے کو دیے جائیں گے تو وہ کہیں گے یہ تو وہی میوے ہیں جو ہم
کو پہلے دنیا میں کھانے کو ملتے تھے اور ان کو ایسے میوے دیے جائیں گے جو شکل اور رنگ میں باہم
ملتے جلتے ہونگے اور وہاں ان کو پاکیزہ عورتیں مرحمت ہونگی اور وہ ہمیشہ وہیں رہیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کیلئے مثالیں بیان کر چکا
جو اپنے کفر کو ظاہر کرتے تھے اور آنحضرتؐ کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور ان ناصبیوں کے لیے
جو حضرتؐ سے نفاق رکھتے تھے اور جو کچھ آپ نے اپنے بھائی علیؑ کے حق میں بیان کیا تھا اس کے منکر
تھے اور جو آیات و معجزات حضرتؐ نے دکھلائے تھے اور جو نشانیاں حضرتؐ نے علیؑ کیلئے مکہ اور
مدینہ میں ظاہر فرمائی تھیں اور ارشاد فرمایا تھا کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہیں ان کی نسبت کہتے تھے کہ

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں اور ان کے دیکھنے سے ان کی سرکشی اور نافرمانی اور زیادہ ہوگئی تو
حق سبحانہ وتعالیٰ نے سرکشان مکہ ومدینہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا
نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا یعنی اگر تم کو اس چیز میں جو ہم نے اپنے بندے محمدؐ پر نازل کی ہے شک ہے
یہاں تک کہ تم کہتے ہو کہ محمدؐ خدا کا رسول نہیں ہے اور قرآن جو اس پر نازل ہوا ہے وہ میرا کلام نہیں ہے
باوجودیکہ میں نے مکہ میں اس پر آیات روشن کو ظاہر کیا چنانچہ سفروں میں ابر اس کے سر پر سایہ کئے
رہتا تھا اور پہاڑوں اور پتھروں اور درختوں اور سنگریزوں نے جو جمادات کی قسم سے ہیں اس
پر سلام کیا اور ان لوگوں کو جو اس کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے اس نے اپنے قتل سے باز رکھا بلکہ
خود ان کو ہی قتل کیا اور دو درخت جو ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے باہم مل گئے اور اس نے
ان کی آڑ میں بیٹھ کر رفع حاجت کی پھر وہ دونوں اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے اور ایک درخت کو اس نے
پکارا وہ فوراً فرمانبردار غلاموں کی طرح سر جھکائے حاضر ہوا پھر اسکو واپس جانے کا حکم دیا وہ حکم سنتے ہی
تابعدار غلاموں کی طرح اپنی جگہ پر واپس چلا گیا فَاْتُوْا اے گروہ قریش و یہود اور اے گروہ
نواصب کہ تم ظاہر میں اسلام کا دعویٰ کرتے ہو اور باطن میں اس سے بیزار اور ناخوش ہو۔ اور اے
عرب کے فصیحوں، بلیغوں اور زباندانوں کے گروہ بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ایسی ایک سورت تم بھی
بنالاؤ جیسی کہ محمدؐ لایا ہے کہ جو تم ہی جیسا ایک شخص ہے اور نہ پڑھتا ہے اور نہ لکھتا ہے اور اس نے
کوئی کتاب نہیں پڑھی اور کسی عالم کی صحبت میں نہیں گیا اور کسی شخص سے اس نے کچھ نہیں سیکھا
اور سفر اور حضر میں تم اس کو دیکھتے رہے ہو اور اس حالت میں اس نے چالیس برس اپنی عمر کے گزار
دیئے۔ پھر وہ ایسی کتاب لایا جو علوم اولین و آخرین کی جامع ہے۔ اگر تم کو اس کی ان نشانیوں میں
کچھ شبہ ہے تو تم بھی کسی ایسے ہی آدمی سے ایسا ہی کلام بنوا لاؤ تا کہ اس کا کاذب ہونا جیسا کہ
تم گمان کرتے ہو ظاہر ہو جائے کیونکہ جو چیز کسی بندے کی طرف سے ہوتی ہے باقی مخلوق میں کوئی نہ کوئی
اور بھی ایسا ہوگا جو ویسی چیز بنا سکے اور اے گروہ قاریان کتب یہود ونصاریٰ اگر تم کو اس شریعت
میں جو محمدؐ تمہارے پاس لایا ہے اور اس امر میں کہ اس نے اپنے بھائی علیؑ کو جو تمام اوصیا کا سردار ہے اپنا
وصی مقرر کیا ہے باوجود ان معجزوں کے مشاہدہ کرنے کے جو اس نے تمہارے سامنے ظاہر کئے چنانچہ
بازوئے گوسپند جسمیں زہر ملایا گیا تھا اس سے ہمکلام ہوا اور بھیڑیئے نے اس سے باتیں کیں اور جب وہ

منبر پر وعظ میں مصروف تھا۔ لکڑی (جس کے سہارے حضرتؐ قبل از تیاری منبر کھڑے ہو کر وعظ فرمایا
کرتے تھے) اس کے فراق میں رونے لگی اور اللہ تعالیٰ نے اس زہر کے اثر کو جو (خیبر میں) زنِ یہودیہ
نے اس کے کھانے میں ملا دیا تھا اس سے دور کیا اور بلا کو انہی (یہودیوں) پر پھیر دیا اور وہ سب
ہلاک ہو گئے اور تھوڑے سے کھانے کو زیادہ کر دیا کچھ شک ہے تو تم بھی ویسی ایک سورت بنا لے
آؤ یعنی توریت۔ انجیل۔ زبور۔ صحف ابراہیمؑ اور دیگر ایک سو چودہ کتب سماوی میں سے قرآن
جیسی کوئی ایک سورت نکال لاؤ کیونکہ تم کو ان سب کتابوں میں قرآن جیسی ایک سورت بھی نہ
ملے گی اور اے گروہ یہود ونصاریٰ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ محمدؐ کا کلام جو تمہارے زعم میں مُتَقَوَّل
یعنی جھوٹی باتیں بنانے والا ہے اللہ تعالیٰ کے سب کلاموں اور اسکی تمام کتابوں سے افضل ہو۔
بعد ازاں سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی اے
مشرکو اپنے بتوں کو جن کی تم پرستش کرتے ہو بلاؤ اور اے یہود ونصاریٰ تم اپنے شیطانوں کو پکارو
اور اے منافق مسلمانو جو آلِ اطہار کے مخالف ہو تم اپنے ہم صحبت ملحدوں کو اور ان سب کو
جو تمہارے منشاء کے پورا کرنے میں تمہارے معین و مددگار ہیں بلاؤ۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو کہ محمدؐ نے اس قرآن کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ
نے اس پر نازل نہیں کیا اور یہ جو علیؑ کا تمام امت سے افضل ہونا بیان کیا ہے اور اس کو ان کا
حاکم اور فرمانروا مقرر کیا ہے۔ یہ خدائے احکم الحاکمین کے حکم سے نہیں ہے۔
اس کے بعد خدا فرماتا ہے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا یعنی اے حجت خدا کے نہ ماننے والو اگر تم
ایسا کلام نہ لاسکو اور حقیقت یہ ہے کہ وَلَنْ تَفْعَلُوْا تم سے یہ کام ہرگز ہرگز نہ ہو سکے گا فَاتَّقُوا
النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اس لیے تم اس آگ سے ڈرو جس میں لکڑیوں کی جگہ
آدمی اور گندھک کے پتھر ڈالے جائیں گے اور وہ آگ بھڑکے گی اور اہل جہنم کو عذاب دے گی۔
اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ جو کہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے جو کلام خدا اور اس کے نبیؐ کو جھٹلاتے
ہیں اور اس کے ولی اور وصی سے عداوت رکھتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ ان کافروں کو جتلاتا
ہے کہ تم اس قرآن کی نظیر کے لانے میں اپنے عاجز ہونے سے جان لو کہ یہ خدا کی طرف سے ہے
اگر غلق خدا کی طرف سے ہوتا تو تم ضرور اس سے مقابلہ کر سکتے اور ویسا بنا سکتے۔

۱۵ پ۔ بنی اسرائیل

آخرکار جب وُہ سرزنش اور معارضہ کے بعد عاجز ہُوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا یعنی اے محمدؐ تو ان سے کہہ دے کہ اگر تمام انسان اور جن جمع ہو کر ایسی کتاب بنانا چاہیں تو ویسی نہ بنا سکیں گے۔ اگرچہ وُہ باہمدیگر ایک دُوسرے کی امداد کریں۔

امام حسن عسکریؑ نے بیان فرمایا کہ مَیں نے اپنے والد ماجد امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ جو آیات و معجزات جناب رسولِ خُدا سے مکّہ اور مدینہ میں ظاہر ہُوئے انکی تفصیل بیان فرمائیے ارشاد فرمایا کہ کل صبح بیان کرونگا۔ غرض جب صُبح ہُوئی تو فرمایا کہ اے میرے بیٹے ابر کا قصّہ اس طرح سے ہے کہ جب رسُولِ خدا خدیجہؓ بنت خویلد کی طرف سے تجارت کرنے شام کی طرف تشریف لے گئے اور مکّہ سے بیت المقدس تک ایک مہینے کی راہ ہے اور وُہ موسم نہایت گرم تھا اور ان جنگلوں کی گرمی اہل قافلہ کو بہت ستاتی تھی اور اکثر تند ہوائیں چلتی تھیں اور ریت اور مٹی اُڑ اُڑ کر ان پر پڑتی تھی ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ اپنے رسُولؐ کے لیے ایک بادل کو بھیجتا تھا کہ وُہ آنحضرتؐ پر سایہ کیے رہتا تھا جب آپ ٹھہرتے تو وُہ بھی تھم جاتا اور جب چلتے تو چلنے لگتا آگے بڑھتے تو وُہ بھی آگے بڑھتا پیچھے ہٹتے تو وہ بھی پیچھے کو ہٹ جاتا۔ اگر دائیں کو مُڑتے تو وُہ بھی دائیں کو مُڑ جاتا اگر بائیں کو مُڑتے تو وُہ بھی بائیں کو مُڑ جاتا اور آفتاب کی گرمی کو ان پر نہ پڑنے دیتا تھا اور جو ریت اور مٹی ہواؤں سے اُڑتی تھی وُہ قریش اور اُن کی اُونٹنیوں کے مُنہ میں پڑتی تھی اور جب ہَوا آنحضرتؐ کے قریب پہنچتی تھی تو بہت ہلکی پڑ جاتی تھی اور اُس سے ذرا سی ریت اور مٹی بھی نہ اُڑتی تھی بلکہ ان پر ٹھنڈی اور ہلکی ہو کر چلتی تھی۔ یہاں تک کہ قافلے والے کہتے تھے کہ محمدؐ کا پڑوس خیمہ سے بہتر ہے۔ اِس لیے وُہ حضرتؐ کے پاس پناہ لیتے تھے اور ان کے نزدیک رہتے تھے اور ان کے قریب رہنے سے ان کو راحت پہنچتی تھی۔ مگر بادل صرف آنحضرتؐ ہی کے سر پر رہتا تھا۔ اور جب اور مسافر اس قافلے میں آملتے تھے تو بادل کو اپنے سے فاصلے پر چلتا ہوا پاتے تھے۔ یہ دیکھ کر وہ کہتے تھے کہ یہ بادل جس شخص کے قریب ہے وُہ نہایت مشرف اور معزز ہے۔ تب قافلے والے اُن (مسافروں) سے کہتے تم بادل کی طرف دیکھو کہ اس بادل کے مالک اور اس (مالک) کے مصاحب اور خالص

دوست اور بھائی کے نام لکھے ہیں جب وُہ دیکھتے تو اس پر یہ کلمہ لکھے ہُوئے پاتے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيٍّ سَيِّدِ الْوَصِيِّيْنَ وَشَرَّفْتُهٗ بِاَصْحَابِهِ الْمُوَالِيْنَ لَهٗ وَلِعَلِيٍّ وَلِاَوْلِيَائِهِمَا وَالْمُعَادِيْنَ لِاَعْدَائِهِمَا یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ خُدا کا رسُولؐ ہے مَیں نے علیؑ سیدِ اوصیا کو اس کا مددگار بنایا ہے اور ان اصحاب کے ساتھ اس کو معزز اور مشرف کیا ہے جو اس کو اور علیؑ کو اور ان دونوں کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دُشمنوں سے عداوت رکھتے ہیں۔

غرض ہر شخص خواہ صاحب سواد ہو یا بے سواد، اِس تحریر کو پڑھ لیتا اور سمجھ لیتا تھا۔ اور پہاڑوں اور بڑے بڑے پتھروں اور سنگریزوں نے جو آنحضرتؐ کو سلام کیا اس کا قصّہ اس طرح پر ہے کہ جب آنحضرتؐ نے تجارت شام سے مراجعت فرمائی اور جو کچھ ان تجارتوں سے نفع ہُوا تھا وُہ سب راہِ خدا میں تصدق کر دیا۔ ہر روز علی الصبح کوہِ حرا پر جا چڑھتے اور دیدۂ دل سے رحمت خداوندی کے آثار اور مخلوقاتِ الٰہی کے عجائبات اور اسکی حکمت کے نادرات کو مشاہدہ کرتے اور آسمان اور زمین کے کناروں اور سمندروں اور بیابانوں اور صحراؤں کے اطراف پر نظر ڈالتے اور ان آثارِ الٰہی کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتے اور ان آیات سے نصیحت پکڑتے اور معبودِ حقیقی کی عبادت کا حق ادا کرتے جب آپکی عمر چالیس سال کی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپکے دل کی طرف نظر کی تو اس کو نہایت افضل اور بزرگ تر اور نہایت فرمانبردار اور سب سے زیادہ خشوع و خضوع کرنیوالا پایا اُسوقت حکمِ الٰہی سے آسمانوں کے دروازے کُھل گئے اور حضرتؐ اِدھر دیکھنے لگے اور ملائکہ کو نازل ہونے کا حکم ہُوا اور آپ انکو دیکھتے تھے نیز اپنی رحمت کو نازل ہونے کا امر فرمایا۔ وہ ساق عرش سے لے کر حضرتؐ کے سر تک نازل ہُوئی اور ان کو ڈھانپ لیا پھر دیکھا کہ رُوح الامین یعنی جبرئیل جو طاؤس ملائکہ ہیں نُور کا طوق پہنے اُن کی طرف نازل ہُوئے اور ان کے دونوں بازو تھام کر ان کو ہلایا اور عرض کی کہ اے محمدؐ پڑھو حضرتؐ نے فرمایا کیا پڑھوں عرض کی کہ یا محمدؐ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ یعنی اپنے پروردگار کا نام پڑھ جس نے سب کو پیدا کیا ہے انسان کو جمے ہُوئے خون سے پیدا کیا ہے اے محمدؐ پڑھ اور تیرا پروردگار بہت بزرگ ہے جس نے قلم کو

پارہ عم سورۂ علق ثلثۃ

لکھنا سکھلایا اور انسان کو وُہ چیز تعلیم کی جو اس کو معلوم نہ تھی۔

الغرض اللہ تعالیٰ کو آنحضرتؐ پر جو کچھ وحی کرنی تھی اور جبرئیلؑ آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور حضرت پہاڑ پر سے نیچے تشریف لائے اور آثار جلالت و عظمت الٰہی سے جو حضرتؐ کو گھیرے ہوئے تھے اور اُس خدائے بزرگ و برتر کی بزرگی شان کے مشاہدہ کرنے سے تپ لرزہ کی سی حالت آپ پر طاری ہو رہی تھی اور بڑا فکر یہ ہو رہا تھا کہ جب میں پیغامِ الٰہی پہنچاؤنگا۔ تو قریش میری بات کا یقین نہ کریں گے اور مجنوں اور دیوانہ بتلائیں گے اور کہیں گے کہ اس کو آسیب کا خلل ہو گیا ہے حالانکہ آپ ابتدائے عمر سے لوگوں کے نزدیک تمام خلق خدا سے زیادہ عاقل اور سب سے بڑھ کر معزز اور مکرم تھے اور آنحضرتؐ شیطان اور دیوانوں کے فعل و قول کو سب سے بدتر جانتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ ان کے سینے کو فراخ کرے اور ان کے دل کو قوی اور شجاع کرے۔ اس لیے پہاڑوں پتھروں اور ڈھیلوں کو گویا کیا اور ان میں سے جس چیز کے پاس آپ پہنچتے تھے وُہ پکارتی تھی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ آپ کو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فضل و جمال اور زینت عطا فرمائی ہے اور تمام مخلوقات اوّل و آخر سے آپکو مکرّم و معزز کیا آپ قریش کی اس بات سے مغموم و محزون نہ ہوں کہ وُہ آپکو دیوانہ بتلائیں یا یہ کہیں کہ دین کی بابت فتنہ میں پڑ گیا ہے۔ کیونکہ صاحب فضیلت وُہ شخص ہے جس کو خدا فضیلت دے اور صاحب کرامت وُہ ہے جس کو حق سبحانہ کرامت عطا فرمائے یا حضرتؐ آپ قریش اور دیگر سرکشان عرب کے جھٹلانے سے تنگ دل نہ ہوں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آپکو کرامتوں اور بزرگیوں کے اعلیٰ ترین مرتبے پر پہنچا دے گا اور بلند تر درجہ عنایت فرمائیگا اور عنقریب آپکے دوست آپکے وصی علیؑ ابن ابی طالب کے سبب خوشحال اور فرحناک ہونگے اور تھوڑے عرصے میں علیؑ ابن ابی طالب جو شہر علوم کے دروازے اور آپکی کلید ہیں آپکے علوم کو تمام بندگانِ الٰہی اور سب شہروں میں پھیلا دینگے اور عنقریب آپکی بیٹی فاطمہؑ سے آپکی آنکھ خنک ہوگی اور اس سے اور علیؑ سے حسنؑ اور حسینؑ جو جوانانِ بہشت کے سردار ہیں پیدا ہونگے اور عنقریب آپ کا دین تمام شہروں میں پھیل جائے گا اور عنقریب آپکے اور آپکے بھائی علیؑ ابنِ ابی طالب کے دوستوں اور محبّوں کے اجر و ثواب بڑھائے جائیں گے اور عنقریب حق تعالیٰ کی طرف سے لواءِ حمد آپکے ہاتھ میں دیا جائیگا اور آپ اپنے ہاتھ سے

اپنے بھائی علیؑ کے ہاتھ میں دو گے اور تمام نبی اور صدیق اور شہید اس علَم (لواءِ حمد) کے نیچے ہوں گے اور ان سب کو لے کر جنّت میں داخل ہوں گے۔

یہ بشارت سُن کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے پروردگار وُہ علیؑ ابن ابی طالب کون ہے جس کا مجھ کو وعدہ دیا گیا ہے اور یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ علیؑ پیدا ہو چکے تھے اور وُہ خرد سال تھے اور وُہ میرے چچا کے بیٹے تھے۔ جب علیؑ کچھ چلنے پھرنے لگے اور وُہ آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے اس وقت حضرت نے عرض کی کہ یا خدا کیا یہ وُہی ہے جس کا تُو نے مجھ کو وعدہ دیا ہے الغرض ہر دفعہ جب ایسا خیال حضرت کو آتا تھا میزانِ جلال آنحضرتؐ پر نازل ہوتی تھی اور آنحضرتؐ کو اس کے ایک پلڑے میں رکھا جاتا اور علیؑ اور باقی تمام اُمت کو جو قیامت تک ہوگی۔ انکے لیے متمثل کیا جاتا اور ان سب کیساتھ آنحضرتؐ کو تولا جاتا آپ ہی ان سب سے بھاری نکلتے تھے پھر جس پلڑے میں آنحضرتؐ کو تولا گیا تھا۔ اس میں سے ان کو نکال کر علیؑ کو اس میں رکھا اور تمام اُمت کیساتھ وزن کیا گیا۔ علیؑ سب سے وزنی نکلے۔ تب رسولِ خداؐ نے ان کی ذات اور صفات کو پہچانا اور دل میں پروردگارِ عالم کی جانب سے یہ ندا آئی کہ اے محمدؐ یہ علیؑ ابنِ ابی طالب میرا برگزیدہ بندہ ہے جس سے اس دین کی مدد کرونگا اور یہ تیرے بعد تیری تمام اُمت سے افضل اور برتر ہے۔ یہ حضرتؐ ختمی مرتبت نے فرمایا ہے کہ یہ وقت وُہ تھا جبکہ ادائے رسالت کے لیے میرے سینے کو فراخ اور کُشادہ کیا اور اُمت کے کار دیا کو مجھ سے ہلکا کیا اور قریش کے جابروں اور سرکشوں کے مقابلے کو مجھ پر آسان کیا۔

اِس کے بعد امام علی نقی علیہ السّلام نے فرمایا کہ جو لوگ آنحضرتؐ کے قتل کے درپے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبیؐ برحق کی کرامت کے باعث اور امرِ نبوّت میں آنحضرتؐ کی تصدیق کرنے کیلئے ہلاک کیا اس کا قصّہ اس طرح پر ہے کہ جنابِ رسالتمآبؐ مکّہ معظمہ میں تشریف رکھتے تھے اور سنِ شریف سات برس کا تھا اور آپنے خیر و سعادت میں ایسی نشو و نما پائی تھی کہ اطفال قریش میں کوئی بچہ آپکی مثل نہ تھا ان ہی دنوں میں کچھ یہودی شام مکّہ معظمہ میں وارد ہوئے اور حضرتؐ کی خوبیوں اور صفتوں کو دیکھ کر خلوت میں کہنے لگے خدا کی قسم یہ وُہی محمدؐ ہے جو آخری زمانہ میں خروج کریگا اور یہودیوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو ذلیل و خوار کریگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں دولت یہود کو زائل کرے گا اور ان کو ذلیل کرے گا اور ان کی بیخ کنی کرے گا اور اُنھوں نے اپنی مذہبی کتابوں میں یہ لکھا دیکھا

تھا کہ وُہ پیغمبرِ اُمّی، فاضل اور راست گو ہے۔ القصّہ آپ کے حسد نے انکو اس بات پر آمادہ کیا کہ اس امر کو پوشیدہ رکھیں اور باہم مشورہ کیا کہ اس کی بادشاہی جاتی رہے گی اور آپس میں کہنے لگے کہ آؤ کچھ تدبیر کر کے اس کو قتل کر ڈالیں کیونکہ حق تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم کرتا ہے۔ شاید ہمارے کچھ تدبیر کرنے سے وُہ محو ہو جائے اور اس بات کا اُنھوں نے پُختہ ارادہ کر لیا اور آپس میں کہنے لگے کہ اس کام میں جلدی مت کرو پہلے ہم اس کا امتحان کر لیں اور اس کے افعال کو آزما لیں کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شکل و صُورت اور چال ڈھال میں ایک شخص دُوسرے شخص سے ملتا جلتا اور بالکل مشابہ ہوتا ہے اور ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمدؐ کو حرام اور مُشتبہ چیز سے باز رکھے گا۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ اس سے ملاقات کرو اور اُسکو دعوت میں بُلا کر حرام اور مُشتبہ چیز کھانے کیلئے اسکے آگے رکھو اگر وُہ دونوں کی طرف یا کسی ایک کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اسکو کھا جائے تو جان لینا کہ یہ وُہ نہیں ہے جس کا تم کو گمان ہے بلکہ صرف شکل صُورت اور خط و خال میں اس کے مُشابہ ہے اور اگر ایسا ظہور میں آیا اور اُس نے ان میں سے کوئی چیز نہ کھائی تو تم سمجھ لینا کہ یہ وہی ہے۔ پھر تم کوئی ایسی تدبیر کرنا کہ زمین اس سے خالی اور پاک ہو جائے تاکہ یہود کی سلطنت سلامت رہے۔

آخر کار اس مشورہ کے بعد وُہ حضرت ابُوطالبؑ کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور ان سے ملاقات کر کے دعوت میں قدم رنجہ فرمانے کی درخواست کی۔ الغرض جب رسُولِ خدا وہاں تشریف لائے تو اُنھوں نے ایک بہت موٹی مُرغی جس کو لکڑی سے مار مار کر مار ڈالا تھا اور پھر کباب کیا تھا۔ آنحضرتؐ اور ابوطالبؑ اور دیگر بزرگانِ قریش کے سامنے رکھی حضرت ابوطالبؑ اور دیگر اہلِ قریش نے کھانا شروع کیا اور آنحضرتؐ جب اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھاتے تھے وُہ دائیں یا بائیں آ گے یا پیچھے اُوپر یا نیچے کی طرف پھر جاتا تھا اور اِس گوشت پر نہیں پہنچتا تھا۔ یہ حال دیکھ کر وُہ یہودی بولے اے محمدؐ تم اِس گوشت کو کیوں نہیں کھاتے آپ نے جواب دیا اے گروہ یہود میں نے ہر چند کوشش کی کہ میں اسکو کھاؤں۔ مگر میرا ہاتھ اس کی طرف سے پھر جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کھانا حرام ہے اور میرا پروردگار مجھ کو اس سے بچاتا ہے یہودیوں نے عرض کی کہ نہیں یہ تو حلال کھانا ہے پھر بولے کہ ہم خود لُقمہ بنا کر آپ کے مُنہ میں ڈالیں فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو کر دیکھو تب وُہ خود اپنے

ہاتھ سے نوالہ بنا کر کھلانے پر مُستعد ہُوئے مگر ان کے ہاتھ بھی اسی طرح اِدھر اُدھر پڑتے تھے جیسے آنحضرتؐ کے ہاتھ اسکی طرف پھر جاتے تھے یہ حال دیکھ کر حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا کھانا میرے لیے منع ہے تمھارے پاس موجود ہو تو کوئی اور کھانا لاؤ۔ تب وُہ ایک فربہ مُرغی لائے جو کسی پڑوسی کی تھی اور وہاں موجود نہ تھا اور انھوں نے (بلا اجازت) پکڑ کر اسکو کباب کر لیا تھا اور دام دے کر خریدا نہ کیا تھا اور یہ قصد تھا کہ جب اسکا مالک آئیگا تو اُس کی قیمت ادا کر دینگے جب وُہ کباب حضرتؐ کے سامنے رکھے گئے اور آپ نے ایک لُقمہ اس میں سے لے لیا جب اسکو اُٹھانا چاہا تو وُہ بھاری ہو کر آپ کے اُوپر گرا اور ہاتھ سے چھوٹ کر جا پڑا اور اسی طرح جب آپ نوالہ اُٹھاتے تو وُہ بوجھل ہو کر ہاتھ سے چھوٹ پڑتا یہ حال دیکھ کر یہودیوں نے عرض کی تم کھاتے کیوں نہیں حضرتؐ نے فرمایا اس کا کھانا بھی میرے لیے ممنوع ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مُشتبہ مال ہے اور میرا پروردگار اس سے مجھ کو بچاتا ہے وُہ بولے یہ مُشتبہ مال نہیں ہے۔ فرمائیے تو ہم آپ کو کھلائیں۔ فرمایا اگر ممکن ہو تو کھلاؤ۔ جب اُنھوں نے لُقمہ بنا کر آپکے مُنہ میں ڈالنا چاہا تو اسی طرح ان کے ہاتھ میں بوجھل ہو گیا اور وُہ اس کو نہ اُٹھا سکے تب حضرتؐ نے فرمایا بیشک جیسا کہ میں نے کہا یہ مُشتبہ مال ہے اور میرا پروردگار اس سے مجھ کو بچاتا ہے اس واقعہ کو دیکھ کر اہلِ قریش نہایت حیران ہُوئے اور منجملہ ان اسباب کے جو آنحضرتؐ سے ان کے عداوت کرنے کے ہُوئے جس کو انھوں نے آپکے اظہارِ نبوت کے وقت ظاہر کیا ایک سبب یہ بھی تھا اور یہودی بھی اس واقعہ سے نہایت متعجب ہُوئے اور سردارانِ قریش کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے ہم جانتے ہیں کہ اس لڑکے کی طرف سے تم پر بہت کچھ بلائیں وارد ہوں گی کہ وُہ تمھاری نعمتوں اور جانوں کو برباد اور تباہ کرے گا اور عنقریب اِس کو شانِ عظیم اور رُتبۂ جلیل حاصل ہو گا

اور امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ ان یہودیوں نے مشورہ کیا کہ آنحضرتؐ کو کوہِ حرا پر آتے جاتے راستے میں قتل کر ڈالیں اور وُہ ستّر آدمی تھے غرض انھوں نے اپنی تلواروں کو زہر میں بجھایا اور ایک روز اندھیری رات میں کوہِ حرا پر حضرتؐ کی راہ میں بیٹھ گئے جب آنحضرتؐ پہاڑ پر چڑھے تو وُہ بھی چڑھ گئے اور تلواروں کو کھینچ لیا اور وُہ ستّر آدمی تمام یہودیوں میں نہایت دلیر و شجاع اور نامی پہلوان تھے جب اُنھوں نے تلواریں سونت کر حضرتؐ پر وار کرنے کا ارادہ کیا

تو پہاڑ کے دونوں کنارے باہم مل گئے اور ان کے اور آنحضرتؐ کے درمیان حائل ہو گئے جب ان کو حضرتؐ تک اپنی تلواروں کے پہنچنے کی آس نہ رہی تو لاچار ہو کر میان میں کر لیا تب پہاڑ کے دونوں کنارے جو مل گئے تھے جُدا جُدا ہو گئے۔ یہ دیکھ کر انھوں نے پھر تلواریں سونت لیں اور حضرتؐ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا جب اُنھوں نے یہ قصد کیا تو پہاڑ کے دونوں کنارے پھر باہم مل گئے اور ان کے اور حضرتؐ کے درمیان حائل ہو گئے یہ حال مشاہدہ کر کے اُنھوں نے تلواریں میان میں کر لیں وُہ پھر کُھل گئے اور اُنھوں نے پھر تلواروں کو کھینچ لیا اور برابر ایسا ہی وقوع میں آتا رہا یہاں تک کہ آنحضرتؐ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے اور سنتالیس۴۷ دفعہ پہاڑ کا حائل ہونا اور کُھلنا ظہور میں آیا اس کے بعد وُہ یہودی بھی پہاڑ پر چڑھے اور اُوپر پہنچکر حضرتؐ کے گرد احاطہ کر لیا تاکہ ان کو قتل کریں۔ تب راستہ ان کیلئے لمبا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو بہت دراز کر دیا۔ اور وُہ اس کو طے نہ کر سکے۔ یہاں تک کہ حضرتؐ ذکر و ثنائے پروردگار اور عبرتوں کے حاصل کرنے سے فارغ ہُوئے اور پہاڑ سے نیچے اُترے یہ دیکھ کر وُہ یہودی بھی آپکے پیچھے اُترنے لگے اور نزدیک آکر تلواریں سونت حضرتؐ پر حملہ آور ہُوئے فوراً پہاڑ کے دونوں کنارے ملحق ہو گئے تب اُنھوں نے تلواریں میان میں رکھ لیں پھر پہاڑ بیچ سے ہٹ گیا اُنھوں نے پھر تلواریں کھینچ لیں پھر پہاڑ مل گیا اور اُنھوں نے تلواروں کو میان میں کر لیا۔ غرض سنتالیس۴۷ بار ایسا ہی وقوع میں آیا کہ جب پہاڑ کے کنارے کُھل جاتے تھے تو تلواریں سونت لیتے تھے اور جب مل جاتے تھے تو ان کو میان میں رکھ لیتے تھے۔ اخیر دفعہ جب آنحضرتؐ پہاڑ سے اُتر کر پائین کوہ کے قریب پہنچے تو پھر اُنھوں نے تلواریں کھینچکر آپ پر حملہ کرنا چاہا کہ ناگاہ پہاڑ کی دونوں طرفیں آپس میں مل گئیں اور ان کو دبا دبا کر اور کُچل کُچل کر مار ڈالا پھر آواز آئی کہ اے محمدؐ پیچھے مُڑ کر دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ناہنجار دشمنوں کا کیا حال کیا۔ جب حضرتؐ نے مُڑ کر نگاہ کی تو دیکھا کہ پہاڑ کے دونوں کنارے اپنے قریب کی تمام چیزوں سمیت ملحق ہو گئے ہیں بعد ازاں حضرتؐ نے دیکھا کہ پہاڑ کے دونوں کنارے کُھل گئے اور وُہ یہودی تلواریں ہاتھوں میں لیے نیچے آپڑے اور ان کے چہرے اور پیٹھیں، پہلو، رانیں پنڈلیاں اور پاؤں چُور چُور ہو گئے تھے اور مُردہ ہو کر زمین پر گرے اور اُن کی گردن کی رگوں سے لہو جاری تھا اور آنحضرتؐ اس جگہ سے صحیح سلامت نکل آئے اور دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ اور

مصئون رہے اور پہاڑ اور اُس کے درخت اور پتھر آپ کو پُکار پکار کر کہتے تھے آپ کو مُبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے مُقابلے میں ہم سے آپکی امداد کی اور عنقریب جب حضرتؐ کا امرِ نبوّت ظاہر ہوگا تو جابران و سرکشان اُمّت کے مُقابلے میں علیؑ ابن ابی طالب سے آپکی نصرت فرمائیگا اور آپکے دین کے ظاہر کرنے اور اس کو عزّت دینے اور آپکے دوستوں کو مکرم اور معظّم فرمانے اور آپکے دشمنوں کے دفع کرنے میں اس جناب کی شدّتِ اہتمام و سعی بلیغ سے حضرتؐ کی امداد کریگا اور بہت جلد اس کو آپکا جانشین اور نظیر اور جان جو کہ آپکے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے اور کان جس سے آپ سُنتے ہیں اور آنکھ جس سے آپ دیکھتے ہیں اور ہاتھ جس سے کسی چیز کو پکڑتے ہیں اور پاؤں جن پر کھڑے ہوتے ہیں قرار دیگا اور قریب ہے کہ وُہ آپکے قرضوں کو ادا کرے اور وعدوں کو پورا کرے اور عنقریب وُہ آپکی اُمّت کی آرائش اور آپکے اہلِ ملّت کی زینت ہوگا اور عنقریب حق تعالیٰ اس کے سبب اس کے دوستوں کو شاد کام اور بہرہ ور اور اس کے دُشمنوں کو ہلاک اور تباہ کرے گا۔

اور ان دُو درختوں کا جو آکر باہم مل گئے قصّہ اس طرح پر ہے کہ آنحضرتؐ ایک روز مکّہ اور مدینے کے بیچ راستے میں تھے اور آپکے لشکر میں مدینے کے منافق اور مکّہ کے کافر اور منافق موجود تھے اور وہ آپس میں محمدؐ اور ان کی آلِ اطہار اور صحابۂ اخیار رضؓ کا ذکر کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک نے دُوسرے سے کہا کہ یہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح پاخانہ اور پیشاب کرتا ہے اور اس پر دعویٰ نبوّت کرتا ہے یہ بات سُن کر ایک منافق بولا کہ یہ جنگل ہموار میدان ہے جب وُہ رفع حاجت کے لیے بیٹھے گا تو میں اس کی مقعد کی طرف نظر کرونگا اور دیکھونگا کہ اس میں سے جو چیز خارج ہوتی ہے وُہ ہماری طرح ہوتی ہے یا نہیں۔ دُوسرے نے کہا اگر تو اسکی طرف دیکھے گا تو وہ وہاں نہ بیٹھے گا کیونکہ وُہ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلا ہے جو غیروں کی طرف نگاہ کرنے سے روکی ہوئی ہو اور اسکی طرف کسی غیر نے نظر نہ کی ہو اللہ تعالیٰ نے اس حال سے اپنے نبیؐ کو مطلع فرمایا اور حضرتؐ نے زیدؓ ابنِ ثابت کو حکم دیا کہ ان دُو درختوں کے پاس جاؤ جو ایک دُوسرے سے دُور کھڑے ہیں اور دُو درختوں کی طرف جو ایک دُوسرے سے دُور جنگل میں اُگے ہُوئے تھے اور ایک دُوسرے سے آدھ میل کے فاصلے پر تھے اشارہ کر کے فرمایا کہ تم ان دونوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر آواز دو کہ رسولِ خداؐ نے تم کو حکم دیا ہے کہ دونوں یہاں آکر مل جاؤ تاکہ رسول اللہؐ تمھاری آڑ میں بیٹھ کر رفع حاجت کریں زیدؓ ابنِ ثابت نے فوراً تعمیل کی اور حضرتؐ کا

پیغام درختوں کو پہنچا دیا اُس خدائے پاک کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو نبی برحق کر کے بھیجا ہے کہ وُہ دونوں درخت اپنی جڑوں سمیت اپنی اپنی جگہ سے اُکھڑے اور ایک دُوسرے کی طرف اس طرح دوڑے جیسے دو دوست مدّت کے بچھڑے ہُوئے نہایت اشتیاق سے دَوڑ کر ملاقات کرتے ہیں اور وہاں آکر ایک دُوسرے سے اس طرح پیوست ہو گئے گویا عاشق و معشوق ہیں کہ شدّتِ سرما میں ایک دوسرے کے ساتھ چمٹ کر لپٹے ہیں الغرض آنحضرتؐ ان کی آڑ میں جا بیٹھے یہ دیکھ کر منافق بولے کہ وُہ تو ہماری نظر سے پوشیدہ ہو گیا تب ایک نے دوسرے سے کہا کہ درختوں کے پیچھے کی طرف چل کر دیکھو جب وہ منافق اس طرف گئے تو وُہ درخت اسی طرف پھر گئے غرض وُہ درخت اُدھر ہی پھر جاتے تھے جدھر وُہ منافق جاتے تھے اور ان کو آنحضرتؐ کی شرمگاہ پر نظر ڈالنے کا موقع نہ دیتے تھے بعد ازاں انھوں نے صلاح کی کہ آؤ چل کر اس کے گرد حلقہ کر لیں تاکہ چند آدمی تو ہم میں سے اسکو دیکھ لیں تب اُنھوں نے حلقہ باندھا اور درختوں نے بھی حضرتؐ کے گرد حلقہ کر لیا اور خالی ترسل کی طرح آپکو احاطہ میں لے لیا یہاں تک کہ آپ رفع حاجت سے فارغ ہُوئے اور وضو کر کے وہاں سے نکلے اور لشکر میں واپس تشریف لائے اور آکر زیدؓ ابن ثابت سے فرمایا کہ جا کر ان درختوں سے کہو کہ رسُولؐ خدا تم کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ۔ زیدؓ نے حضرتؐ کا فرمان اُن کو پہنچایا۔ وُہ فوراً اپنے اپنے مقام کی طرف دوڑے اُس خدا کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ وُہ دونوں ایسی تیزی سے بھاگتے تھے جس طرح وہ شخص جس کے پیچھے ایک سوار تلوار سونتے ہُوتے دوڑا آتا ہو اپنی جان بچانے کیلئے بھاگا کرتا ہے اور دونوں اپنی اپنی جگہ پر واپس آگئے۔ یہ حال دیکھ کر وُہ منافق کہنے لگے کہ محمدؐ نے اپنی شرمگاہ کے دیکھنے کا تو ہمیں موقع نہ دیا۔ چلو یہ تو دیکھیں کہ اس میں سے کیا چیز خارج ہُوئی ہے تاکہ معلوم ہو کہ وُہ اور ہم برابر ہیں القصہ جب وُہ وہاں پہنچے تو انھوں نے کسی چیز کا نشان تک بھی وہاں نہ پایا۔

جب اِس امر کے مشاہدہ کرنے سے اصحابِ رسُولؐ متعجب ہُوئے تو اُن کو آسمان کیطرف سے یہ آواز آئی کہ کیا تم ان دُو درختوں کے ایک دُوسرے کی طرف دَوڑنے سے متعجب ہُوئے؟ محمدؐ اور علیؑ کے دوستوں کی طرف خدا کی کرامتیں لے کر فرشتوں کا دَوڑنا۔ ان درختوں کے ایک دوسرے کی طرف دَوڑنے کی نسبت بہت تیز اور تُند ہے اور قیامت کے دن علیؑ کے دوستوں اور اسکے دُشمنوں سے بیزار ہونے والوں سے شُعلہ ہائے جہنم کا بھاگنا ان دونوں درختوں کے ایک دُوسرے سے ہٹنے کی نسبت زیادہ تیز ہوگا۔

اور امام علی نقی علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی معجزہ جناب امیر علیہ السّلام سے بھی ظہور میں آیا جبکہ آپ نے جنگ صفین سے مراجعت فرمائی اور ہمراہیوں کو اس پانی سے سیراب کیا جو ایک بڑے پتھر کے نیچے سے نکلا تھا جسکو آپ نے اس غرض سے اُٹھایا تھا کہ اسکی آڑ میں بیٹھ کر رفع حاجت کریں تو آپکے لشکر کے کسی منافق نے کہا کہ میں اسکی شرمگاہ اور اُس چیز کو جو اُس میں سے نکلتی ہے دیکھونگا کیونکہ وُہ نبیؐ کے مرتبے کا دعویٰ کرتا ہے پھر اپنے ساتھیوں کو اسکے جھوٹ سے خبردار کرونگا تب جناب امیرؑ نے قنبر کو حکم دیا کہ اے قنبر اس درخت اور اس کے سامنے کے درخت کے پاس جاؤ (اور ان دونوں میں ایک فرسخ سے زیادہ کا فاصلہ تھا) اور جا کر کہو کہ محمدؐ کا وصیؑ تم کو حکم دیتا ہے کہ دونوں آکر باہم مل جاؤ قنبر نے عرض کی کہ یا حضرتؑ کیا میری آواز ان دونوں درختوں تک پہنچے گی؟ فرمایا جو تمھاری نظر کو آسمان تک پہنچاتا ہے جو تم سے پانچسو برس کی راہ ہے وُہی تمھاری آواز کو بھی ان دونوں درختوں تک پہنچا دے گا۔ آخر کار قنبر نے جا کر اُن کو آواز دی اور وُہ ایک دُوسرے کی طرف اس تیزی سے دوڑے گویا دو دوست ہیں جو مدّت سے بچھڑے ہُوئے ہیں اور ملنے کا نہایت اشتیاق ہے اور دونوں آکر باہم مل گئے معجزہ دیکھ کر لشکر کے منافقوں کا ایک گروہ کہنے لگا کہ علیؑ اپنے آپکو (معاذ اللہ) سحر و جادو میں رسُولِ خدا کی مثل گمان کرتا ہے نہ وُہ رسُولؐ تھا اور نہ یہ امام ہے بلکہ حقیقت میں دونوں کے دونوں جادوگر ہیں لیکن ہم اسکے گرد چکر لگائیں گے تاکہ اس کی شرمگاہ اور جو کچھ اس میں سے نکلتا ہے اس کو دیکھیں اللہ تعالےٰ نے منافقوں کے اس کلام کو حضرتؑ کے کان میں پہنچا دیا اور آپ نے کھُلم کھُلا قنبر سے فرمایا کہ منافقوں نے وصیِ رسُولؐ سے مکر و فریب کا ارادہ کیا ہے اور ان کا گمان یہ ہے کہ میں ان کے سامنے صرف دُو درختوں کی آڑ کر سکتا ہوں اور کچھ تدبیر نہیں کر سکتا اس لیئے تم جا کر ان درختوں سے کہہ دو کہ وصیِ رسُولؐ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنی اپنی جگہ واپس چلے جاؤ۔ قنبر نے ایسا ہی کیا اور وُہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے اور اس طرح ایک دُوسرے سے جدا ہُوئے جیسے کوئی بُزدل شخص کسی دلیر اور شجاع بہادر سے ڈر کر بھاگتا ہے پھر جناب امیر علیہ السّلام نے جا کر بیٹھنے کیلئے اپنے کپڑے کو اُٹھایا اور منافقوں کی ایک جماعت ان کی طرف تکنے کیلئے گئی جب حضرتؑ نے اپنا کپڑا اُٹھایا وُہ سب کے سب نابینا ہو گئے اور ان کو کچھ بھی نظر نہ آیا۔ تب اُنھوں نے اپنے منہ اُدھر سے پھیر لیے اور ان کی آنکھیں اسی طرح روشن ہو گئیں جیسی پہلے تھیں پھر انھوں نے حضرت کی طرف نگاہ کی اور اندھے ہو گئے اور برابر

معجزہ ۱۱۱ [illegible] جناب امیر [illegible]

ایسا ہی وقوع میں آتا رہا کہ جب آپکی طرف نظر اُٹھاتے تھے اندھے ہو جاتے تھے اور جب مُنہ پھیر لیتے تھے دکھائی دینے لگتا تھا۔ یہانتک کہ حضرتؑ رفع حاجت کر کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے مقام پر واپس تشریف لے آئے اور اسی دفعہ ہر ایک کو ایسا ہی واقعہ پیش آیا اس کے بعد انھوں نے ارادہ کیا کہ اُس جگہ جا کر دیکھیں کہ کیا چیز خارج ہُوئی ہے۔ تب وُہ اپنی اپنی جگہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور وہاں سے قدم نہ اُٹھا سکے اور جب واپس آنے کا ارادہ کیا تو قدم اُٹھنے لگے اور سَو بار ایسا ہی وقوع میں آیا۔ یہاں تک کہ وہاں سے کُوچ کرنے کا حکم صادر ہُوا اور وہاں سے روانہ ہُوئے اور اپنی مُراد کو نہ پہنچے اور اس بات سے ان منافقوں کو سوا اس کے اور کچھ حاصل نہ ہوا کہ ان کی سرکشی اور نافرمانی زیادہ ہُوئی اور کفر و عناد اور بڑھ گیا۔ القصّہ وُہ منافق باہم ذکر کرنے لگے کہ دیکھو یہ بات کس قدر عجیب و غریب ہے کہ باوجود ان معجزات و آیات کے معاویہ اور عمرو اور یزید کے مقابلے سے عاجز رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اُنکی یہ بات امیر المومنینؑ کے کان میں پہنچائی اور حضرت نے حکم دیا کہ اے میرے پروردگار کے فرشتو معاویہ اور عمرو اور یزید کو لے آؤ اور ان منافقوں نے ہوا میں دیکھا کہ فرشتے حبشی سپاہیوں کی صُورت میں ہیں اور ایک ایک نے ان تینوں میں سے ایک ایک کو پکڑ رکھا ہے۔ پھر ان فرشتوں نے ان تینوں کو حضرت کے رُوبرو پیش کیا۔ ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تو معاویہ ہے اور ایک عمرو اور ایک یزید ہے۔ جناب امیرؑ نے ان منافقوں سے فرمایا تم انکو دیکھو اگر میں چاہتا تو ان کو قتل کرتا مگر میں نے خود ہی ان کو چھوڑ رکھا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے وقت معلوم تک ابلیس ملعون کو مُہلت دے رکھی ہے جو کچھ تم نے اپنے صاحب یعنی مجھ سے دیکھا یہ عاجزی اور کمزوری کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ تم لوگوں کا امتحان ہے تاکہ معلوم ہو کہ تم کیا کچھ کرتے ہو اور اگر تم علیؑ پر طعن کرتے ہو تو کیا ہُوا تم سے پہلے کافروں اور منافقوں نے رسُولِ خدا پر بھی طعن کیا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص آسمانوں کی سلطنت اور تمام جنّت کی ایک رات میں سیر کر کے واپس آجائے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وُہ بھاگنے کی تدبیر کرے اور غار میں چھُپے اور مکّہ سے مدینہ تک کی راہ کو گیارہ روز میں طے کرے اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جب چاہتا ہے اپنی قدرت تم کو دکھا دیتا ہے تاکہ تم کو خدا کے پیغمبروں اور اُن کے وصیوں کی راستگوئی اور صدق بیانی معلوم ہو جائے اور جب چاہتا ہے تو ایسی چیزوں سے تمھارا امتحان لیتا ہے جو تم کو مکرُوہ اور ناپسندیدہ معلوم ہوتی ہیں تاکہ دیکھے کہ تم کیونکر عمل کرتے ہو۔ نیز اس واسطے کہ حجتِ خدا تم پر ظاہر ہو جائے۔

اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جو درخت کو اپنی طرف بُلا لیا۔ اُسکی حکایت اس طرح پر ہے کہ بنی ثقیف میں ایک شخص حارث ابن کلدہ ثقفی بڑا نامی طبیب تھا اُس نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے محمدؐ میں تیرے (معاذ اللہ) جنون کا علاج کرنے آیا ہوں کیونکہ مجھ کو دیوانوں کے علاج میں کمال حاصل ہے اور اکثر میں نے اُن کا معالجہ کیا ہے اور وہ میرے ہاتھ سے تندرست ہو گئے ہیں۔ اُسکی یہ گفتگو سن کر حضرتؐ نے فرمایا۔ اے شخص تُو خود تو دیوانوں کے سے کام کرتا ہے اور پھر مجھ کو دیوانہ بتاتا ہے۔ حارث نے کہا کہ میں نے کونسا کام دیوانوں کا سا کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ مجھ کو دیوانہ بتاتا ہے حالانکہ نہ میری آزمائش کی اور نہ میرے سچ اور جھُوٹ میں کچھ غور کی۔ حارث نے جواب دیا کہ کیا اب بھی میں نے آپکے جھُوٹ اور جنُون کو نہیں پہچانا۔ حالانکہ آپ نبوّت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس پر قادر نہیں ہیں۔ فرمایا کہ تیرا یہ قول کہ میں اس پر قادر نہیں ہوں دیوانوں کا فعل ہے۔ کیونکہ تُو نے مجھ سے یہ نہیں دریافت کیا کہ تُو ایسا دعویٰ کیوں کرتا ہے اور نہ اسکی کوئی دلیل مجھ سے طلب کی جس کے بتلانے سے میں عاجز اور قاصر رہا ہوں۔ حارث نے عرض کی کہ یہ تو آپ سچ فرماتے ہیں لیجیے میں ایک معجزہ آپ سے طلب کرتا ہُوں اور اس سے آپکا امتحان کرتا ہُوں۔ اگر آپ پیغمبر ہیں تو اس درخت کو بُلا لیجئے اور ایک بڑے درخت کی طرف اشارہ کیا جس کی جڑیں زمین میں بہت نیچے تک گئی ہُوئی تھیں۔ اگر وُہ آپکے پاس آگیا تو میں جانوں گا کہ آپ خدا کے رسُولؐ ہیں اور آپکے لیے اس امر کی شہادت دُونگا ورنہ میں سمجھ لُونگا کہ آپ دیوانہ ہیں جیسا کہ میں نے سُنا ہے۔ تب حضرتؐ نے اپنا ہاتھ اُس درخت کی طرف اُٹھایا اور اس کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا اُسی وقت وُہ درخت اپنی جڑوں اور ریشوں سمیت وہاں سے اُکھڑا اور بڑے زور سے زمین کو پھاڑتا اور نہر کی طرح اس کو گہرا کھودتا ہُوا چلا اور قریب آکر حضرتؐ کے سامنے ٹھہر گیا اور فصیح آواز سے پُکارا یا رسُول اللہؐ میں حاضر ہُوں۔ فرمایا کیا ارشاد ہے حضرتؐ نے فرمایا میں نے تجھے اس لیے بُلایا ہے کہ وحدانیت خدا کی شہادت دینے کے بعد میری نبوّت کی شہادت دے۔ بعد ازاں اسکی (یعنی علیؑ کی) امامت کی شہادت ادا کرے۔ نیز اس امر کی گواہی دے کہ وہ میرا معتمد علیہ اور پُشت پناہ و مددگار اور باعثِ فخر ہے اور اگر وُہ پیدا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس مخلوقات میں سے کسی کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اس ارشاد کے سُنتے ہی درخت پکارا کہ میں گواہی دیتا ہُوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی

حضرتؐ کا درخت کو طلب کرنا اور اس کا حاضر ہونا

معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمدؐ تو اس کا بندہ اور
رسولؐ ہے۔ اُس نے تجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ فرمانبرداروں کو بشارت (جنّت) دے اور
گنہگاروں اور نافرمانوں کو عذاب (دوزخ) سے ڈرائے اور خُدا کے حکم سے اسکی طرف اسکی خلقت
کو دعوت کرے اور راہِ ہدایت کا روشن چراغ بنے اور میں گواہی دیتا ہُوں کہ تیرے چچا کا بیٹا علیؑ ابن
ابی طالب تیرا دینی بھائی اور اسلام اور دین میں تمام خلقِ خدا سے زیادہ اور بڑھ کر حصّہ لینے والا ہے
اور وہ حضرتؐ کا معتمد علیہ اور پُشت پناہ اور آپکے دُشمنوں کی بیخ کنی کرنیوالا اور دوستوں کی نصُرت
کرنے والا اور آپ کی اُمّت میں آپ کے علوم کا دروازہ ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ
آپکے دوست جو اس کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دُشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں جنّت میں داخل
ہوں گے اور آپ کے دُشمن جو آپ کے دُشمنوں کو دوست رکھتے ہیں اور آپکے دوستوں کے دُشمن
ہیں جہنّم میں بھرتی ہوں گے اس وقت جناب رسالت مآبؐ نے حارث مذکور کی طرف مخاطب
ہو کر فرمایا۔ اے حارث جس شخص کے ایسے معجزے ہوں کیا وُہ دیوانہ ہو سکتا ہے حارث نے عرض
کی یا رسُول اللہؐ خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ بلکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے پروردگار کے رسُول اور
تمام مخلوقات کے سردار ہیں اور اس کا اسلام بہت اچھا ہُوا۔

معجزہ بابت فلسفی جناب امیرؑ سے ظاہر ہوا

اور امام زین العابدین علی ابن حسین علیہما السّلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی ایک معجزہ جناب
امیر المومنین علیہ السّلام سے بھی ظاہر ہوا ہے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ بیٹھے ہُوئے تھے کہ ایک
شخص یُونانی جو علم فلسفہ اور طب کا دعویٰ کرتا تھا۔ خدمت میں حاضر ہوا اور آکر عرض کی اے ابوالحسنؑ
میں نے سُنا تھا کہ تمھارے صاحب (رسُولِ خداؐ کو) جنُون ہے اس لیے میں اسکا علاج کرنے آیا تھا سو
وُہ تو انتقال کر گیا اور میں اپنے ارادے میں ناکام رہا اور میں نے سُنا ہے کہ تم اسکے چچازاد بھائی اور
داماد ہو میں دیکھتا ہوں کہ زردی تم پر چھا گئی ہے اور دونوں پنڈلیاں ایسی پتلی ہیں کہ میں خیال نہیں
کرتا کہ وُہ تمھارے جسم کے بوجھ کو اُٹھا سکیں سو اس زردی کی دوا تو میرے پاس ہے۔ مگر ان پتلی
پنڈلیوں کے موٹا کرنیکی کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی۔ مگر بہتر یہ ہے کہ چلنے پھرنے میں کمی کیا کرو اور جب کوئی
بوجھ پیٹھ پر اُٹھاؤ یا بغل میں دباؤ تو اس میں کمی کرو اور زیادتی نہ کرو کیونکہ تمھاری پنڈلیاں بہت
کمزور ہیں اور بھاری بوجھ اُٹھانیکی حالت میں ان کے ٹوٹ جانیکا اندیشہ ہے اور زردی کی دوا تو یہ

میرے پاس ہے یہ کہہ کر اُس نے وُہ دوا نکالی اور بولا کہ اس سے آپکو کچھ تکلیف نہ ہوگی اور کسی قسم کا
ضرر نہ پہنچائے گی مگر چالیس۴۰ روز گوشت سے پرہیز کرنا ضروری ہے پھر آپکی زردی زائل ہو
جائیگی۔ جناب امیرؑ نے اس سے فرمایا کہ تُو نے میری زردی کے لیے اس دوا کا مفید ہونا تو بیان
کیا کوئی دوا ایسی بھی تجھ کو معلوم ہے جو اس زردی کو زیادہ کر دے اور نقصان پہنچائے وُہ بولا کہ
ہاں یہ دوا (اور ایک اور دوا کی طرف اشارہ کیا) اگر زردی والا آدمی اس کو کھالے تو فوراً مر
جائے اور اگر اس کی رنگت زرد نہ ہو تو اس کو زردی ہو جائے اور فوراً مر جائے۔ حضرتؑ نے
فرمایا کہ وُہ ضرر رساں دوا مجھے دکھلا اُس نے وُہ دوا حضرتؑ کے حوالے کی آپ نے پوچھا کہ یہ دوا
کتنی ہے عرض کی دو مثقال اور ایک حبّہ بھر زہر قاتل ہے اور آدمی کو مار ڈالتی ہے یہ سُنتے
ہی حضرتؑ نے اس ساری دوا کو مُنہ میں رکھ لیا اور یُوں ہی نگل گئے اس کے کھانے سے کچھ کچھ
پسینہ آپکو آیا۔ یہ حال دیکھ کر وُہ شخص خوف کے مارے کانپنے لگا اور دل میں کہتا تھا اب میں پسر
ابوطالبؑ کے عوض میں پکڑا جاؤنگا۔ سب یہی کہینگے کہ تُو نے اس کو مارا اور کوئی بات نہ سُنے گا کہ
دراصل وُہ خود ہی اپنے قاتل ہیں۔ اس یُونانی کا یہ اضطراب دیکھ کر حضرتؑ مُسکرائے اور فرمایا کہ اے
بندۂ خدا میں اب پہلے سے زیادہ تندرست ہُوں تو جس دوا کو زہر قاتل گمان کرتا تھا اُس نے
مجھ کو کچھ بھی ضرر نہ پہنچایا۔ اب تو اپنی آنکھیں بند کر۔ اُس نے آنکھیں بند کر لیں پھر فرمایا کھول جب
اُس نے آنکھیں کھولیں اور حضرتؑ کے رُوئے انور کی طرف نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہے کہ آپکی رنگت
سُرخ و سفید ہے کہ سُرخی بھری ہُوئی ہے۔ یہ سانحہ دیکھ کر وُہ شخص لرزنے لگا اور جناب امیرؑ نے
اس سے مُسکرا کر فرمایا۔ اب وہ میری زردی کہاں گئی۔ اُس نے عرض کی خُدا کی قسم مجھ کو تو ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ گویا آپ وہ نہیں ہیں جن کو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ پہلے آپ کا رنگ زرد تھا۔ اب
گُلاب کے پھُول کی مانند ہے۔ فرمایا میری زردی کو اس زہر نے زائل کر دیا جس کو تُو مار ڈالنے والا
خیال کرتا تھا پھر پاؤں پھیلا کر پنڈلیوں کو کھول دیا اور فرمایا کہ تُو گمان کرتا ہے کہ میں اپنی
پنڈلیوں کی کمزوری کے سبب چلنے پھرنے میں کمی کروں اور بھاری چیز اپنے جسم پر نہ اُٹھاؤں
تاکہ وُہ ٹوٹ نہ جائیں۔ اب میں تجھ کو دکھلاتا ہُوں کہ طبابت خدا تیری طبابت کے
برخلاف ہے۔ یہ کہہ کر ستون کلاں پر ہاتھ مارا جس کے اوپر اس مکان کی چھت ٹکی ہُوئی

تھی اور اُس کے اُوپر دو حجرے اُوپر تلے بنے ہُوئے تھے اور اس کو حرکت دے کر اُوپر اٹھا لیا اور چھت اور دیواریں دونوں بالاخانوں سمیت زمین سے بلند ہوئیں یہ حال دیکھ کر یُونانی پر غشی طاری ہُوئی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اس پر پانی چھڑکو، جب پانی کے چھڑکنے سے اس کو غش سے افاقہ ہُوا تو بولا خدا کی قسم آج جیسا عجیب واقعہ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا اے یُونانی ان پتلی پنڈلیوں کی قوت اور ان کا بوجھ کو اُٹھانا اور اس کا برداشت کرنا دیکھا اب وہ تیری طب کہاں گئی۔ یونانی نے عرض کی کہ محمدؐ بھی کیا آپ ہی جیسے تھے آپ نے فرمایا کہ میرا علم اُن کے علم سے ہے اور میری عقل اُن کی عقل سے ہے اور میری قوت اُنکی قوت سے ہے۔ قبیلہ بنی ثقیف کے ایک شخص نے جو تمام عرب میں نامی طبیب تھا آنحضرتؐ کے پاس آکر عرض کی کہ اگر آپکو جنون ہے تو میں اس کا علاج کر دونگا۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ایک ایسی نشانی تم کو دکھاؤں جس سے معلوم ہو جائے کہ مجھ کو تمھاری طبابت کی کچھ حاجت نہیں ہے بلکہ تم کو میری طبابت کی ضرورت ہے۔ وُہ بولا ہاں فرمایا کونسی نشانی دیکھنا چاہتے ہو اس نے کھجور کے ایک بہت اُونچے درخت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ اس کو بُلائیں حضرتؐ نے اس کو پکارا وہ درخت زمین سے اپنی جڑ کو اکھاڑ کر زمین کو پھاڑتا ہوا حضرتؐ کے سامنے آکھڑا ہوا تب حضرتؐ نے اس سے فرمایا کیا یہ نشانی تم کو کافی ہے؟ اس نے عرض کی کہ نہیں فرمایا اور کیا چاہتے ہو بولا اس کو حکم دیجئے کہ یہ جہاں سے آیا ہے وہیں چلا جائے اور اپنی اصلی جگہ پر جا کھڑا ہو آپ نے اسکو واپس جانے کا حکم دیا وُہ جا کر اپنی جگہ قائم ہو گیا۔ یہ ارشاد جناب امیرؑ سن کر وُہ یُونانی بولا کہ یہ تو آپ آنحضرتؐ کا ذکر کرتے ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ مگر میں آپ سے اس سے بھی ادنے بات پر کفایت کرتا ہُوں اور وُہ یہ ہے کہ میں آپ سے دُور جا کر کھڑا ہوتا ہُوں آپ مجھے بُلائیں اور میں خود آپ کے بُلانے کو قبول نہ کرونگا اگر آپ نے مجھ کو اپنی طرف بُلا لیا تو یہ ایک نشانی ہوگی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ یہ نشانی فقط تمھارے ہی لیے مفید ہوگی کیونکہ تم کو اپنے نفس کا حال معلوم ہوگا کہ تم نے اپنے ارادے سے ایسا نہیں کیا اور میں نے ہی تمھارے اختیار کو زائل کیا ہے کہ نہ تو میں نے خود تم کو پکڑا ہے اور نہ کسی کو اس امر کا حکم دیا ہے اور نہ کسی اور نے جس کو میں نے حکم نہیں دیا تھا ایسا کیا ہے بلکہ جو کچھ بظہور میں آیا ہے خدائے قاہر و غالب کی قدرت سے ہوا ہے لیکن ممکن ہے کہ تم ہی کہنے لگو یا

کوئی اور کہے کہ میں نے تم سے اس امر پر اتفاق کر لیا تھا اس لیے مناسب ہے کہ تم ایسی چیز طلب کرو جو تمام اہلِ عالم کے لیے ایک نشانی ہو۔ یُونانی نے عرض کی کہ اگر آپ مجھ کو ہی درخواست کرنے کا اختیار دیتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اس کھجور کے اجزا الگ الگ ہو جائیں اور جُدا ہو کر دُور دُور جا پڑیں پھر آپ ان کو بُلا کر ایک جگہ جمع کر دیں اور درخت جُوں کا تُوں ہو جائے۔ علیؑ نے فرمایا یہ نشانی ہے اور تم ہی کھجور کے پاس میرا پیغام لے کر جاؤ اور اُس سے کہو کہ رسُولِ خدا محمدؐ کا وصی تجھ کو حکم دیتا ہے کہ تیرے اجزاء جُدا ہو کر دُور دُور جا پڑیں۔ اُس نے جا کر حضرت کا پیغام اس کھجور کو پہنچایا، وُہ فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑی اور تمام اجزاء ایک دُوسرے سے الگ ہو گئے اور ایسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہُوئے کہ نشان تک بھی نظر نہ آتا تھا اور یہ حال ہو گیا کہ گویا کبھی وہاں کھجور تھی ہی نہیں۔ یہ حال دیکھ کر یُونانی کے اعضا خوف کے مارے کانپنے لگے اور عرض کی اے وصیِ رسُولؐ آپنے میری پہلی درخواست تو منظور فرمائی۔ دُوسری عرض بھی قبول فرمایئے اور اس کھجور کو حکم دیجئے کہ فراہم ہو کر بدستور سابق پھر اپنی جگہ پر جا کھڑی ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا اب بھی تم ہی میرا پیغام پہنچاؤ اور جا کر کہو کہ اے کھجور کے ٹکڑو وصیِ رسُولؐ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم سب جمع ہو کر اپنی اصلی صُورت اور مقام پر عود کر جاؤ۔ الغرض یُونانی نے حضرت کا پیغام ان کو پہنچایا۔ فوراً وُہ اجزاء پھیلے ہُوئے غبار کی طرح ہوا میں بلند ہُوئے پھر ایک جُزو دُوسرے جزو سے ملنے لگا۔ یہانتک کہ شاخیں پتے ڈنٹھلوں کی جڑیں اور خوشوں کی ڈنڈیاں صُورت پذیر ہُوئیں۔ پھر ایک جگہ جا کر لمبی چوڑی ہُوئیں اور جڑیں اپنے مقام پر جا لگیں پھر ان پر تنہ کھڑا ہوا، اور تنہ پر ٹہنیاں اور ٹہنیوں پر پتے لگ گئے اور خوشے اپنے مقام پر جا لگے اور اس سے پہلے ڈنڈیاں خالی پڑی تھیں۔ کیونکہ اُس وقت نئی کھجوروں کا موسم تھا نہ گدری اور کچی کا۔ پھر یُونانی نے عرض کی کہ میری ایک درخواست یہ ہے کہ اس کھجور کی ڈنڈیوں میں کچا پھل نکلے اور سبز سے زرد ہو جائے، پھر لال ہو کر پختہ ہو جائے اور اپنے کمال پر آجائے تا کہ حضرت خود بھی کھائیں اور مجھ کو اور دیگر حاضرین کو بھی کھلائیں فرمایا یہ کام بھی تمھارے ہی سپرد ہے تم ہی جا کر اس کو میرا یہ پیغام پہنچاؤ اور ایسا ہونے کا حکم دو یونانی نے امیر المومنینؑ کا فرمان کھجور کو پہنچایا وُہ فوراً بار در ہوئی پہلے کچے پھل نکلے پھر گدرے ہُوئے اور درجہ بدرجہ

زرد اور سُرخ ہو کر پختہ ہو گئے اور خوشے رطب تازہ سے لد گئے اُس وقت یُونانی نے عرض کی کہ اب میری یہ گذارش ہے کہ اس کے خوشے یا تو میرے ہاتھ سے قریب ہو جائیں یا میرا ہاتھ اس قدر دراز ہو جائے کہ میں ان کو پکڑ سکوں اور مَیں اس بات کو نہایت ہی پسند کرتا ہوں کہ ایک خوشہ تو میرے پاس اُتر آئے اور دُوسرے کی طرف میرا ہاتھ لمبا ہو کر جا پہنچے۔ حضرتؑ نے فرمایا جس ہاتھ سے تم خوشے کو پکڑنا چاہتے ہو اس کو پھیلاؤ اور یہ کلمات زبان پر جاری کرو یَامُقَرِّبَ الْبَعِیْدِ قَرِّبْ یَدِیْ مِنْهَا یعنی اے دُور کو نزدیک کرنے والے میرے ہاتھ اس کے قریب کر دے۔ اور جس ہاتھ کی طرف خوشے کا اُتر آنا چاہتے ہو اُس کو سمیٹ لو اور کہو یَامُسَهِّلَ الْعَسِیْرِ سَهِّلْ لِیْ تَنَاوُلَ مَا تَبَعَّدَ عَنِّیْ مِنْهَا یعنی اے مشکل کے آسان کرنے والے اس خوشے کا جو مجھ سے دُور ہے پکڑنا میرے واسطے آسان کر۔ یُونانی نے ایسا ہی کیا اور ان دعاؤں کو پڑھا۔ اس کا دایاں ہاتھ لمبا ہوا اور خوشے پر پہنچا اور دوسرے خوشے لٹک کر زمین پر آ پڑے اور ان کی شاخیں لمبی ہو گئیں۔ اسوقت جناب امیر علیہ السّلام نے فرمایا اے یُونانی اب تم ان کھجوروں کو کھا کر اس شخص پر ایمان نہ لائے جس نے ان عجائبات کو تیرے سامنے ظاہر کیا تو اللہ تعالیٰ جلد تر تم کو ایسے عذاب میں مُبتلا کرے گا کہ اس کی مخلوق میں سے عالم اور جاہل سب اس سے عبرت حاصل کریں گے۔ یُونانی نے عرض کی کہ یا حضرتؑ اگر ان آیات الٰہی کے مشاہدہ کرنے کے بعد بھی کافر رہوں اور ایمان نہ لاؤں تو درحقیقت مَیں عناد میں زیادتی کروں گا اور اپنی ہلاکت میں ساعی ہوں گا۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں اور اپنے تمام اقوال میں جو خُدا کی طرف سے بیان کرتے ہیں راست گو اور صادق ہیں جو آپ چاہیں مجھ کو حکم دیں میں اطاعت کرونگا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کو واحد جانو اور اس امر کی شہادت دو کہ وُہ بخشش کرنے والا اور صاحبِ حکمت ہے اور عبث اور فساد سے پاک ہے اور اپنے بندوں اور کنیزوں پر ظلم نہیں کرتا اور یہ شہادت دو کہ حضرت محمدؐ جن کا مَیں وصی ہوں تمام خلقت کے سردار اور اہل بہشت میں درجات و مراتب کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں اور یہ شہادت دو کہ علیؑ جس نے یہ عجائبات تم کو مشاہدہ کرائے ہیں اور ان نعمتوں سے مالامال کیا ہے محمدؐ کے بعد تمام خلقِ خدا سے بہتر ہیں اور ان کے بعد سب خلقت سے بڑھ کر ان کی

جانشینی کے حقدار اور محمدؐ کے شرایع اور احکام کے جاری کرنے کے مُستحق اور سزاوار ہیں اور اس امر کی گواہی دو کہ اس کے دوست خدا کے دوست ہیں اور اس کے دُشمن خُدا کے دُشمن اور جو مومن ان امور میں جو مَیں نے تم کو تعلیم کئے تمہارے شریک ہیں اور ان احکام میں تمہارے معین و مددگار ہیں وُہ تمام اُمتِ محمدیؐ میں برگزیدہ اور شیعیانِ علیؑ میں چیدہ ہیں اور مَیں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے بھائیوں سے جو حضرت محمدؐ کی اور میری تصدیق کرنے اور ان کی اور میری پیروی کرنے میں تمہارے مطابق اور موافق ہوں۔ اس چیز میں جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عنایت کی ہے اور جس سے تم کو اُن پر فضیلت دی ہے غمخواری اور ہمدردی کرنا اُن کی تنگدستی اور احتیاج کو دُور کرنا اور اُن کی شکستگی اور خستہ حالی کی اصلاح کرنا اور ان کی مُحتاجی کو رفع کرنا اور جو شخص درجہ ایمانی میں تمہارے برابر ہو۔ اس کو اپنے مال و اسباب میں اپنے نفس کے برابر جاننا اور جو کوئی مرتبہ ایمانی میں تم پر فوقیت رکھتا ہو اس کو اپنے زر و مال میں اپنے نفس پر ترجیح دینا یہاں تک کہ حق تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ تم دینِ خدا کو اپنے مال سے افضل جانتے ہو اور اس کے دوستوں کو اپنے اہل و عیال سے عزیز سمجھتے ہو اور مَیں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم اپنے دین کی اور ان علوم کی جو تمہارے سپرد کئے گئے ہیں اور ہمارے اسرار کی جو تم کو بتائے گئے ہیں حفاظت کرنا اور ہمارے علوم کو ایسے شخص کے رُوبرو ظاہر نہ کرنا جو عناد سے انکا مقابلہ کرے اور ان کے سبب سے تم کو گالی گلوچ سے پیش آئے اور لعنت ملامت کرے اور تمہاری بے عزتی اور جسمانی ایذا کے درپے ہو اور ہمارے بھید کو ایسے شخص پر ظاہر نہ کرنا جو ہم کو بُرا بھلا کہے اور ہمارے حالات سے ناواقف ہو اور جاہلوں کے عطایا کی طمع میں ہمارے دوستوں کے ساتھ بدی سے پیش آئے اور مَیں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے دین میں تقیہ سے کام لینا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ج وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰةً ط یعنی مومنوں کو چاہیئے کہ وُہ کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور صرف مومنوں سے دوستی رکھیں اور جو کوئی ایسا (یعنی کافروں سے دوستی رکھے گا) کریگا۔ وُہ محبتِ خدا کا کچھ بھی حصہ نہ پائے گا۔ مگر یہ کہ تم ان کافروں سے اپنا مال و جان بچانے کے لیے ان سے دوستی کرو (تو کچھ مضائقہ نہیں)

پارہ ۳
سورۂ آل عمران
ع ۴

اور میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ اگر خوف و خطر کے سبب کبھی ضرورت پڑے تو بیشک غیروں کو ہم پر فضیلت دینا اور ہم سے بیزاری ظاہر کرنا اور اگر کبھی تم کو اپنی جان پر آفات و بلیات کے وارد ہونے کا خوف ہو تو بیشک واجبی نمازوں کو ترک کر دینا کیونکہ خوف کے وقت تمہارا ہمارے دشمنوں کو ہم پر فوقیت دینا نہ ان کو کچھ نفع دیتا ہے اور نہ ہم کو کچھ ضرر پہنچاتا ہے اور حالتِ تقیہ میں تمہارا ہم سے بیزاری ظاہر کرنا ہماری فضیلت اور درجے میں کچھ کمی نہیں کرتا صرف اتنی بات ہے کہ تم ایک ساعت بھر زبان سے ہم سے بیزاری ظاہر کرتے ہو اور دل سے ہم کو دوست رکھتے ہو تاکہ اس کے بعد مہینوں اور برسوں تمہاری جان ہلاکت سے محفوظ رہے جو تمہاری حیات کا باعث ہے اور مال تلف ہونے سے بچا رہے جو تمہارے نفس کی بقا کا سبب ہے اور جاہ و منصب معرضِ زوال سے نجات پائے جو تمہاری نگہداشت کا ذریعہ ہے اور ہمارے اُن دوستوں اور بھائیوں اور بہنوں کو جو تمہارے سبب شناخت کیے جاتے ہیں اور تم ان کے سبب شناخت کیے جاتے ہو محفوظ رکھو۔ یہاں تک کہ یہ سختی اور مصیبت رفع ہو جائے اور یہ رنج و کلفت زائل ہو پس یہ امر اس بات سے بہتر ہے کہ تم اپنے آپکو معرضِ ہلاکت میں ڈالو اور اس سبب سے اعمالِ دین کے بجا لانے اور اپنے مومن بھائیوں کی اصلاحِ حال سے رہ جاؤ اور پھر میں بار بار تم کو تاکید کرتا ہوں۔ خبردار اِس تقیہ کو جس کا میں نے تم کو حکم دیا ہے۔ ہرگز ہرگز ترک نہ کرنا ورنہ تم اپنے آپکو بھی معرضِ ہلاکت میں ڈالو گے اور اپنے مومن بھائیوں کو بھی اور اپنی اور انکی نعمتوں اور مالوں کو تلف اور ضائع کرو گے اور اپنے آپکو اور انکو دشمنانِ خدا کے ہاتھوں میں ذلیل و خوار کرو گے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو امر فرمایا ہے کہ اپنے دینی بھائیوں کی عزت کرو۔ اب اگر تم میری اس وصیت کے برخلاف عمل کرو گے تو اس مخالفت سے تم کو اور تمہارے دینی بھائیوں کو جو ضرر پہنچے گا وُہ ہمارے دشمن اور منکر کی ضرر رسانی سے بہت سخت ہو گا۔

اور بازوئے زہر آلود کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب جنابِ رسالتمآبؐ نے فتح خیبر کے بعد مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی تو ایک یہودیہ عورت حاضرِ خدمت ہوئی اور اظہارِ ایمان کیا اور ایک بازوئے زہر آلود جس کو کباب کر کے ہمراہ لائی تھی حضرتؐ کے سامنے رکھا آنحضرتؐ نے فرمایا یہ کیا چیز ہے۔ یہودیہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں میں

آپکے خیبر کی طرف تشریف لے جانے سے نہایت غمگین ہوئی تھی اس لیے کہ میں جانتی تھی کہ وہ لوگ بڑے دلاور اور بہادر ہیں اور اس بکری کے بچے کو میں نے اپنے بچوں کی طرح پالا تھا اور سُنا تھا کہ حضرتؐ بھُنے ہوئے گوشت کو نہایت پسند کرتے ہیں خصوصاً بازوے بریاں بہت ہی بھاتا ہے۔ اس لیے میں نے خدا کے واسطے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپکو اُن کے ہاتھ سے نجات دے اور اُن پر ظفریاب کرے تو اس بچہ کو ذبح کر کے اس کا بازو حضرتؐ کے کھانے کے لیے حاضر کروں گی اس لیے اب میں اس کو لے کر حاضرِ خدمت ہوئی ہوں تاکہ اپنی نذر کو پورا کر دوں۔

اُس وقت حضرتؐ کے پاس علیؑ ابن ابی طالب اور براء ابن معرور موجود تھے براء نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ایک لقمہ اس میں سے اُٹھایا اور مُنہ میں رکھ لیا۔ اس پر جنابِ امیرؑ نے اُس سے کہا اے براء رسولِ خدا پر سبقت مت کر۔ براء نے جو کہ اعرابی تھا جواب دیا اے علیؑ کیا تم رسولِ خدا کو بخیل جانتے ہو۔ علیؑ نے فرمایا میں حضرتؐ کو بخیل نہیں بتاتا۔ بلکہ آپ کی تعظیم و تکریم کی راہ سے کہتا ہوں۔ کیونکہ نہ مجھ کو اور نہ تجھ کو اور نہ جملہ مخلوقات میں سے کسی اور کو قول میں یا فعل میں یا کھانے پینے میں رسولؐ خدا پر سبقت کرنی جائز نہیں ہے براء نے جواب دیا میں رسولؐ خدا کو بخیل نہیں جانتا تب جنابِ امیرؑ نے اس سے فرمایا میں نے اس سبب سے منع نہیں کیا۔ بلکہ اس گوشت کو یہ عورت لائی ہے اور یہ یہودیہ ہے اور ہم کو اس کے حالات سے کچھ واقفیت نہیں ہے۔ اس لیے اگر تم حضرتؐ کی اجازت سے کھاؤ گے تو وُہ اس میں تمہاری سلامتی کے ضامن ہوں گے اور اگر بلا اجازت کھاؤ گے تو اپنی جان کے خود ہی ضامن ہو۔ جنابِ امیرؑ تو یہ فرما رہے تھے اور براءؓ اس لقمہ کو چبا رہا تھا کہ ناگاہ وُہ بازو قدرتِ خدا سے گویا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ مجھ کو نہ کھائیے گا۔ کیونکہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ اسی اثنا میں براء سکراتِ موت میں مبتلا ہو کر گرا اور مر کر ہی اُٹھا۔ تب حضرتؐ نے اس عورت کو بلوایا جب وُہ حاضر ہوئی تو فرمایا تو نے کس لیے ایسا کام کیا عرض کی کہ حضرتؐ نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے کہ میرے باپ چچا بھائی شوہر اور بیٹے کو قتل کر ڈالا اس لیے میں نے ایسا کیا اور میں اپنے دل میں کہتی تھی کہ اگر بادشاہ ہے تو میں بہت جلد اس سے بدلا لے لونگی اور اگر پیغمبر ہے جیسا کہ وُہ دعویٰ کرتا ہے اور فتح مکہ اور نصرت و کامیابی کا وعدہ بھی کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس زہر سے اس کو محفوظ رکھے گا اور کچھ ضرر نہ پہنچنے دے گا۔

حضرتؐ نے فرمایا یہ تُو سچ کہتی ہے اب تُو براء کے مرنے سے مغرور نہ ہونا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسُولِ خدا پر اس کے سبقت کرنے کے سبب اس کا امتحان کیا ہے اور اگر وہ اجازتِ رسُولؐ سے کھاتا تو اس کا شر اور زہر اس سے رفع ہو جاتا۔ پھر حضرتؐ نے اپنے نیک اصحاب میں سے دس شخصوں کو طلب فرمایا کہ منجملہ ان کے سلمانؓ۔ مقدادؓ۔ عمارؓ۔ صہیبؓ۔ ابُوذرؓ اور بلالؓ تھے اور علیؑ بھی وہاں موجود تھے۔ حضرتؐ نے سب کو بیٹھنے کا حکم دیا اور وُہ حلقہ کر کے بیٹھ گئے پھر حضرتؐ نے اپنا ہاتھ اس بازُوئے زہر آلود پہ رکھ کر دم کیا۔ اور فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الْمُعَافِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ وَلَا دَآءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝[1]

اس دُعا کے بعد حاضرین کو حکم دیا کہ اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو۔ پھر حضرتؐ نے خود بھی اس میں سے کھایا اور اصحاب نے بھی کھایا۔ یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ اس کے کھانے کے بعد سب نے پانی پیا بعد ازاں فرمایا کہ اس عورت کو بند رکھو۔ دوسرے دن جب وُہ حضرتؐ کے سامنے حاضر ہُوئی تو آپؐ نے اُس سے مخاطب ہو کر فرمایا تُو نے دیکھا کہ ان سب نے تیرے سامنے زہر کھایا اور خدا نے اپنے فضل و کرم سے اپنے نبیؐ اور اس کے اصحاب سے اس کے شر کو دفع کیا۔ اس نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ اب تک مجھ کو آپکی نبوّت میں شک تھا مگر اب مجھ کو یقین ہو گیا کہ آپ خُدا کے سچّے پیغمبر ہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی پرستش کے لائق نہیں اور وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور آپ اس کے بندے اور پیغمبر ہیں اور اس عورت کا اسلام بہت اچھا ہوا۔

امام زین العابدین علیہ السّلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ جب براؔ ابن معرور کے جنازے پر رسُولِ خداؐ کو نماز کے واسطے بُلایا گیا تو فرمایا کہ علیؑ ابن ابی طالب کہاں ہیں اصحاب نے

[1] مَیں شروع کرتا ہُوں خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے میں شروع کرتا ہوں خدائے شافی کے نام سے میں شروع کرتا ہُوں خدائے کافی کے نام سے مَیں شروع کرتا ہُوں خدائے عافیت دہندہ کے نام سے میں شروع کرتا ہوں اُس خدا کے نام سے جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز اور کوئی دُکھ ضرر نہیں پہنچاتا۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں اور وُہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ مترجم عفی عنہٗ

عرض کی وُہ کسی مُسلمان کے کام کے لیے قبا کی طرف گئے ہیں۔ یہ سُن کر حضرتؐ بیٹھ گئے اور نماز نہ پڑھی۔ اصحاب نے عرض کی کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ مَیں نماز پڑھنے میں اس قدر تاخیر کروں کہ علیؑ آجائیں اور ان کلمات کو جو اس میّت نے رسُولِ خدا کے سامنے ان کو کہے ہیں مُعاف کر دیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس زہر سے اس کے مرنے کو اس کا کفارہ ٹھہرائے کسی شخص نے جو براء کی اس گفتگو کے وقت حاضرِ خدمت تھا عرض کی اس نے تو علیؑ سے مزاح (ہنسی) کیا تھا اور وُہ باتیں حقیقی اور واقعی نہ تھیں حضرتؐ نے فرمایا اگر وُہ باتیں واقعی ہوتیں تو اللہ تعالیٰ اس (براء) کے تمام اعمال کو حبط کر دیتا اگرچہ وُہ ثرے سے لے کر عرش تک کے فاصلے کو سونے اور چاندی سے بھر کر راہِ خدا میں خیرات کرتا لیکن وُہ مزاح تھا۔ اور علیؑ نے اسکو مُعاف کر دیا ہے۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ علیؑ اس سے ناراض ہیں۔ اس لیے وُہ آکر تمھارے سامنے پھر مُعاف کر دیں اور اسکے لیے خدا سے بخشش طلب کریں تاکہ اس کا قربُ و منزلت خدا کے نزدیک اور زیادہ ہو۔ اسی اثنا میں علیؑ وہاں تشریف لائے اور جنازے کے برابر کھڑے ہو کر فرمایا۔ اے براء خُدا تجھ پر رحمت کرے کہ تو بہت روزے رکھتا تھا اور بہت نماز گزار تھا اور راہِ خدا میں تُو نے وفات پائی۔ بعد ازاں جنابِ رسالتمآبؐ نے فرمایا اگر کوئی مُردہ رسُولؐ اللہ کی نماز سے مستغنی ہوتا تو تمھارا یہ رفیق (براء) ہوتا کیونکہ علیؑ نے اس کے حق میں دُعا کی۔ پھر آپؐ نے کھڑے ہو کر اسکے جنازے پر نماز پڑھی اور دفن کیا جب وہاں سے واپس آکر اُس کی تعزیت کے لیے بیٹھے تو فرمایا اے براء کے وارثو اور دوستو تم تعزیت کی نسبت مُبارکباد اور تہنیت کے زیادہ مُستحق ہو۔ کیونکہ تمھارے صاحب براء کے لیے آسمانِ اوّل سے لے کر ساتویں آسمان تک اور کرسی سے لے تا ساقِ عرش قبّے اور سراپردے لگائے گئے اور ان میں اسکی رُوح کو اُوپر لے گئے پھر اس کو بہشت میں داخل کیا اور بہشت کے تمام خزانچی اس کے استقبال کو نکلے اور سب حُورانِ جنّت نے غرفوں سے سر نکال کر اسکو دیکھا اور ان سب نے اس سے کلام کیا کہ خدا ہی اس کو سمجھتا اور جانتا ہے اے براء کی رُوح تجھ کو بشارت ہو کہ رسُولِ خدا نے تیری خاطر علیؑ کا انتظار کیا تاکہ وُہ آکر تیرے حق میں رحمت اور مغفرت کی دُعا کریں۔ آگاہ ہو کہ حاملانِ عرش نے پروردگارِ عالم کی طرف سے

ہم کو خبر دی ہے کہ وُہ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے اور اے میری راہ میں مرنے والے اگر تیرے گُناہ سنگریزے اور خاک کے ذرّوں اور بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں اور حیوانات کے بالوں اور ان کی نظروں اور سانسوں اور ان کی حرکات و سکنات کی شمار کے برابر بھی ہوتے تو بھی تیرے حق میں علیؑ کے دُعا کرنے کے سبب معاف کر دیتا۔

پھر حضرتؐ نے حاضرین سے متوجّہ ہو کر فرمایا۔ اے بندگانِ خدا علیؑ کی دُعا کے مستحق ہو۔ اور اسکی بد دُعا سے پرہیز کرو۔ کیونکہ جس کیلئے وُہ بد دُعا کرینگے وُہ ہلاک ہو گا۔ اگرچہ اُسکی نیکیاں جملہ مخلوقِ خُدا کی شمار کے برابر ہوں۔ اِسی طرح جس کے حق میں وُہ دُعا کریں اللہ تعالیٰ اُسکو سعادتمند اور شادکام کرے گا اگرچہ اُس کے گُناہ تمام مخلوقات کی شمار کے برابر ہوں۔

بھیڑیے کا حضرت سے کلام ہونا

اور بھیڑیا جو آپ سے ہمکلام ہوا اُس کا قصّہ اس طرح سے ہے کہ جنابِ رسُولِ خداؐ ایک روز بیٹھے تھے یکایک ایک چرواہا حاضرِ خدمت ہوا کہ ایک عجیب واقعہ کے دیکھنے سے اس کے تمام اعضا لرز رہے تھے۔ جب حضرتؐ نے دُور سے اُس کو آتے دیکھا تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہ شخص جو آرہا ہے اِس کا قصّہ عجیب ہے۔ جب وُہ نزدیک آیا تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہو تمھارے خوف کا کیا باعث ہے۔ چرواہے نے جواب دیا۔ ایک بڑے اچنبھے کی بات ہے اور وُہ یہ ہے کہ میں اپنی بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور ایک بچّے کو اُٹھا کر لے چلا میں نے گوپھیے میں پتھر رکھ کر اُس کو مارا اور بچّے کو چھڑا لیا۔ پھر وُہ دائیں طرف سے آیا اور ایک اور بچّے کو اُٹھا کر لے چلا میں نے پھر ایک پتھر گوپھیے میں رکھ کر اس کو مارا اور بچّے کو اُس کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور دوسری طرف سے آکر ایک اور بچّہ اُٹھا کر لے چلا۔ مگر میں نے پتھر مار کر چھڑا لیا۔ اسی طرح چار دفعہ اس نے کیا۔ آخر پانچویں بار اپنی مادہ سمیت آیا اور چاہتا تھا کہ بچّے کو اُٹھا لے جائے میں نے بھی اِس کو پتھر مارنا چاہا۔ یہ حال دیکھ کر وُہ اپنی دُم کے بل بیٹھ گیا اور بولا کہ تجھ کو شرم نہیں آتی کہ مجھ کو اپنے رزق سے منع کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے واسطے مقرّر کیا ہے۔ کیا مجھ کو غذا کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اِس بھیڑیے کی یہ بات سُن کر میں نے کہا۔ نہایت تعجب کا مقام ہے کہ یہ بھیڑیا بے زبان ہو کر آدمیوں کی طرح کلام کرتا ہے۔ تب اِس بھیڑیے نے مجھ سے کہا۔ اگر تو چاہتا ہے تو میں ایسی بات بتا دُوں، جو

میرے کلام کرنے سے بھی زیادہ تر عجیب ہے حضرت محمدؐ رسُول ربّ العالمین دو پتھریلی زمینوں کے مابین لوگوں کو گزشتہ اور آیندہ کی خبریں دیتے ہیں اور یہود باوجود اس کے کہ ان کو معلُوم ہے کہ وہ حضرتؐ راست گو ہیں۔ اور پروردگارِ عالمین کی کتابوں میں ان کا حال پڑھتے ہیں کہ وُہ حضرتؐ سب سے زیادہ راست گو اور تمام فاضلوں سے زیادہ فاضل ہیں ان کو جھُٹلاتے ہیں اور ان کی نبوّت کا انکار کرتے ہیں اور وُہ ان دنوں مدینہ منوّرہ میں تشریف رکھتے ہیں اور وُہ ہر درد کو شفا اور فائدہ دینے والے ہیں۔ اے چرواہے جا اور ان پر ایمان لا تاکہ عذابِ خدا سے نجات پائے اور مسلمان اور ان کا فرمانبردار ہو تاکہ عذابِ دردناک کی سختی سے رہائی پائے یہ سُن کر میں نے اِس بھیڑیے سے کہا۔ خدا کی قسم میں تیری باتوں سے سخت حیران ہوں اور مجھے شرم آتی ہے کہ تجھ کو اس بکری کے کھانے سے منع کیا۔ اب یہ بکریاں موجود ہیں جس کو تیرا جی چاہے کھالے میں تجھ کو منع نہیں کرتا بھیڑیا بولا۔ اے بندۂ خُدا خدا کا شکر کر کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو ان بندوں میں سے کیا جو آیاتِ الٰہی کو دیکھ کر عبرت پکڑتے ہیں اور اس کے امر کی پیروی کرتے ہیں لیکن بدترین اشقیا وُہ شخص ہے جو آیاتِ محمدؐ کو ان کے بھائی علیؑ ابنِ ابی طالب کی حقیقت کے بارے میں اور ان فضائل کو جو وُہ خدا کی طرف سے پہنچاتے ہیں مشاہدہ کرتا ہے اور ان کے وفورِ علم کو جس میں کوئی بھی ان کا ہمسر نہیں ہے اور ان کی شجاعت کو جس میں کوئی ان کا ہم پلہ نہیں ہے اور ان کی یاوریِ اسلام کو کہ ان کے برابر اس میں کسی نے حصّہ نہیں لیا دیکھتا ہے اور باوجود ان سب امُور کے یہ بھی دیکھتا ہے کہ رسُولِ خداؐ ان سے اور ان کے دوستوں سے دوستی کرنے اور ان کے دُشمنوں سے دُشمنی رکھنے اور بیزار ہونیکا حکم دیتے ہیں اور اس کو اس امر سے مطلع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مخالف کے کسی عمل کو قبول نہ کریگا۔ اگرچہ وُہ کتنا ہی بزرگ و برتر کیوں نہ ہو۔ اور پھر بھی وُہ شخص باوجود اس کے ان کی مخالفت اختیار کرے اور ان کے حق کا منکر ہو اور ان پر ظلم کرے اور ان کے دُشمنوں کو دوست رکھے اور ان کے دوستوں سے دُشمنی کرے اور یہ امر تیرا مجھ کو اپنی بکریوں کے کھانے سے منع کرنے کی نسبت بہت ہی عجیب ہے۔ چرواہا کہتا ہے کہ میں نے بھیڑیے سے کہا کیا ایسا بھی وقوع میں آئے گا اُس نے جواب دیا کہ ہاں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر عنقریب ان کو اور ان کے فرزندوں کو

بے گناہ قتل کریں گے اور اُن کے اہل حرم کو قید کریں گے اور باوجود اس فعل شنیع کے مسلمانی کا دعویٰ کریں گے اور یہ امر سب امروں سے عجیب تر ہے اس لیے حق تعالیٰ نے مقرر کیا ہے کہ ہم تمام بھیڑیے آتشِ جہنم میں اُن لوگوں کو پھاڑ پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کریں گے اور انکا عذاب ہمارے سرور اور لذت کا باعث ہوگا اور ان کے غم والم سے ہم شاد اور فرحناک ہونگے۔ تب میں نے کہا کہ اگر بعض بکریاں جو میرے پاس اور لوگوں کی امانت ہیں موجود نہ ہوتیں تو میں ان کو چھوڑ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان کی قدمبوسی سے مشرف ہوتا۔ بھیڑیا بولا تو آنحضرتؐ کی خدمت میں جا اور بکریاں میرے حوالے کر جا کہ تیری طرف سے میں ان کو چراؤنگا۔ میں نے اُس سے کہا مجھے تیری امانت داری پر کیونکر اعتماد ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ جس خُدا نے مجھ کو تیری ہدایت کے لیے بولنے کی طاقت عنایت فرمائی۔ وُہی مجھ کو امانتداری کی قوت عطا کرے گا۔ کیا تو حضرت محمدؐ پر ایمان نہیں لایا اور جو آنحضرتؐ نے اپنے بھائی علیؑ کے بارے میں خبر دی ہے۔ اس میں ان کا فرمانبردار اور مطیع نہیں ہوا اب تو جا کہ میں تیری بکریوں کی رکھوالی کرونگا اور خدا اور اس کے ملائکہ مقربین میری حفاظت کریں گے۔ کیونکہ میں علیؑ ولی خُدا کے دوست کا خادم ہوں۔ الغرض میں نے اپنی بکریاں اس بھیڑیئے اور بھیڑنی کے حوالے کیں اور آپ کی طرف روانہ ہُوا۔

اُسوقت جناب رسالتمآبؐ نے اپنے اصحاب کی طرف نگاہ کی اور مُلاحظہ فرمایا کہ بعض تو اس واقعہ کو راست اور درست جان کر خوش ہو رہے ہیں اور بعض نے اس کو جھُوٹ سمجھا ہے اور ان کو اسکی صحت میں شک ہے اس لیے ترش رُو ہو رہے ہیں اور منافق پوشیدہ طور پر باہم ذکر کرنے لگے کہ محمدؐ نے اس مرد سے پہلے سے یہ صلاح کر رکھی تھی تاکہ ضعیفوں اور جاہلوں کو اپنے دامِ فریب میں پھنسائے۔ جب آنحضرتؐ وحی کے ذریعہ ان منافقوں کی اس بات پر مطلع ہُوئے تو مُسکرا کر فرمایا۔ اگر تم لوگوں کو اس چرواہے کی گفتگو میں شک ہے تو ہو مگر مجھے تو یقین ہے کہ وُہ سچ کہتا ہے اور اس کی بات کا اس شخص نے بھی یقین کر لیا ہے جو عالمِ ارواح میں عرشِ خداوند جبار کے اعلیٰ مقام میں میرے ہمراہ تھا اور دارالقرار (بہشت) میں بھی زندگانی کی نہروں میں میرے ساتھ پھرے گا اور بہشت کی طرف نیکیوں کے لیے جانے میں میرا پیرو

ہوگا اور اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں اُسکا نور میرے نُور کے ساتھ تھا اور مدارج ترقیات وفضل میں میرے ساتھ ساتھ چلتا ہے اور علم حلم اور عقل کے جو خلعت مجھ کو پہنائے گئے ہیں وہی اس کو پہنائے گئے ہیں اور میرا بھائی ہے جو کہ مُجھ سے اس وقت جدا ہوا جبکہ میرا نور پُشت عبداللہ میں منتقل ہوا اور اس کا نور صلب ابوطالب میں گیا اور محامد و مناقب کے حاصل کرنے میں میرا ہمسر اور عدیل ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالب جو صدیق اکبر اور ساقی حوضِ کوثر ہے اور فاروقِ اعظم اور سید اکرم ہے اور اس کی محبت اور عداوت حلال زادے اور حرام زادے کی علامت ہے اور اس کی ولایت اور مودت مومنوں کے لیے ذخیرہ اور توشہ ہے وہ میرے دین کا ستون اور باعث قیام ہے اور میرے علوم کا زیادہ تر جاننے والا اور لڑائی میں سبقت کرنے والا ہے اور میرے دُشمنوں کے مقابلے میں شیر دلیر اور اسد قمقام ہے جو سب سے پہلے ایمان لایا اور رضائے خداوند رحمان میں سب سے بڑھا ہوا ہے اور سرکشوں اور نافرمانوں کی بیخ کنی کرنے میں سب سے منفرد ہے اور اپنی روشن اور شافی دلیلوں سے اہل بہتان کے عُذرات کو قطع کرنے والا ہے میں اور وُہ شخص اس چرواہے کے کلام کی تصدیق کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے کان اور آنکھ اور ہاتھ کی مانند قرار دیا ہے اور میرا یاور اور معین و مددگار مقرر فرمایا ہے جب وُہ میرا موافق ہو تو اور لوگوں کے ساتھ چھوڑنے اور ترک امداد کرنے سے مجھ کو کچھ اندیشہ نہیں ہے اور جب وُہ میری یاوری کرے تو اوروں کے منحرف ہونے سے میں غمگین نہیں ہوتا۔ میں اور وہ شخص اس چرواہے کے کلام کی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہشت کو اس سے اور اس کے دوستوں سے زینت دے گا اور جہنم کو اس کے دُشمنوں سے پُر کرے گا میری اُمّت کے کسی فرد بشر کو اس کی ہمسری اور برابری جائز نہیں ہے جبکہ یہ خوش اور کشادہ رُو ہو۔ تو مجھ کو اوروں کی ترش رُوئی اور ناک بھُوں چڑھانے کی ذرا پرواہ نہیں ہے اور جب وہ مجھ سے خالص محبت کرتا ہو تو اوروں کی روگردانی سے مجھ کو کچھ خوف نہیں یہ وہ علیؑ ابن ابی طالب ہے کہ اگر تمام اہلِ زمین و آسمان کافر ہو جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ اس اکیلے ہی سے اس دین کی مدد کریگا اگر تمام خلق خدا اس کی دُشمن ہو جائے تو وُہ تنہا اُن کے مقابلے میں کھڑا ہوگا اور اپنی جان کو دین ربّ العالمین کی مدد کرنے اور راہ ابلیس کے باطل کرنے میں کھپائے گا۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اس چرواہے کا شاہد کچھ دور نہیں ہے آؤ گلّے میں جا کر ان دونوں بھیڑیوں کو دیکھیں اگر انھوں نے ہم سے باتیں کیں اور ہم نے ان کو گلّہ چراتے دیکھا تو اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ ورنہ ہم پہلی بات پر قائم رہیں گے۔ الغرض جناب رسولِ خداؐ گروہ مہاجرین و انصار سمیت اس گلّے کی طرف روانہ ہوئے جب دُور سے وہ گلّہ نظر آیا تو چرواہے نے عرض کی یہ میرا گلّہ ہے۔ منافق بولے وہ بھیڑیئے کہاں ہیں جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ دونوں بھیڑیئے ریوڑ کے گرد پھرتے ہیں اور جو بکری الگ ہو جاتی ہے اسے ہانک کر گلّے میں ملا دیتے ہیں تب حضرتؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ظاہر کردوں کہ اس بھیڑیئے کی کلام کرنے سے سوائے میرے اور کچھ غرض نہ تھی صحابہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہاں (ظاہر فرمائیے) فرمایا تم میرے گرد حلقہ کر لو، تا کہ یہ بھیڑیئے مجھؐ کو نہ دیکھیں صحابہ نے حضرتؐ کے گرد احاطہ کر لیا۔ اُس وقت آپ نے چرواہے سے فرمایا۔ تو اِس بھیڑیئے سے جا کر کہہ جس محمدؐ کا تُو نے مجھ سے ذکر کیا تھا وہ ان میں سے کونسا ہے۔ غرض بھیڑیا وہاں آیا۔ اور ایک شخص کے پاس آتا تھا اور اُس سے الگ ہو کر دُوسرے کے پاس جاتا تھا۔ پھر اُس سے جدا ہو کر تیسرے کے پاس پہنچتا تھا اسی طرح رفتہ رفتہ ان کے بیچ میں داخل ہوا اور اپنی مادہ سمیت رسُولِ خدا کے پاس پہنچا اور دونوں قُدرتِ خدا سے بولے ہمارا سلام ہو۔ آپ پر اے رسُولؐ ربّ العالمین اور اے بہترین جمیع مخلوقات اور اپنے رُخساروں کو خاک پر رکھ کر حضرتؐ کے سامنے لوٹنے لگے اور بولے ہم لوگوں کو حضرتؐ کی طرف دعوت کرتے ہیں اور ہمیں نے اس چرواہے کو آپ کی طرف بھیجا ہے اور آپ کی خبر اس کو پہنچائی ہے۔ تب حضرتؐ اپنے ہمراہ والے منافقوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اب کافروں اور مُنافقوں کو عُذر و حیلہ کی گنجائش نہیں رہی۔ بعد ازاں فرمایا اس چرواہے کی ایک بات تو (یعنی میری پیغمبری کی بابت) سچ نکلی اب اگر چاہو تو دُوسری بات (یعنی اور بابِ علیؑ) میں بھی اسکی راست گوئی کی تصدیق کر لو۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسُول اللہؐ ہاں فرمایا ہم سب علیؑ کے گرد حلقہ کر لو۔ جب صحابہ نے ان کو حلقہ میں لے لیا حضرتؐ نے ان بھیڑیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا جس طرح تم نے میری طرف اشارہ کیا اور ان لوگوں کو میرا نشان دیا اسی طرح علیؑ کا بھی نشان دو تا کہ یہ لوگ جان لیں کہ جو کچھ تم نے اس کی شان میں بیان کیا ہے حق ہے

یہ ارشاد سُن کر بھیڑیئے آگے بڑھے اور لوگوں کے چہروں اور پاؤں میں غور اور تامل کر کے دیکھتے تھے اور چھوڑتے جاتے تھے۔ یہانتک کہ علیؑ کے پاس پہنچے جب انکو دیکھا تو اپنے رُخساروں کو خاک پر رکھ کر اُن کے سامنے لوٹنے لگے اور پکارے ہمارا سلام ہو آپ پر اے معدنِ کرم و سخا۔ اور محلِ تعقل و ذکا اور عالم صحفِ اُولیٰ اور وصیِ مصطفےٰؐ اور سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ خُدا نے آپکے دوستوں کو سعادتمند کیا ہے اور آپکے دُشمنوں کو شقی ابدی قرار دیا ہے اور آپکو حضرت محمدؐ کی آل اور اہلبیتؑ کا سردار بنایا ہے۔ سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ اگر سب اہلِ زمین اہلِ آسمان کی طرح آپکو دوست رکھتے تو وہ نیک اور برگزیدہ ہو جاتے اور اے وہ شخص کہ اگر کوئی عرش اور فرش کے مابین کی اشیاء کو راہِ خدا میں صرف کرے اور آپ کا ذرا سا بُغض دل میں رکھتا ہو تو اُس کو سوائے عذابِ نار اور غضبِ جبّار کے اور کچھ عوض نہ ملے۔ یہ دیکھ کر اصحاب نہایت متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نہ جانتے تھے کہ حیوانات بھی علیؑ کے ایسے مُحب اور فرمانبردار ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ تم صرف ایک ہی حیوان کی فرمانبرداری دیکھ کر متعجب ہوتے ہو۔ اگر تمام حیوانات بَرّی و بحری اور ملائکہ زمین و آسمان اور فرشتگان حجاب و کرسی و عرشِ اعظم کے نزدیک اُن کی قدر و منزلت کو دیکھو تو نہ معلوم تمہارا کیا حال ہو۔ خُدا کی قسم میں نے آسمان پر سدرۃُ المنتہیٰ کے نزدیک علیؑ کی صُورت دیکھی ہے کہ خُدا نے فرشتوں کے اُن کے دیدار کا نہایت مُشتاق ہونے کے سبب اس کو خلق فرمایا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ فرشتے اِس صُورت کے آگے اِس قدر عجز و انکسار کرتے ہیں جو یہاں ان دو بھیڑیوں کے ان کے سامنے تواضع اور عاجزی کرنے سے بہت بڑھ کر ہے اور فرشتے اور تمام اہلِ عقل ان کے سامنے کیونکر تواضع اور عاجزی نہ کریں۔ جبکہ اللہ جلّ جلالہٗ نے اپنی ذاتِ پاک کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو کوئی علیؑ کے سامنے بال برابر بھی فروتنی اور تواضع کریگا میں بہشتِ بریں میں لاکھ برس کی راہ کے برابر اُسکے درجات بلند کرونگا اور یہ تواضع جو تم نے اس وقت دیکھی اُن کی اس قدر و منزلت کے نزدیک جو تم کو بتائی جاتی ہے بہت ہی کم ہے۔

چوب حنانہ کا فراق حضرتؐ میں گریہ کرنا

اور رسُولِ خُداؐ کیلئے چوبِ خرما کے گریہ کرنے کا قصّہ اس طرح پر ہے کہ آنحضرتؐ مدینہ منوّرہ میں جب خُطبہ فرمایا کرتے تھے تو کھجُور کے ایک ستون سے جو مسجد میں تھا پیٹھ لگایا کرتے تھے صحابہ نے

بعدازاں ارشاد فرمایا کہ اس چرواہے کا شاید کچھ دور نہیں ہے آؤ گلے میں جا کر ان دونوں بھیڑیوں کو دیکھیں اگر انھوں نے ہم سے باتیں کیں اور ہم نے ان کو گلہ چراتے دیکھا تو اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ ورنہ ہم پہلی بات پر قائم رہیں گے۔ الغرض جناب رسولِ خداؐ گروہ مہاجرین و انصار سمیت اس گلے کی طرف روانہ ہوئے جب دور سے وہ گلہ نظر آیا تو چرواہے نے عرض کی یہ میرا گلہ ہے۔ منافق بولے وہ بھیڑیئے کہاں ہیں جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ دونوں بھیڑیئے ریوڑ کے گرد پھرتے ہیں اور جو بکری الگ ہو جاتی ہے اسے ہانک کر گلے میں ملا دیتے ہیں۔ تب حضرتؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ظاہر کر دوں کہ اس بھیڑیئے کی کلام کرنے سے سوائے میرے اور کچھ غرض نہ تھی صحابہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہاں (ظاہر فرمائیے) فرمایا تم میرے گرد حلقہ کر لو، تاکہ یہ بھیڑیئے مجھ کو نہ دیکھیں۔ صحابہ نے حضرتؐ کے گرد احاطہ کر لیا۔ اُس وقت آپ نے چرواہے سے فرمایا۔ تو اِس بھیڑیئے سے جا کر کہہ جس محمدؐ کا تو نے مجھ سے ذکر کیا تھا وہ ان میں سے کونسا ہے۔ غرض بھیڑیا وہاں آیا۔ اور ایک شخص کے پاس آتا تھا اور اُس سے الگ ہو کر دوسرے کے پاس جاتا تھا۔ پھر اُس سے جدا ہو کر تیسرے کے پاس پہنچتا تھا اسی طرح رفتہ رفتہ ان کے بیچ میں داخل ہوا اور اپنی مادہ سمیت رسولِ خدا کے پاس پہنچا اور دونو قدرتِ خدا سے بولے ہمارا اسلام ہو۔ آپ پر اے رسولؐ ربّ العالمین اور اے بہترین جمیع مخلوقات اور اپنے رخساروں کو خاک پر رکھ کر حضرتؐ کے سامنے لوٹنے لگے اور بولے ہم لوگوں کو حضرتؐ کی طرف دعوت کرتے ہیں اور ہمیں نے اس چرواہے کو آپ کی طرف بھیجا ہے اور آپ کی خبر اس کو پہنچائی ہے۔ تب حضرت اپنے ہمراہ والے منافقوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اب کافروں اور منافقوں کو عذر و حیلہ کی گنجائش نہیں رہی۔ بعد ازاں فرمایا اس چرواہے کی ایک بات تو (یعنی میری پیغمبری کی بابت) سچ نکلی اب اگر چاہو تو دوسری بات (یعنی اور بابِ علی) میں بھی اسکی راست گوئی کی تصدیق کر لو۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ ہاں فرمایا ہم سب علیؑ کے گرد حلقہ کر لو۔ جب صحابہ نے ان کو حلقہ میں لے لیا حضرتؐ نے ان بھیڑیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا جس طرح تم نے میری طرف اشارہ کیا اور ان لوگوں کو میرا نشان دیا اسی طرح علیؑ کا بھی نشان دو تاکہ یہ لوگ جان لیں کہ جو کچھ تم نے اس کی شان میں بیان کیا ہے حق ہے

یہ ارشاد سن کر بھیڑیئے آگے بڑھے اور لوگوں کے چہروں اور پاؤں میں غور اور تامل کر کے دیکھتے تھے اور چھوڑتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ علیؑ کے پاس پہنچے جب انکو دیکھا تو اپنے رخساروں کو خاک پر رکھ کر اُن کے سامنے لوٹنے لگے اور پکارے ہمارا اسلام ہو آپ پر اے معدنِ کرم و سخا اور محلِ تعقل و ذکا اور عالمِ صحفِ اُولیٰ اور وصیِ مصطفےٰ اور سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ خدا نے آپکے دوستوں کو سعادتمند کیا ہے اور آپکے دشمنوں کو شقیِ ابدی قرار دیا ہے اور آپکو حضرت محمدؐ کی آل اور اہلبیتؑ کا سردار بنایا ہے۔ سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ اگر سب اہلِ زمین اہلِ آسمان کی طرح آپکو دوست رکھتے تو وہ نیک اور برگزیدہ ہو جاتے اور اے وہ شخص کہ اگر کوئی عرش اور فرش کے مابین کی اشیاء کو راہِ خدا میں صرف کرے اور آپ کا ذرا سا بغض دل میں رکھتا ہو تو اُس کو سوائے عذابِ نار اور غضبِ جبار کے اور کچھ عوض نہ ملے۔ یہ دیکھ کر اصحاب نہایت متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نہ جانتے تھے کہ حیوانات بھی علیؑ کے ایسے محب اور فرمانبردار ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم صرف ایک ہی حیوان کی فرمانبرداری دیکھ کر متعجب ہوتے ہو۔ اگر تمام حیوانات بری و بحری اور ملائکہ زمین و آسمان اور فرشتگان حجاب و کرسی و عرش اعلیٰ کے نزدیک اُن کی قدر و منزلت کو دیکھو تو نہ معلوم تمہارا کیا حال ہو۔ خدا کی قسم میں نے آسمان پر سدرۃُ المنتہیٰ کے نزدیک علیؑ کی صورت دیکھی ہے کہ خدا نے فرشتوں کے اُن کے دیدار کا نہایت مشتاق ہونے کے سبب اس کو خلق فرمایا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ فرشتے اِس صورت کے آگے اِس قدر عجز و انکسار کرتے ہیں جو یہاں ان دو بھیڑیوں کے ان کے سامنے تواضع اور عاجزی کرنے سے بہت بڑھ کر ہے اور فرشتے اور تمام اہلِ عقل ان کے سامنے کیونکر تواضع اور عاجزی نہ کریں۔ جبکہ اللہ جلّ جلالہٗ نے اپنی ذاتِ پاک کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو کوئی علیؑ کے سامنے بال برابر بھی فروتنی اور تواضع کریگا میں بہشتِ بریں میں لاکھ برس کی راہ کے برابر اُسکے درجات بلند کرونگا اور یہ تواضع جو تم نے اس وقت دیکھی اُن کی اس قدر و منزلت کے نزدیک جو تم کو بتائی جاتی ہے بہت ہی کم ہے۔

اور رسولِ خداؐ کیلئے چوبِ خرما کے گریہ کرنے کا قصہ اس طرح پر ہے کہ آنحضرتؐ مدینہ منورہ میں جب خطبہ فرمایا کرتے تھے تو کھجور کے ایک ستون سے جو مسجد میں تھا پیٹھ لگایا کرتے تھے صحابہ نے

عرض کی کہ یا رسول اللہؐ لوگوں کی کثرت ہوگئی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ خطبہ بیان فرماتے وقت آپ کی طرف دیکھیں۔ اگر اجازت ہو تو ہم چند پایوں کا ایک منبر بنوالیں اور آپ اُس پر تشریف لے جا کر خطبہ فرمایا کریں تاکہ سب لوگ آپ کو دیکھ سکیں۔ حضرتؐ نے ان کو اجازت دی اور منبر تیار ہوگیا۔ جب جُمعہ کا دن آیا اور حضرتؐ مسجد میں تشریف لائے اور ستون کے پاس سے گزر کر منبر پر تشریف لے گئے۔ وہ چوب خرما آنحضرتؐ کی مفارقت میں رونے لگا۔ جیسے وہ عورت رویا کرتی ہے جس کا بچہ مرجاتا ہے اور اس طرح چیخنے لگا جس طرح عورت جننے کے وقت درد بیتاب ہو کر ڈھاریں مارا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی گریہ وزاری سے تمام اہلِ مسجد رونے لگے اور بیتاب ہو کر فریاد کرنے لگے۔ جب آنحضرتؐ نے یہ حالت دیکھی منبر سے اُترے اور اس ستون کو بغل میں لیا اور اپنا دستِ شفقت اُس پر پھیرا اور فرمایا کہ رسولِ خدا نے تیری ذلت و استخفافِ عزت کے لیے تجھ کو ترک نہیں کیا۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ بندگانِ خدا کی مصلحت کامل طور پر سرانجام پائے اور تیری عزت و جلالت کسی طرح برطرف نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ تو ایک عرصے تک رسولِ خدا کا تکیہ گاہ رہا ہے۔ آخر کار وہ ستون خاموش ہُوا اور حضرتؐ پھر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔ اے گروہ مسلمین دیکھو یہ ستون رسولؐ ربّ العالمین کی مفارقت سے روتا ہے اور اُسکی جُدائی سے محزون ہوتا ہے اور بندگانِ خدا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اور رسولِؐ خدا کی نزدیکی یا دُوری کی ان کو ذرا بھی پرواہ نہیں اگر میں اس ستون کو اپنی بغل میں نہ لیتا اور اپنا ہاتھ اُس پر نہ پھیرتا تو قیامت تک بھی یہ خاموش نہ ہوتا اور برابر روتا رہتا اور خدا کے بندوں اور کنیزوں میں بعض ایسے ہیں جو رسولِؐ خدا محمدؐ اور ولی خدا علیؑ کی جُدائی سے اس ستون کی طرح گریاں ہوتے ہیں اور مومن کیلئے یہی بات کافی ہے کہ اسکا دل محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار کی محبت سے وابستہ ہو تم نے دیکھا کہ مفارقت رسولِؐ خدا میں یہ ستون چوبی کس طرح نالہ وزاری کرتا تھا اور جب محمدؐ نے اسکو اپنی بغل میں لیا تو کیسا خاموش ہوگیا اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہؐ بیشک۔ فرمایا مجھ کو قسم ہے اُس خدا کی جس نے مجھے سچا پیغمبر کر کے اپنی خلقت کی طرف بھیجا ہے بہشت کے خزانچیوں اور حُور و غلمان اور اسکے محلّوں و باغوں اور منزلوں کا اشتیاق وزاری محمدؐ اور اس کی آل اطہار کے دوستداروں اور اُن کے دُشمنوں سے بیزار ہونے والوں کی طرف

رسولؐ خدا کی طرف اس ستون کے اشتیاق وزاری سے کہیں بڑھ کر ہے اور جو چیز انکی گریہ وزاری کو تسکین دیتی ہے۔ وہ ہمارے شیعوں کا محمدؐ اور اس کی آل اطہار پر دُرود بھیجنا ہے یا نماز ہائے نافلہ جو وہ ادا کرتے ہیں یا روزے جو وہ رکھتے ہیں یا صدقات جو وہ دیتے ہیں اور سب سے زیادہ تر تسکین ان کو اس وقت ہوتی ہے جب وہ سُنتے ہیں کہ شیعہ مومنین نے اپنے برادرانِ ایمانی سے کسی طرح کا احسان کیا یا مصیبت میں ان کی امداد کی جب یہ خبریں ان کو پہنچتی ہیں تو آپس میں کہتے ہیں تم جلدی مت کرو کہ تمہارے صاحب نے آنے میں اس لیے دیر لگائی ہے کہ اپنے مومن بھائیوں سے نیکی کرنے کے سبب اس کے درجات بریں میں اور زیادہ ہوں اور مفارقتِ مومنین کے غم میں سب سے زیادہ تسلی ان کو اس بات سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ساکنان و خازنانِ جنت اور حُوران و غلمان بہشت کو خبر دیتا ہے کہ شیعہ جو تمہارے مالک ہیں دشمنوں اور ناصبیوں کے پنجے میں گرفتار ہیں اور ان کے ہاتھ سے بڑی بڑی تکلیفیں اور سختیاں برداشت کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ تقیہ سے گزارہ کر رہے ہیں اور ان کی سختیوں پر صبر کرتے ہیں یہ بات سُن کر وہ کہتے ہیں ہم بھی ان کی مفارقت میں صبر کرتے ہیں جس طرح وہ اپنے پیشواؤں اور بزرگوں کے حق میں مکروہ اور نازیبا باتیں سُن کر صبر کرتے ہیں اور اپنے غصّہ کو دبا لیتے ہیں اور اظہار حق سے سکوت کرتے ہیں جب ظالموں کے ظلم و ستم کو دیکھتے ہیں اور ان کے دفع کرنے کی قدرت اپنے آپ میں نہیں پاتے ہیں اس وقت ہمارا پروردگار ان کو ندا کرتا ہے اے میرے بہشت کے رہنے والو اے میری رحمت کے خزینہ دارو میں نے تمہارے شوہروں اور آقاؤں اور یاروں کے تمہاری طرف آنے میں بُخل کے سبب تاخیر نہیں کی ہے۔ بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مومن بھائیوں سے نیکیاں کر کے اور بیچاروں کی فریاد رسی اور مظلوموں کی دادرسی کر کے اور فاسقوں اور کافروں سے تقیہ پر صبر کر کے میری کرامت اور رحمت کے حصّہ کو اپنے لیے کامل اور پُورا کر لیں اس لیے جب وہ ان اعمال حسنہ کے سبب میری بزرگ کرامتوں کے مستحق ہو جائیں گے اس وقت ان کو بہت اچھی حالت میں تمہاری طرف منتقل کروں گا پس تم کو خوشخبری ہو۔ جب یہ آواز ان کو سُنائی دیتی ہے تو ان کی نالہ وزاری موقوف ہو جاتی ہے۔

اور جن یہودیوں نے حضرتؐ کو زہر سے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ ان پر اس زہر کے پلٹنے

یہودیوں کا حضرتؐ کو زہر سے ہلاک کرنے کا ارادہ کرنا اور خود ان کا ہلاک ہونا

اور اللہ تعالیٰ کے ان یہودیوں کو اس زہر سے ہلاک کرنے کی حکایت اس طرح پر ہے کہ جب جناب رسولِ خداؐ نے مدینہ منورہ میں دین اسلام کو ظاہر کیا تو عبداللہ ابن ابی کو آنحضرتؐ سے نہایت حسد پیدا ہوا۔ اس لیے اس نے یہ تدبیر کی کہ اپنے گھر میں ایک گڑھا کھودے اور اسکی تہ میں زہر میں بُجھائے ہوئے نیزے اور چھریاں نصب کرے اور اس کے منہ پر ایک فرش بچھائے اور اس فرش کے ایک کنارے کو دیوار سے باندھ دے تاکہ جب رسولؐ خدا اور علیؑ اپنے خاص اصحاب سمیت وہاں آئیں اور آنحضرتؐ اس فرش پر پاؤں رکھیں اس گڑھے میں جا پڑیں چنانچہ اُس نے ایسا ہی انتظام کیا اور کچھ آدمیوں کو ننگی تلواریں دے کر گھر کے حجروں میں پوشیدہ کر دیا تاکہ جب آنحضرتؐ اس گڑھے میں گر پڑیں یہ باہر نکلیں اور علیؑ اور اصحاب خاص کو جو آپکے ہمراہ ہوں قتل کر ڈالیں اور دوسری تجویز یہ کی کہ کچھ کھانا زہر ملا کر پکوایا تاکہ اگر پہلی تجویز کارگر نہ ہو اور وہ اس فرش پر بیٹھنا منظور نہ کریں تو سب کے سب یہ کھانا کھا کر ہلاک ہوں۔

جب یہ تجویزیں عمل میں لا چکا تو آنحضرتؐ کیخدمت میں حاضر ہوا اور آپکو مع اصحاب دعوت میں تشریف لیجانیکی درخواست کی۔ اُس وقت جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور اُسکی تمام تجویزیں حضرتؐ کے سامنے ظاہر کیں اور عرض کی اللہ تعالیٰ آپکو امر فرماتا ہے کہ جہاں وُہ عبداللہ (ابن ابی) کہے بیٹھیں اور جو کھانا پیش کرے اُسکو کھائیں تاکہ تمھاری نشانیاں اور معجزے ظاہر ہوں اور جن لوگوں نے تمھارے قتل کی تجویز کی ہے ان میں سے بہت سے ہلاک ہوں۔ الغرض رسولؐ خدا علیؑ اور صحابہ سمیت اُس منافق کے گھر تشریف لے گئے اور اُس فرش پر رونق افروز ہوئے اور صحابہ آپکے گرد بیٹھ گئے اور قدرتِ خُدا سے اس گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہے۔ یہ حال دیکھکر عبداللہ ابن ابی نہایت متعجب ہوا اور اس نے دیکھا کہ اس فرش کے نیچے زمین برابر و ہموار ہو گئی ہے پھر وُہ زہر ملا ہُوا کھانا آنحضرتؐ اور علیؑ اور صحابہ کے سامنے رکھا۔ جب رسولؐ خدا نے کھانیکا ارادہ کیا تو اپنا ہاتھ اُس کھانے پر رکھ کر جناب امیرؑ سے ارشاد فرمایا کہ اس تعویذ نافع کو اس پر پھو۔ حضرتؐ نے اُسکو تلاوت کیا اور وُہ یہ ہے۔ بِسمِ اللّٰہِ الشَّافِی بِسمِ اللّٰہِ الکَافِی بِسمِ اللّٰہِ المُعَافِی بِسمِ اللّٰہِ الَّذِی لَا یَضُرُّ مَعَ اسمِہٖ شَیءٌ وَّلَا دَاءٌ فِی الاَرضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیعُ العَلِیمُ ۝ بعد ازاں آنحضرتؐ اور امیر المومنینؑ اور دیگر

صحابہ نے جو حضرتؐ کے ہمراہ تھے اس کھانے کو کھایا۔ یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور وہاں سے بخیریت واپس آئے۔

جب عبداللہ ابن ابی کے مصاحبوں اور خواصوں نے دیکھا کہ اسکے کھانے سے آنحضرتؐ اور انکے صحابہ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا تو گمان کیا کہ وُہ زہر ملانا بھول گیا۔ یہ سمجھ کر اُنھوں نے وُہ بچا ہُوا کھانا زہر مار کیا اور عبداللہ ابن ابی کی لڑکی نے جس کے ہاتھ سے اکثر یہ تجویزیں عمل میں آئی تھیں جب دیکھا کہ اس گڑھے کا منہ بند ہو گیا اور زمین کی طرح سخت ہو گیا ہے تو آ کر اس فرش پر بیٹھ گئی۔ جب وُہ بیٹھ چکی تو اللہ تعالیٰ نے اس گڑھے کو اصلی حالت پر پلٹ دیا اور وُہ ملعونہ اس میں گر کر ہلاک ہوئی اور فریاد واویلا کی صدائیں اس گھر سے بلند ہوئیں۔ عبداللہ ابن ابی نے اپنے گھر والوں کو تاکید کی کہ خبردار یہ نہ کہنا کہ وُہ گڑھے میں گر کر مری ہے ورنہ ہماری رسوائی ہو گی اور محمدؐ کو معلوم ہو جائیگا کہ ہم نے اسکے مارنے کیلیے یہ تجویز کی تھی۔ غرض وہ روتے تھے اور کہتے تھے کہ عروس مر گئی جسکے ولیمہ کی تقریب میں حضرتؐ کی دعوت کی تھی اور جن لوگوں نے وُہ بچا کھچا کھانا کھایا تھا سب کے سب مر گئے۔

جب عبداللہ ابن ابی حضرتؐ کیخدمت میں حاضر ہوا تو حضرتؐ نے اس سے اس لڑکی اور ان لوگوں کے مرنیکا سبب دریافت کیا۔ اُس نے عرض کی کہ لڑکی تو کوٹھی سے گر پڑی اور ان لوگوں نے کھانا بہت کھایا اور امتلاء کے باعث ہلاک ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وُہ کس سبب سے ہلاک ہوئے ہیں اور اصل حقیقت کو نہ جتلایا اور خاموش ہو رہے۔

امام زین العابدین علی ابن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی واقعہ علیؑ ابن ابی طالب کو جد ابن قیس کے ساتھ پیش آیا ہے اور وہ نفاق میں عبداللہ ابن ابی کا پیرو تھا جس طرح علیؑ ابن ابی طالب کمال و جمال میں رسولؐ اللہ کے پیرو تھے۔ جد ابن قیس نے اس واقعہ کے بعد جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو انکے اصحاب سمیت سلامت رکھا اور اس بلا کو عبداللہ ابن ابی پر پھیر دیا۔ عبداللہ ابن ابی سے خلوت میں ملاقات کی۔ عبداللہ نے اُس سے کہا کہ محمدؐ جادو میں بڑا ماہر ہے اور علیؑ اس جیسا نہیں ہے اے جد تو علیؑ کی دعوت کر اور اپنے باغ کی دیوار کی بنیادیں کھدوا کر کچھ آدمیوں کو دیوار کے پیچھے کھڑا کر دے کہ وُہ لکڑیوں کے سہارے دیوار کو تھامے رہیں اور جب علیؑ اپنے اصحاب سمیت کھانے میں مصروف ہوں تو اس دیوار کو ان پر گرا دیں تاکہ وُہ سب اُسکے نیچے دب کر مر جائیں چنانچہ

نظیر معجزہ بالا جناب امیرؑ سے ظاہر ہوئی

اِس شقی ازلی نے ایسا ہی کیا۔ جب جناب امیرؑ اس دیوار کے نیچے جلوہ افروز ہوئے تو بائیں ہاتھ سے اِس دیوار کو تھام لیا اور گرنے سے روکے رہے۔ جب کھانا سامنے رکھا گیا تو ہمراہیوں سے فرمایا۔ بِسم اللہ کر کے کھانا شروع کرو۔ اور آپ بھی ان کے ساتھ کھانے لگے۔ یہاں تک کہ سب کھا کر فارغ ہو گئے اور آپ بائیں ہاتھ سے برابر دیوار کو تھامے رہے اور وُہ دیوار بیس گز لمبی اور پندرہ گز اونچی اور دو گز آثار میں تھی۔ حضرت کے اصحاب کھاتے وقت کہنے لگے آپ اسکو تھامے ہیں اور کھانا کھا رہے ہیں۔ آپکو اس دیوار کے ہم پر سے ہٹانے میں بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے یہ دیوار اپنے بائیں ہاتھ میں دائیں ہاتھ کے اس لقمہ سے بھی ہلکی معلوم ہوتی ہے اور عبداللہ ابن قیس ڈر کے مارے وہاں سے بھاگ گیا کہ علیؑ اور اسکے اصحاب دیوار کے تلے دب کر مر جائیں گے اور آنحضرتؐ ان کا عوض لینے کے لیے مجھ کو طلب کریں گے اور عبداللہ ابن اُبے کے ہاں جا کر چھپ رہا۔ آخر کار ان کو خبر پہنچی کہ علیؑ نے دیوار کو اپنے بائیں ہاتھ سے تھام رکھا ہے اور دائیں ہاتھ سے اپنے اصحاب کے ہمراہ کھانا تناول فرما رہے ہیں اور دیوار کے نیچے نہیں دبے یہ بات سُنکر ابوالشرور اور ابوالدواہی جو دراصل اس تجویز کے بانی مبانی تھے۔ بولے علیؑ محمدؐ کے جادو سے خوب ماہر ہے اس لیے ہم اس پر کسی طرح قابو نہیں پا سکتے الغرض جب لوگ کھانا کھا چکے تو علیؑ نے بائیں ہاتھ سے سہارا دے کر اس دیوار کو سیدھا کھڑا کر دیا اور اس کے شگافوں اور دراڑوں کو دُرست کر دیا اور اپنے ہمراہیوں سمیت وہاں سے چلے آئے۔ جب رسُولِ خدا نے ان کو دیکھا تو فرمایا۔ اے ابوالحسنؑ تم آج دیوار کے درست کرنے میں بھائی خضرؑ کے مُشابہ ہو گئے کہ انھوں نے بھی ایک دیوار کو دُرست کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس امر کو ان کے واسطے ہم اہلبیت کی دُعا سے سہل کیا تھا۔

اور اللہ تعالیٰ نے تھوڑے سے کھانے کو جو حضرت محمدؐ کی خاطر سے بہت سا کیا ہے اس کا قصّہ اِس طرح پر ہے کہ ایک دن آنحضرتؐ اپنے اصحاب سمیت بیٹھے ہُوئے تھے اور بہت سے نیکوکار مہاجر و انصار بھی وہاں حاضر تھے کہ ناگاہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرا جی حریرے کو چاہتا ہے جو گھی اور شہد سے تیار کیا گیا ہو۔ جناب امیرؑ نے عرض کی کہ میرا دل بھی اِسی چیز کو چاہتا ہے جسکی آنحضرتؐ نے خواہش کی ہے۔ پھر حضرتؐ نے ابوالفضل سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو۔ عرض کی کہ برۂ گوسفند کا بُھنا ہُوا پہلو اور ابوالشرور اور ابوالدواہی سے دریافت کیا تم کس چیز کی خواہش رکھتے ہو عرض کی کہ برے کا

بُھنا ہُوا سینہ پھر حضرتؐ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کونسا مومن آج رسُولِ خدا اور اس کے اصحاب کی ضیافت کریگا اور ان کی خواہشوں کے مُطابق انکو کھلائیگا۔ یہ سُن کر عبداللہ ابن اُبے نے دل میں سوچا کہ آج موقع ہے کہ محمدؐ اور اسکے اصحاب سے کچھ مکر کروں اور ان کو قتل کر ڈالوں اور دُنیا کو اس کے شر سے نجات دوں۔ یہ سوچ کر اُٹھا اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں آپکی ضیافت کرتا ہوں میرے پاس گیہوں اور گھی حریرے کے لیے موجود ہے اور برہ بھی ہے اسکو بریاں کر لونگا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا منظور ہے الغرض عبداللہ ابن اُبے اپنے گھر گیا اور اس حریرے اور برہ بریاں میں بہت سا زہر ملایا پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کی تشریف لے چلیئے کھانا تیار ہے حضرتؐ نے فرمایا کس کس کو ہمراہ لے چلوں۔ عبداللہ نے عرض کی کہ آپ اور علیؑ اور سلیمانؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اور عمارؓ چلیں حضرتؐ نے ابوالشرور اور ابوالدواہی اور ابوالملاہی اور ابوالنکث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ لوگ نہ چلیں اس نے عرض کی کہ نہیں اور اس کے اس انکار کا باعث یہ تھا کہ یہ سب نفاق میں اس کے ساتھ شریک تھے حضرتؐ نے فرمایا میں ان سب اور ان مہاجرین و انصار کی شمولیت کے بغیر کھانا نہ کھاؤں گا اس نے عرض کی یا رسُول اللہ کھانا بہت کم ہے چار یا پانچ آدمیوں سے زیادہ کے لیے کافی نہ ہوگا۔ فرمایا اے عبداللہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ پر ایک خوان نازل کیا تھا کہ اس میں چند مچھلیاں اور چند روٹیاں تھیں اور پھر اس میں اتنی برکت دی کہ چار ہزار سات سو آدمی اس کو کھا کر سیر ہو گئے۔ عبداللہ نے عرض کی کہ خیر آپ کو اختیار ہے۔ حضرتؐ نے آواز دی اے گروہ مہاجرین و انصار عبداللہ ابن اُبے کے ہاں کھانا کھانے چلو غرض سات ہزار آٹھ سو آدمی صحابہ میں سے آنحضرتؐ کے ہمراہ اس منافق کے گھر کی طرف روانہ ہُوئے۔ عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اب کیا تدبیر کریں ہم تو صرف محمدؐ اور اس کے چند اصحاب خاص کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور سب کے مارنے کا ارادہ نہیں ہے اور یہاں سب موجود ہیں کیونکہ جب محمدؐ وفات پا جائیگا تو سب میں پھوٹ پڑ جائے گی اور کوئی سے دو بھی متفق نہ رہیں گے (اس لیے ان سب کے مارنے سے کیا فائدہ) پھر اپنے ساتھیوں کو کہلا بھیجا کہ سب ہتھیار باندھ لیں تاکہ جب آنحضرتؐ زہر سے ہلاک ہو جائیں اور ان کے اصحاب انتقام لینے کا ارادہ کریں تو ان سے جنگ کر سکیں آخر کار جب حضرتؐ اسکے گھر میں داخل ہُوئے

تو ایک چھوٹی سی کوٹھڑی کی طرف اشارہ کیا اور بولا کہ آپ ان چاروں یعنی علیؑ سلمانؓ مقدادؓ اور عمارؓ سمیت اس میں داخل ہوں اور یہ باقی صحابہ گھر اور حجرہ اور باغ میں ہو بیٹھیں اور کچھ لوگ دروازے پر ٹھہریں۔ جب کچھ لوگ کھانا کھا کر چلے جائیں تو اور ان کی جگہ آ بیٹھیں حضرتؐ نے فرمایا جو خدا اس تھوڑے کھانے میں برکت دے سکتا ہے وہ اس تنگ گھر کو فراخ بھی کر سکتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا اے علیؑ اے سلمانؓ اے مقدادؓ اے عمارؓ اور اے گروہ مہاجرین و انصار اس گھر میں داخل ہو۔ وہ سب اس میں داخل ہوئے اور سب نے حضرتؐ کے گرد حلقہ کر لیا جس طرح کعبہ کے چار دور کے گرد چکر لگایا کرتے ہیں اور سب کے سب اس گھر میں آ گئے یہاں تک کہ دو دو آدمیوں کے بیچ میں ایک ایک آدمی کی جگہ خالی پڑی تھی۔ پھر عبداللہ ابن اُبے اندر آیا اور اس تنگ کوٹھڑی کی فراخی کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا۔ جو کچھ تو نے ہمارے لیے تیار کیا ہے لا۔ اُس نے حریرہ جو گھی اور شہد میں چرب کیا گیا تھا اور برّہ بریاں حاضر کیا اور عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ پہلے آپ کھائیں بعد ازاں علیؑ پھر آپ کے اصحاب خاص۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی طرح ہو گا بعد ازاں اپنا ہاتھ اس کھانے پر رکھا اور آپ کے ساتھ علیؑ نے بھی اپنا ہاتھ اس پر رکھا یہ دیکھ کر عبداللہ نے کہا کہ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ کھائیں اور حضرتؐ کو اکیلا ہی کھانے دیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عبداللہ علیؑ اللہ اور اس کے رسولؐ سے تیری نسبت زیادہ تر واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی امر میں مجھ میں اور اس میں جدائی نہیں ڈالی ہے اور مجھ کو اور اس کو ایک نور سے پیدا کیا ہے اور ہمارے نور کو اہل زمین و آسمان و حجب و جنان و ہوا کے سامنے پیش کیا اور ان سے ہمارے واسطے عہد و پیمان لیا کہ ہمارے دوستوں کے دوست ہوں اور ہمارے دشمنوں کے دشمن اور جن کو ہم دوست رکھیں ان کو دوست رکھیں اور جن کو ہم دشمن رکھیں اُن کو دشمن رکھیں میرا اور علیؑ کا ارادہ ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے اور جس چیز کا میں ارادہ کرتا ہوں وہ بھی اسی کا ارادہ کرتا ہے اور جس چیز کو وہ نہیں چاہتا میں بھی اُس چیز کی خواہش نہیں کرتا جس چیز سے وہ خوش ہوتا ہے میں بھی اسی سے خوش ہوتا ہوں اور جس چیز سے وہ غمگین ہوتا ہے میں بھی اُس سے غمگین ہوتا ہوں پس اے عبداللہ علیؑ میرے ہمراہ کھائے گا کیونکہ وہ اپنے اور میرے حال سے تیری نسبت زیادہ

واقف ہے۔ عبداللہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ بہت اچھا اور جد ابن قیس اور معتب کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم نے تو ایک کے مارنے کا ارادہ کیا تھا یہ تو دو ہو گئے۔ اب دونوں اسی دم مر جائیں گے اور ہم ان کے شر سے نجات پائیں گے اور یہ ان کی شامت اور ہماری سعادت کا وقت ہے۔ اگر علیؑ اس کے بعد زندہ رہتا تو شاید ہمارے ہمراہیوں سے جنگ کرتا۔
اور عبداللہ ابن اُبے نے اپنے اصحاب اور تابعین کو اپنے گھر کے گرد جمع کر رکھا تھا کہ جب آنحضرتؐ زہر سے انتقال کر جائیں تو وہ اصحاب رسولؐ اللہ پر حملہ کریں۔
الغرض رسولؐ خدا اور علیؑ نے اس حریرے کو کھایا۔ یہاں تک کہ دونوں سیر ہو گئے پھر جن و شخصوں نے پہلو اور سینے کے گوشت کی خواہش کی تھی انکے آگے بھی وہ دونوں چیزیں رکھی گئیں انھوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا اور عبداللہ انکی طرف دیکھتا جاتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ اب زہر انکو ہلاک کر دے گا۔ مگر وہ خوش و خرم تھے۔ بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا وہ برّہ (بچہ گوسفند) بھی لاؤ۔ جب وہ آیا تو فرمایا اے ابوالحسنؑ اس کو اس گھر کے بیچوں بیچ رکھو۔ جناب امیرؑ نے اس کو بیچ میں دھر دیا عبداللہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ان لوگوں کے ہاتھ اس تک کس طرح پہنچیں گے۔ فرمایا جس نے اس گھر کو اتنا فراخ اور وسیع کر دیا ہے کہ وہ سب اس میں سما گئے اور پھر بھی جگہ خالی رہی وہی ان کے ہاتھوں کو بھی لمبا کر دے گا۔ القصہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو اس قدر لمبا کر دیا کہ اس برّے تک پہنچ گئے اور کھانے لگے اور خدا نے اس برّے میں ایسی برکت دی کہ ان کے لیے کافی ہوا۔ اور سب سیر ہو گئے اور صرف ہڈیاں باقی بچیں جب سب کھا چکے تو حضرتؐ نے اپنا رومال ان ہڈیوں پر ڈالا اور فرمایا اے علیؑ اُس کے اوپر حریرہ ڈالو۔ آپ نے ڈال دیا اور سب نے حریرہ کھایا اور سیر ہو گئے۔ پھر اصحاب نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اب ہمارا جی دودھ پینے کو چاہتا ہے۔ فرمایا تمھارے پیغمبر کا وقار خدا کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کی نسبت بہت زیادہ ہے اور حق تعالیٰ نے انکی خاطر مُردے کو زندہ کیا ہے تمھارے پیغمبر کی خاطر بھی ایسا کریگا۔ پھر حضرتؐ نے اپنا دست مال ان ہڈیوں پر پھیلایا اور دعا کی کہ اے خدا جس طرح تو نے اس حیوانات میں برکت دی اور ہم کو اس کے گوشت سے سیر کیا۔ اسی طرح اب پھر اسمیں برکت دے اور ہم کو اس کے دودھ سے سیراب کر اسی وقت قدرت خدا سے ان ہڈیوں پر گوشت نمودار ہوا اور وہ حرکت میں آئی اور کھڑی

ہوگئی اور اس کے تھن دُودھ سے بھر گئے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ مشکیں اور برتن لے آؤ جب وُہ لائے تو آپ نے اُن کو دُودھ سے بھر دیا اور سب کو پلا کر سیراب کر دیا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ میری اُمت گمراہ ہو جائے گی اور گوسالہ بنی اسرائیل کی طرح اسکی پرستش کرنے لگے گی تو بیشک میں اس کو چھوڑ دیتا کہ زندہ رہے اور زمین میں ادھر اُدھر گھاس چرتی پھرے یہ فرما کر دُعا کی کہ اے خُدا اس کو پھر ہڈیاں بنا دے وُہ اسی طرح پھر خالی ہڈیاں ہوگئی اور حضرتؐ اپنے اصحاب سمیت وہاں سے رُخصت ہُوئے اسکے بعد صحابہ اس گھر کے وسیع ہونے اور اس طعام قلیل کے زیادہ ہو جانے اور اس زہر کے اثر کے دفع ہونیکا آپس میں ذکر کرنے لگے حضرتؐ نے فرمایا کہ ان حالات کا مشاہدہ مجھ کو یاد دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح گلزار ہائے جنّت میں ہمارے شیعوں کی منزلوں کو اور جنّت عدن اور جنّتِ فردوس میں ان کی نعمتوں کو زیادہ کریگا اور بعض شیعہ ایسے ہیں کہ حق تعالیٰ ان کو جنّت میں منزلیں، محل، درجات، حُوریں اور نفیس چیزیں اس قدر عطا کرے گا کہ تمام دُنیا اور اس کی نعمتیں ان کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے بیابان بے پایاں میں ریت کا ایک ذرہ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی مومن کی بہشت میں ایک منزل ہوتی ہے اور پھر وُہ (دُنیا میں) مثلاً کسی محتاج مومن بھائی کو دیکھتا ہے اور اس سے تواضع پیش آتا ہے اور اس کی تعظیم و تکریم بجا لاتا ہے اور اسکی اعانت کرتا ہے اور اس کو کسی شخص سے سوال کر کے اپنی آبرو ریزی کرنے کا موقع نہیں دیتا تو حق تعالیٰ اسکے صلے میں جنّت میں اسکی منزل کو وسیع اور کئی گنا زیادہ کرتا ہے۔ جیسا کہ تُم نے اس تنگ گھر اور تھوڑے سے کھانے کا زیادہ ہونا دیکھا وُہ فرشتے جو ان مکانات کی خدمات پر مامُور ہیں اُنکی وُسعت اور کثرت کو دیکھ کر عرض کرتے ہیں اے پروردگار ہم ان منزلوں میں خدمت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور فرشتوں کو مقرّر فرمائیے تاکہ اس کام میں وُہ ہمارے معیّن و مددگار رہیں اس وقت خدا فرماتا ہے اے فرشتو! میں تُم پر اتنا کام نہیں ڈالنا چاہتا جس کی تُم سے برداشت نہ ہوسکے کہو تم کو کس قدر امداد کی ضرورت ہے وُہ عرض کرتے ہیں کہ ہماری تعداد سے ہزار گُنا فرشتے اور مقرّر کیجیئے اور بعض مومن ایسے ہیں کہ ان کی منازل جنّت کے خدمتگار فرشتے اپنی تعداد سے دس لاکھ گُنی امداد طلب کرتے ہیں اور بعض دفعہ مومن کی قوّتِ ایمانی اور اپنے مومن بھائی سے زیادتی احسان کے موافق اس سے بھی بڑھ کر

منازل و مراتب میں زیادتی ہوتی ہے اور حق تعالیٰ اُسی قدر فرشتوں سے ان کی امداد کرتا ہے اور پھر جب کبھی وُہ مومن اپنے کسی مومن بھائی سے ملتا ہے اور اس سے احسان و مروّت سے پیش آتا ہے۔ خُدا اسی طرح جنّت میں اسکے ممالک اور خادموں میں زیادتی کرتا ہے بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جب میں اس زہر آلوُد کھانے اور اس پر اپنے صبر کرنے اور خدا کے اس کے ضرر کو ہم سے دفع کرنے اور اس میں برکت دینے کو یاد کرتا ہوں تو مجھ کو اپنے شیعوں کا تقیہ پر صبر کرنا یاد آجاتا ہے اور حق تعالیٰ اس صبر کے صلے میں ان کو بہت بڑا آرام اور کامل تر سعادت عطا فرمائیگا کہ ان پاکیزہ نعمتوں کے باعث سے جنّت میں اور لوگ ان پر رشک کریں گے اور جانب پروردگار سے ان کو خطاب ہوگا تم کو یہ لذّتیں، آرام اور نعمتیں مُبارک ہوں۔ جو ان تکلیفوں اور ظلموں کے عوض میں تم کو مرحمت ہُوئی ہیں جو مخالفانِ دین کے ہاتھ سے تُم نے اُٹھائے اور تقیہ کیا اور صبر کرتے رہے۔

اور امام زین العابدین علیہ السّلام نے اس آیت کی تفسیر اس طرح فرمائی ہے وَاِن کُنتُم فِی رَیبٍ مِّمَّا نَزَّلنَا عَلٰی عَبدِنَا یعنی اے مُشرکو اور اے یہودیو اور اے ناصبیو جو حضرت محمدؐ کو قرآن کے بارے میں جھٹلاتے ہو اور اپنے بھائی علیؑ کو جو کہ جُملہ اہل علم و فضل پر فوقیت رکھتا ہے اور جس کو تمام جہاد کرنے والوں پر فضیلت حاصل ہے اور پرہیزگاروں کو امداد دینے اور فاسقوں اور بدکاروں کی بیخ کنی کرنے اور کافروں کے ہلاک کرنے اور اہل عالم کے درمیان دین خدا کے پھیلانے میں کوئی شخص بھی جس کا مثل و نظیر نہیں ہے سب پر فضیلت دینے میں اس کی تکذیب کرتے ہو۔ اگر تم کو اس چیز میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے کچھ شک ہے یعنی قرآن میں جس میں درج ہے کہ اللہ کے سوا بتوں کی پرستش مت کرو اور دُشمنانِ خدا سے دوستی اور دوستانِ خدا سے دُشمنی نہ کرو اور جو اس امر کی ترغیب دلاتا ہے کہ برادر رسُولؐ اللہ کی پیروی کرو اور اس کو اپنا امام مانو اور اسکو سب سے افضل اور برتر جانو کیونکہ حق تعالیٰ کسی شخص کے ایمان اور طاعت کو اسکی دوستی کے بغیر قبول نہ کریگا اور تم گمان کرتے ہو کہ محمدؐ اپنی طرف سے کہتا ہے اور خدا کی طرف اسکو منسوب کرتا ہے اگر بالفرض ایسا ہی ہے جیسا کہ تم گمان کرتے ہو فَاتُوا بِسُورَۃٍ مِّن مِّثلِہٖ تو محمدؐ جیسے کسی آدمی سے ایسی ایک سُورت ہی بنوا لاؤ، جو کبھی کسی صاحب

کتاب اور اہل علم کی صحبت میں نہیں بیٹھا اور اُس نے کسی سے کچھ نہیں سیکھا اور حضر اور سفر میں تم ہمیشہ اس کے ہمراہ رہے ہو اور تم سے الگ ہو کر کبھی کسی شہر میں نہیں گیا اگر کہیں سفر کو جاتا تھا تو تم میں سے بہت سے لوگ اسکے ساتھ ہوتے تھے جو اس کے حالات کو دیکھتے بھالتے تھے اور اسکے احوال سے خبردار اور واقف رہتے تھے پھر اب ایسی کتاب تمھارے پاس لے آیا جسمیں یہ عجائبات موجود ہیں پس اگر تمھارے گمان میں محمدؐ متقوّل ہے یعنی قرآن کو خود بنایا ہے اور خدا کی طرف منسوب کرتا ہے تو تم بھی تو بڑے فصیح و بلیغ اور شاعر و ادیب ہو کہ دیگر اقوام میں تمھارا مثل و نظیر نہیں ہے اگر وہ کاذب ہے تو یہ لغت بھی تمھارا ہی لغت ہے اور وہ (محمدؐ) بھی تمھاری ہی جنس سے ہے اور تم ہی جیسی طبیعت رکھتا ہے اور ممکن ہے کہ مقابلے کے وقت تم میں سے بہت سے شخصوں یا بعض شخصوں کا کلام اس سے بڑھ جائے یا اس کے برابر ہو۔ کیونکہ اگر وہ بشر کا کلام ہے اور خدا کی طرف سے نہیں ہے تو یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی بشر ویسا کلام نہ بنا سکے پس تم بھی ایسا کلام بنا کر لاؤ تاکہ تم اور وہ لوگ جو تمھارے تمام حالات کے دیکھنے والے ہیں پہچان لیں کہ وہ جھوٹا ہے اور خدا پر افترا اور بہتان لگاتا ہے وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ اور خدا کے سوا اپنے اور گواہوں کو بلاؤ تاکہ وہ تمھارے گمان کے موافق گواہی دیں کہ تم سچے ہو اور جو کلام تم لاتے ہو۔ وہ اس کلام (خدا) کی مانند ہے جو محمدؐ لایا ہے اور تمھارے شاہد وہ ہیں جن کی نسبت تم یہ گمان کرتے ہو کہ وہ خدا کے حضور میں تمھاری بابت اس امر کی گواہی دینگے کہ یہ لوگ ہماری پرستش کرتے تھے اور اس سے تمھاری شفاعت کرینگے إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو کہ محمدؐ نے یہ قرآن خود ہی بنالیا ہے اور خدا کے نام لگا دیا ہے فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا پس اگر تم یہ معارضہ نہ کرسکو وَلَنْ تَفْعَلُوا اور بیشک ایسا تم سے نہ ہوسکے گا اور ہرگز تم اس پر قادر نہ ہوگے تو تم سمجھ لینا کہ تم جھوٹے ہو اور محمدؐ، صادق اور امین اور رسالت رب العالمین سے مخصوص ہے اور روح الامین (جبرئیلؑ) اور اس کا بھائی امیر المومنین سید الوصیین اسکے مؤید و مددگار ہیں اس لیے جن اوامر و نواہی کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو خبر دیتا ہے اور اپنے وصیؑ اور بھائی کے جو فضائل بیان کرتا ہے ان میں اسکی تصدیق کرو۔ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اور اس عمل کے سبب اس آتش جہنم کے عذاب سے بچو جس میں ایندھن کی جگہ آدمی اور گندھک کے

پتھر جو حرارت میں سب چیزوں سے تیز تر ہیں ڈالے جائینگے أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ جو اُن لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو محمدؐ کا انکار کرتے ہیں اور اُس کی نبوت میں شک کرتے ہیں اور اسکے بھائی علیؑ کے حق کا انکار کرتے ہیں اور اس کی امامت کے منکر ہیں بعد ازاں فرماتا ہے وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا اور بشارت دے اُن لوگوں کو جو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور انھوں نے تیری نبوت کی تصدیق کی ہے اور تجھ کو پیغمبر جانتے ہیں اور تیری تمام باتوں کو سچ مانتے ہیں اور تیرے تمام افعال کو درست سمجھتے ہیں اور تیرے بھائی علیؑ کو تیرے بعد اپنا امام اور تیرا پسندیدہ وصی جانتے ہیں اور سب احکام میں اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور جو کچھ وہ ان کو حکم دیتا ہے ویسا ہی عمل میں لاتے ہیں اور نبوت کے سوا جو صرف تجھ ہی سے مخصوص ہے اور سب خصائل اور فضائل میں اس کو تیرا ہمسر اور ہم رتبہ جانتے ہیں اور جنت انکو جبھی ملے گی جبکہ وہ اس کو اور اس شخص کو جس کے لیے وہ اپنی اولاد میں سے نص کرے اور اسکے تمام دوستوں کو دوست رکھیں گے اور اسکے مخالفوں سے دشمنی کرینگے اور دوزخ کی آگ اُن پر جبھی سرد ہوگی اور وہ اس کے عذاب سے جبھی محفوظ رہیں گے جبکہ وہ اُس کے مخالفوں کی دوستی اور اس کے دشمنوں کی مدد کرنے سے کنارہ کشی اختیار کریں گے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور نیک کام کیئے ہیں کہ فرضوں کو ادا کیا اور امور حرام سے کنارہ کشی اور اجتناب کرتے رہے اور ان لوگوں کی طرح نہیں ہوئے جو تیرے منکر ہیں ان کو اس امر کی خوشخبری دے کہ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ اُن کے لیے ایسی بہشتیں ہیں جن کے درختوں اور محلوں کے نیچے نہریں جاری ہیں كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا جب ان بہشتیوں کو اس بہشت کے پھل اور کھانے کھانے کو ملیں گے تو قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وہ بہشتی کہیں گے یہ تو وہی چیزیں ہیں جو ہم کو دنیا میں دی گئی تھیں اور ان کے نام بھی وہی دنیا کے پھلوں کے سے ہوں گے مثلاً سیب۔ بہی۔ انار وغیرہ وغیرہ اگرچہ وہاں کی چیزیں دنیاوی چیزوں سے بالکل مختلف ہونگی کیونکہ وہ نہایت لطیف اور خوشبودار ہونگی اور جس طرح دنیا کے پھل مستحیل ہو کر گندگی بن جاتے ہیں اور صفراء سوداء اور بلغم کی حالت میں منقلب ہو جاتے ہیں وہ اس طرح نہیں ہوتے بلکہ ان کے کھانے سے ایسا عرق پیدا ہوتا ہے جس میں سے رگوں سے بہتے وقت

مُشک سے بھی پاکیزہ تر خوشبو آتی ہے وَاُتُوا بِہٖ مُتَشَابِھًا اور ان کو جو اُن باغوں کے پھل کھانے کو ملیں گے وُہ باہم متشابہہ اور ملتے جلتے ہوں گے اس لئے کہ وُہ سب عمدہ اور پسندیدہ ہونگے اور کوئی خراب اور کم درجہ کا نہ ہوگا اس کا باعث یہ ہے کہ ان میں ہر ایک قسم کے میوے نہایت خوشبو دار اور لذیذ ہیں اور ان کا دُنیا کے میووں کا سا حال نہیں ہے کہ بعض تو کچے رہ جاتے ہیں اور بعض پختگی کی حد سے بھی بڑھ جاتے ہیں اور فاسد ہو کر ترش و تلخ ہو جاتے ہیں اِسی طرح قسم قسم کی خرابیاں ان میں پڑ جاتی ہیں۔ نیز بہشت کے میوے اس بات میں باہم متشابہ ہونگے کہ سب کا رنگ تو ایک ہوگا اور ذائقہ ہر ایک کا جُدا جُدا وَلَھُمْ فِیْھَآ اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ اور اُن کو ان بہشتوں میں ایسی بیویاں ملیں گی جو تمام آلائشوں اور مکروہات سے پاک ہیں اور حیض و نفاس سے بالکل بَری ہونگی اور وُہ نہ تو سب کے گھروں میں گھسنے والیاں ہوں گی۔ اور نہ باہر پھرنے والیاں ہوں گی اور نہ شوہر دبدبہ ہونگی اور نہ مکّارہ اور سُست کار ہونگی اور نہ اپنے شوہروں سے دشمنی کرنے والی اور نہ ان کو فریب دینے والی ہوں گی اور نہ ان پر غضبناک ہونگی اور نہ بدکار اور فاحشہ ہوں گی اور تمام عیبوں اور خرابیوں سے مُبرّا ہونگی وَھُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ اور وُہ ان باغوں اور بہشتوں میں ہمیشہ تک رہیں گے۔

اور امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السّلام نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعو خُدا سے ڈرو اور اس آتشِ جہنّم کا ایندھن بننے سے بچو اور کافر نہ ہو اور اپنے مومن بھائیوں پر ظلم نہ کرو تاکہ اِس آگ سے محفوظ رہو۔ اور جو کوئی اپنے مومن بھائی پر جو ہم سے دوستی کرنے میں اُسکا شریک ہے ظلم کریگا۔ خدا اُس کو آتشِ جہنّم میں ڈالے گا، اور بھاری بھاری بیڑیاں اور طوق اُس کو پہنائیگا اور ہماری شفاعت کے بغیر اُس سے نجات پائے گا، اور ہم ہرگز خدا سے اُسکی شفاعت نہ کرینگے جبتک کہ اس کا وُہی مومن بھائی اُسکی شفاعت نہ کریگا۔ اگر وُہ اسکی خطا مُعاف کر دیگا تو پھر بیشک ہم اُسکی شفاعت کرینگے، ورنہ ایک عرصۂ دراز تک اسی عذاب میں مُبتلا رہیگا۔

اور امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعو جنّت تم کو ضرور ملے گی۔ جلدی ملے یا دیر میں مگر تم بلندئ درجات کے حاصل کرنیکی خواہش کرو اور جان لو کہ سب سے بلند درجہ اُس شخص کو حاصل ہوگا اور عمدہ محل اور مکانات اس کو نصیب ہونگے جو سب سے بڑھ کر

اپنے مومن بھائیوں کی درخواستوں کو قبول کریگا اور اُنکی آرزوئیں بر لائے گا اور محتاج مومنین سے زیادہ تر غمخواری اور ہمدردی سے پیش آئے گا۔ اِس لیے کہ اگر کوئی اپنے کسی محتاج مومن بھائی سے خوش ہو کر ایک بات کرتا ہے تو خدا اُس کے صلے میں یہ ثواب عطا فرماتا ہے کہ بہشت عنبر سرشت کو لاکھ برس کی راہ سے بھی زیادہ اُس شخص کے قریب کرتا ہے اور وُہ اس میں داخل ہوتا ہے۔ اگرچہ وُہ بندہ عذابِ جہنّم کا سزاوار ہی کیوں نہ ہو۔ پس تم کو مناسب ہے کہ اپنے دینی بھائیوں سے نیکی کرنے کو حقیر نہ جانو، کیونکہ وُہ نیکی عنقریب تم کو ایسے مقام میں نفع پہنچائے گی۔ جہاں اس کے سوا کوئی اور شئے اس کی قائم مقام نہ ہو سکے گی۔

قولہٗ عزّوجلّ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

یعنی اللہ تعالیٰ مثال کے بیان کرنے میں حیا نہیں کرتا خواہ وہ مثال مچھر کی ہو یا اس سے کسی بڑی چیز کی ہو۔ پس جو لوگ مومن ہیں وُہ جانتے ہیں کہ وُہ حق ہے کہ خُدا کی طرف سے نازل ہُوئی ہے اور جو لوگ کافر ہیں وُہ کہتے ہیں کہ اِس مثال کے بیان کرنے سے خُدا کا منشا کیا ہے (ان کافروں کے جواب میں فرماتا ہے کہ خدا کی غرض یہ ہے کہ) بہت سے لوگوں کو اس کے سبب گمراہ کرتا ہے (یعنی وُہ امرِ حق میں غور و تامّل نہیں کرتے اور اُس کے مُنکر ہو کر خود گمراہ ہو جاتے ہیں) اور بہت کو اس کے ساتھ ہدایت کرتا ہے (یعنی جو امرِ حق کو قبول کر لیتے ہیں وہ ہدایت پا جاتے ہیں اور اس (مثال) سے صرف اُن بدکاروں کو گمراہ کرتا ہے جو خُدا کے عہد کو پختہ اور مضبوط کرنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور جس چیز کے جوڑنے اور وصل کرنے کا خُدا نے ان کو حکم دیا ہے اُس کو قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، یہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام محمّدؑ باقر علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب

اللہ تعالیٰ نے یَآاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ (یعنی اے لوگو! مثال بیان کی گئی ہے تم اس کو سنو۔ کیونکہ تم جن کو اللہ کے ماسوا پکارتے ہو، اور اُنکی پرستش کرتے ہو وُہ ایک مکھی کو بھی ہرگز پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ وُہ سب اس کے پیدا کرنے اور بنانے پر متفق ہو جائیں) نازل فرمائی اور اس میں مکھی کا ذکر کیا اور آیۂ ذیل نازل کی۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اتَّخَذَتْ بَیْتًا وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ ۝ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ (یعنی جن لوگوں نے خُدا کے سوا اوروں کو دوست یعنی معبُود مقرر کیا ہے ان کی مثال مکڑی کی سی ہے جو جالا تنتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ مکڑی کا جالا سب گھروں سے زیادہ کمزور ہوتا ہے۔ اگر وُہ کفار جانتے ہیں کہ یہ مثال واقعی اور دُرست ہے اور اسی سُورۂ بقر میں دوؔ مُقام پر تمثیلیں بیان کیں۔ ایک جگہ تو اَلَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا یعنی کُفّار کو آگ روشن کرنے والے سے تشبیہ دی اور دُوسری جگہ اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ یعنی اس مرد سے مثال دی جو بارش سے گھرا ہو۔ یہ مثالیں جب کُفّار و نواصب نے سُنیں تو بولے کہ یہ کیا مثالیں بیان کی گئیں ہیں اور اس بات سے ان کو رسُولِ خُدا پر طعن کرنا مقصُود تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا یعنی اے محمدؐ خُدا مثال کے بیان کرنے میں شرم نہیں کرتا یعنی حیا کے سبب اِس بات کو ترک نہیں کرتا کہ امر حق کے لیے مثال بیان کرے اور اس طرح سے اس کو اپنے مومن بندوں کے لیے واضح کر دے مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا یعنی خواہ وہ مثل مچھّر کی ہو یا اِس سے بڑی چیز کی ہو کہ وُہ مکھی ہے جب اِس مثال کے بیان کرنے میں اپنے بندوں کی بہتری اور نفع معلوم کرتا ہے تو اس کو بیان کرتا ہے۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پس جو لوگ اللہ پر اور محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کی ولایت پر ایمان لاتے ہیں اور رسُولِ خدا اور ائمہ اطہار کے احکام اور اخبار اور احوال کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کے امُور میں ان سے مُقابلہ نہیں کرتے اور ان کے اسرار میں دخل نہیں دیتے اور جس راز سے واقف ہوتے ہیں اس کو ان کی اجازت بغیر ظاہر نہیں کرتے فَیَعْلَمُوْنَ ایسے مومن جو صفاتِ مذکورہ سے موصُوف ہیں وُہ جانتے ہیں کہ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ

رہ ۱۷
رہ حج
اخیر

۲۰
نکبوت
ر پارہ

رَّبِّھِمْ یہ مثال جو بیان کی گئی ہے حق ہے جو ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اس کے بیان کرنے سے اس کا منشا یہ ہے کہ امر حق کو ظاہر اور واضح کر دے وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لیکن جن لوگوں نے کُفر کیا کہ اُنھوں نے حضرت محمدؐ سے علیؑ کی قدر و منزلت کے باب میں چُون و چُرا کے ساتھ معارضہ کیا اور جن امُور میں ان کو اس ولی خدا کی پیروی کرنیکا حکم دیا گیا تھا ان میں اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کیا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا یعنی کافر کہتے ہیں کہ اللہ اس مثال سے بہت لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت کو اس سے ہدایت کرتا ہے تو اس مثل سے کچھ بھی حصول نہ ہوا کیونکہ اگر اس سے ان لوگوں کو نفع پہنچایا جن کو وُہ اس سے ہدایت کرتا ہے تو جن کو اس سے گمراہ کرتا ہے ان کو نقصان بھی تو پہنچایا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کی تردید میں فرماتا ہے وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفَاسِقِیْنَ یعنی خُدا اِس مثال کے بیان کرنے سے صرف فاسقوں ہی کو گمراہ کرتا ہے جو امرِ حق میں غور و تامل نہیں کرتے اور خدا نے اپنی ذات پاک کو جن صفات سے موصُوف کرنیکا حکم دیا ہے ان کے سوا اور صفتوں سے اس کو موصُوف کرتے ہیں اور اس کے مُرتکب ہو کر اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اب اللہ تعالیٰ ان فاسقوں کے اوصاف بیان کرتا ہے جو دین خُدا سے خارج ہیں اور اس کی متابعت نہیں کرتے چنانچہ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ یعنی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے پروردگار ہونے اور محمدؐ کی نبوّت اور علیؑ کی امامت اور ان دونوں کے شیعوں کے جنّتی اور معزز ہونے کے عہد کو جو ان سے لیا گیا ہے پُختہ اور مضبُوط کرنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ اور خدا نے جن ذوی الارحام اور قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا ہے کہ ان کی رعایت اور حمایت کرو اور ان کے حقوق کو ادا کرو وُہ ان کو قطع کرتے ہیں (یعنی قطع رحمی عمل میں لاتے ہیں اور انکے حقوق کو ادا نہیں کرتے) اور جو رحم سب ارحام سے افضل ہے اور جس کے حقوق کا ادا کرنا سب سے زیادہ واجب ہے وُہ محمدؐ کا رحم ہے کیونکہ ان (ارحام محمدؐ) کا حق محمدؐ کیساتھ ایسا ہے جیسے انسان کی قرابتوں کا حق اس کے ماں باپ کے ساتھ ہوتا ہے اور آنحضرتؐ ماں باپ کی نسبت زیادہ حق رکھتے ہیں۔ اِسی طرح اُن کے رحم کا حق سب رحموں سے بڑھ کر ہے اور اسکا قطع کرنا سب رحموں کے

قطع کرنے سے بُرا اور نہایت زبُون ہے وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اور وُہ فاسق وُہ لوگ ہیں جو اس شخص سے جسکی امامت کو خدا نے فرض کیا ہے۔ بیزار ہوکر اور جس کی مخالفت کو فرض کیا ہے اسکی امامت کا اعتقاد کر کے زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہ لوگ جو ان صفات مذکورہ بالا سے موصُوف ہیں یہی نقصان اُٹھانیوالے ہیں کہ انھوں نے اپنے نفسوں کو نقصان پہنچایا کہ وُہ ان افعال کی بدولت آتشِ جہنم کی طرف جائیں گے اور بہشت سے محروم رہیں گے پس یہ بہت بڑا نقصان ہے کہ عذاب ابدی کیلئے لازم کیا گیا اور نعیم ابدی سے محروم رہے۔

اور امام محمدؑ باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے جمع کئے ہُوئے مال کو یہ سمجھ کر ہمارے حوالے کرے کہ ہم اس کے مُستحق ہیں اور ایسے عالم ہیں کہ اس مال کو پسندیدہ طریقوں پر صرف کرینگے اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ اس قدر قصر ہائے جنّت اس کو عطا فرمائے گا کہ وُہ شخص ان کا اندازہ نہ کر سکے گا اور خود وہ خالق اور واہب مطلق ہی ان کا اندازہ کر سکتا ہے۔

نیز جو کوئی جھگڑے رگڑے اور جنگ وجدال کو ترک کرے اور اپنے مُعاملات کو ہمارے حوالے کرے اور رنجش وآزار سے باز رہے جب وُہ پُل صراط پر روکا جائیگا اور فرشتے اگر اس کے اعمال کی بابت اس سے جھگڑیں گے اور گُناہوں کے سبب اس سے روک ٹوک کریں گے تو ناگاہ جانب پروردگار سے ندا آئے گی۔ اے میرے فرشتو میرے اس بندے نے جھگڑا نہیں کیا اور اپنے مُعاملہ کو اپنے پیشواؤں کے سپرد کر دیا تھا تم بھی اس سے جھگڑا مت کرو اور بہشت میں لے جا کر اس کے اماموں کے حوالے کر دو تاکہ جس طرح دُنیا میں وُہ ان کو مانتا تھا اور ان کی فرمانبرداری کرتا تھا۔ اسی طرح بہشت میں ان کے قُرب سے شادمان و مفتخر ہو۔

اور جو کوئی ہمارے مُعاملات میں چُون وچرا کیساتھ معارضہ کرے (یعنی اعتراضاً یہ کہے کہ یہ بات کیوں ہے اور یہ بات کیونکر ہو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ) یا ہمارے کسی کلام پر نقص تفصیلی کرے (یعنی اسکے کسی خاص جُملہ کو تسلیم نہ کرے) جب وُہ پلصراط سے گزرے گا تو فرشتے اس سے کہینگے کہ اے بندۂ خدا اپنے اعمال کی بابت ہم سے مجادلہ کر لے جس طرح دُنیا میں اپنے اماموں سے جو تم پر حاکم تھے مجادلہ کیا کرتا تھا۔ اُس وقت خُدا کی طرف سے ندا آئیگی کہ اے فرشتو تم اس کے مُعاملہ میں راستی پر ہو تم بھی اس سے ویسا ہی مُعاملہ کرو اور اعمال میں جرح قدح کرو۔ پھر

اس سے جرح قدح ہوگی اور اس کا حساب طُول کھینچے گا اور اس حساب میں اس کا عذاب بہت سخت اور شدید ہوگا اُس وقت اس شخص کو نہایت شرم اور پشیمانی دامنگیر ہوگی اور اس قدر سخت تاسف وحسرات میں گرفتار ہوگا کہ بجُز رحمت پروردگار کوئی بھی اس کو اس تکلیف سے نجات نہ دے گا۔ اگر وُہ دنیا دار دُنیا میں اپنے دین سے بالکل دست کش نہ ہو گیا ہوگا ورنہ ابد تک آتشِ جہنم کے عذاب میں مُبتلا رہے گا۔

نیز جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے دُنیا میں اپنی نذروں اور قسموں اور وعدوں کے عہدوں کو پُورا کیا ہے اس کے واسطے خدا اپنے فرشتوں سے فرمائے گا کہ میرے اس بندے نے دُنیا میں اپنے عہدوں کو پُورا کیا ہے اس لیے ہم نے جو وعدے اس سے کئے ہیں تم ان کو اس جگہ (آخرت میں) پُورا کرو اور اس سے نرمی اور مسامحت برتو اور جھگڑا مت کرو۔ یہ ندا سُن کر فرشتے اس کو جنّت کی طرف لے جائیں گے۔

لیکن جس شخص نے قطع رحم کیا ہے (یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقُوق ادا نہیں کئے) اگر اس نے حضرت محمدؐ کے رحم کو وصل کیا ہے اور اپنے رحم کو قطع کیا ہے تو ارحام محمدؐ اسکے ذوی الارحام سے اس کی شفاعت کریں گے اور ان سے کہیں گے کہ تم ہماری طاعات وحسنات میں سے جس قدر چاہو لے لو اور اس کو معاف کر دو۔ تب جس قدر طاعات وحسنات کے وُہ ارحام محمدؐ سے طالب ہونگے وُہ ان کو عطا کریں گے اور ان کے عوض میں اس شخص کو مُعاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی عنایت بے غایت سے ان عطا کرنے والوں کو ان کی اس عطا کا عوض عنایت فرمائے گا اور ان کے احسانات میں کمی نہ کرے گا۔

اور اگر کسی شخص نے اپنے ارحام کو وصل کیا ہے اور ارحام محمدؐ کو قطع کیا ہے اس طرح پر کہ ان کے حقُوق کا انکار کیا اور ان کو ان کے درجہ حقُوق سے دُور رکھا اور ان کے غیر کو ان کے ناموں سے موسُوم کیا اور ان کے لقبوں سے غیروں کو ملقب کیا اور ان کے دوستوں اور محبّوں کو جو اس شخص کے مخالف تھے بُرے القاب سے پُکارا قیامت کے دن فرشتے اس سے کہینگے اے بندۂ خدا تُو نے ان اغیار کی سچائی اور صداقت کے لیے آنحضرتؐ کی آل اطہار سے جو تیرے امام اور پیشوا تھے عداوت کی اب تو انہی سے اعانت طلب کر تاکہ وہ تیری امداد کریں الغرض وُہ کوئی مددگار اور فریادرس نہ

پائے گا اور دردناک اور خوار کرنے والے عذاب میں داخل ہوگا۔

پھر فرمایا۔ اور جو کوئی ہم کو ہمارے ناموں سے نامزد کریں اور ہمارے القاب سے ہم کو ملقّب کریں اور ہمارے دشمنوں کو ہمارے ناموں اور لقبوں سے موسوم اور ملقب نہ کریں سوا ایسی خاص ضرورت کے کہ اس وقت میں ہم بھی اپنے دشمنوں کو اپنے ناموں اور لقبوں سے نامزد اور ملقب کرتے ہیں ایسے شخصوں کے لیے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہم سے فرمائے گا کہ تم اپنے ان دوستوں کے لیے مجھ سے اس چیز کی درخواست کرو جس سے تم اِن کی امداد کرنا چاہتے ہو تب ہم ان کے لیے خدا سے اس چیز کی خواہش کریں گے جس کی عظمت و شان کے آگے تمام دنیا ایسی معلوم ہوگی۔ جیسے تمام آسمانوں اور زمینوں کے آگے رائی کا ایک دانہ اور اللہ تعالیٰ ان کو وہ چیز عطا فرمائے گا اور ان کے لیے اس کو چند در چند اور زیادہ کرے گا۔

کسی شخص نے امام باقر علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کی کہ آپکے بعض شیعہ گمان کرتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ بَعُوضَۃً سے مراد علیؑ ہیں اور مَافَوقَھَا سے کہ وُہ مکھّی ہے جناب رسالتمآبؐ مقصود ہیں۔ حضرتؑ نے جواب دیا کہ ان لوگوں نے ایک بات کو سُنا اور اس کو اپنے مقام پر قائم نہ کیا اصل قصہ اس طرح پر ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک دن بیٹھے ہُوئے تھے اور علیؑ بھی حاضر خدمت تھے ناگاہ آپنے سُنا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے مَاشَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ مُحَمَّدٌ یعنی جو اللہ چاہے اور جو محمدؐ چاہے اور دُوسرا شخص کہتا ہے مَاشَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ عَلِیٌّ یعنی جو اللہ چاہے اور جو علیؑ چاہے۔ یہ سُن کر حضرتؑ نے فرمایا کہ خدائے عزّوجل کا واسطہ محمدؐ اور علیؑ میں فرق نہ ڈالو بلکہ یُوں کہا کرو مَاشَآءَ مُحَمَّدٌ مَاشَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَآءَ عَلِیٌّ یعنی محمدؐ نے وُہ چیز چاہی ہے جو اللہ نے چاہی ہے پھر علیؑ نے چاہی ہے کیونکہ مشیت الٰہی ایسی قاہر و غالب ہے کہ کوئی اس کے مساوی اور ہم رُتبہ اور برابر نہیں ہوسکتا اور محمدؐ رسُول اللہ کی مقدار اللہ اور اس کی قدرت کے سامنے اتنی ہے جیسے ان ممالک وسیعہ کے آگے ایک مکھّی کی مقدار اور علیؑ اللہ اور اس کی قدرت کے آگے ایسا ہے جیسے ان تمام ممالک میں ایک مچھر باوجود اس کے کہ محمدؐ اور علیؑ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اس قدر ہے کہ ابتدائے زمانہ سے آخر زمانہ تک تمام فضل جو وُہ کرے گا ہرگز اس فضل کے برابر اور ہمسر نہیں ہوسکتا۔

پس آنحضرت صلعم نے اس طرح سے مکھّی اور مچھر کی مثال اِس مُقام پر بیان فرمائی تھی جو کسی طرح سے آیۂ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسۡتَحۡیٖۤ اَنۡ یَّضۡرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوۡضَۃً فَمَا فَوۡقَھَا میں داخل نہیں ہوسکتی۔

قولہٗ عزّوجلّ کَیۡفَ تَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَکُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا فَاَحۡیَاکُمۡ ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ ثُمَّ یُحۡیِیۡکُمۡ ثُمَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ۝

یعنی تم کیونکر خدا کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم مُردہ تھے اور اُس نے تم کو زندہ کیا۔ پھر تم کو وہ مارے گا اور پھر زندہ کرے گا اور پھر اُسی کی طرف رجُوع کروگے۔

امام عالی مقام ابُومحمد حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب رسالتمآبؐ نے کفّارِ قریش و یہُود سے ارشاد فرمایا کَیۡفَ تَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ تم کیونکر اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہو جس نے تم کو ہدایت کی راہوں کی طرف رہنمائی کی اور اگر اس کی اطاعت کی تو تم کو ہلاکت کی راہوں سے بچا رکھا وَکُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا اور تم اپنے باپوں کی پُشتوں اور ماؤں کے رحموں میں مُردہ تھے۔ فَاَحۡیَاکُمۡ پس اُس نے تم کو زندہ کیا یعنی زندہ کر کے اُن کی پُشتوں اور رحموں سے باہر نکالا ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ پھر اس دُنیا میں تم کو مارے گا اور قبروں میں مدفون کرائیگا ثُمَّ یُحۡیِیۡکُمۡ پھر تم کو قبروں میں زندہ کریگا۔ اور جو لوگ نبوّت محمدؐ اور ولایت علیؑ پر ایمان رکھتے ہوں گے ان کو قبروں میں عیش و آرام میسّر ہوگا اور نعمت ہائے الٰہی سے مالا مال اور خوش حال ہوں گے اور جو لوگ ان دونوں کے منکر ہونگے وُہ اپنی قبروں میں عذاب خدا میں گرفتار ہوں گے ثُمَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ۝ پھر تم آخرت میں اسکی طرف پھیرے جاؤ گے اس طرح سے کہ قبروں میں زندہ ہونے کے بعد پھر مارے جاؤ گے۔ بعد ازاں قیامت کے دن زندہ ہو کر اُٹھو گے اور اگر تم دنیا میں طاعاتِ خدا بجالائے ہو تو ان کے عوض میں جن ثوابوں کا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا ہے وُہ تم کو عطا کیے جائیں گے اور اگر تم دنیا میں ارتکاب معاصی میں مُبتلا تھے تو عقابِ خداوندی میں گرفتار ہوگے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ یا رسُولَ اللہ کیا قبر میں بھی ثواب و عذاب ہوگا۔ فرمایا ہاں مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے اور اس کو پاک و طاہر اور رہنما اور ہدایت یافتہ کیا ہے اور اسکے بھائی علیؑ کو عہد کا پُورا کرنے والا

اور حق سے معمور اور حق تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ اور جہاد کی طرف سبقت کرنے والا اور اپنے تمام احوال میں خدا سے موافقت کرنیوالا اور مجملہ فضائل و مکارم کا جامع اور دشمنانِ خدا کے مقابلے میں نصرتِ الٰہی سے کامیاب ہونیوالا اور تمام علوم پر حاوی اور اُس کے دوستوں کا دوست اور اس کے دشمنوں کا دشمن اور اعمالِ خیر کا بجالانے والا اور اعمالِ بد کا ترک کرنے والا اور شیطان کا ذلیل و خوار کرنے والا اور سرکش بدکاروں کو دفع کرنے والا اور محمدؐ کا نفس اور مصیبتوں کے وقت اس کی سپر بنایا ہے کہ میں اور میرا بھائی علیؑ ابنِ ابی طالب جو بندۂ ربّ الارباب اور تمام صاحبانِ عقل و ہوش سے افضل اور علومِ قرآنی پر حاوی اور بعد محمدؐ کے خدائے عزیز و وہاب کا برگزیدہ ہے۔ دونوں اس بات پر ایمان لائے ہیں کہ قبر میں نعمتیں ملتی ہیں اور خدا ان سے اپنے دوستوں کو حظ وافر عطا فرماتا ہے۔ نیز قبر میں عذاب ملتے ہیں کہ اس سے اپنے دشمنوں کی شقاوت اور بدبختی کو زیادہ کرتا ہے کیونکہ شخص مومن جو محمدؐ اور اُس کی آلِ اطہار کو دوست رکھتا ہے اور بعد محمدؐ کے علیؑ کو اپنا امام اور پیشوا اقرار دیتا ہے کہ اس کی مانند رفتار کرتا ہے اور اس کو اپنا ایسا سردار مقرر کرتا ہے کہ اس کے اقوال کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے افعال کو پسندیدہ اور درست جانتا ہے اور امورِ دین کی حفاظت اور نگہبانی کیلئے جو امام اسکی ذریت اطہار میں سے ہیں انکی اطاعت و فرمانبرداری کر کے اسکی اطاعت بجالاتا ہے۔ جب حکمِ خدا (موت) جس کو کوئی نہیں ٹال سکتا اسکے پاس آتا ہے اور قضائے الٰہی جو کبھی رد نہیں ہو سکتی۔ اس پر وارد ہوتی ہے اور ملک الموت اپنے اعوان و انصار سمیت اسکے پاس آتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ محمدؐ رسول اللہ اس شخص کے سر کے ایک طرف موجود ہیں اور علیؑ سید اوصیا دوسری طرف ہیں اور پاؤں کے پاس ایک طرف سبط سید الانبیا حسنؑ اور دوسری طرف سید الشہدا حسینؑ موجود ہیں اور ان کے بعد ان کے برگزیدگانِ خاص اور وہ دوست جو ساداتِ آلِ محمدؐ کے بعد اُس اُمت کے سردار ہیں اس کے اردگرد موجود ہیں اور وہ بیمار مومن ان کو دیکھتا ہے اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ مگر خدا اُس کی آواز کو حاضرین کے کانوں تک نہیں پہنچنے دیتا جیسا کہ ہم اہلبیت اور ہمارے خاص اصحاب کی رویت کو ان کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھتا ہے تاکہ اس بات پر ان کے ایمان لانے کا ثواب اس امر میں اُن کی محنتِ شدید کے

متحمل ہونے کے باعث بہت بڑھ جائے۔ پس وہ مومن کہتا ہے یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اور اے وصیِ رسولِ رحمت میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اور اے حضرت محمدؐ کے شیرو اور اُس کے ضرغامو اور اس کے بیٹو اور نواسو اور جوانانِ بہشت (حورِ رحمتِ الٰہی اور رضوانِ خداوندی کے مقرب ہیں) کے سردارو میرے ماں باپ آپ دونوں پر سے فدا ہوں۔ پھر اصحاب کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ اے حضرت محمدؐ اور علیؑ اور انکے دونوں بیٹوں کے اصحاب و مرحبا میں تمہاری زیارت کا کمال مشتاق تھا اور اس وقت تمہارے تشریف لانے سے مجھ کو نہایت خوشی ہوئی۔ یا رسول اللہ یہ ملک الموت قبضِ روح کے لیے میرے پاس آیا ہے اور مجھے اس امر میں کچھ شک نہیں ہے کہ میری جلالت قدر اس فرشتے کے سینے میں موجود ہے اس لیے کہ میں آپ کو اور آپ کے بھائی علیؑ کو دوست رکھتا ہوں تب رسول اللہؐ ملک الموت سے فرماتے ہیں ہمارے غلام اور خادم اور محب اور ہماری عزت کرنے والے سے احسان کرنے میں وصیتِ خدا پر عمل کرو۔ ملک الموت عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہؐ آپ اس مومن کو حکم دیں کہ وہ نظر اٹھا کر اُن نعمتوں کو دیکھے جو بہشت میں اس کے لئے مہیا کی گئی ہیں۔ حضرتؐ اس کو اوپر کی طرف دیکھنے کا حکم فرماتے ہیں۔ جب وہ آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہے تو اس قدر نعمتیں نظر آتی ہیں کہ عقل ان پر احاطہ نہیں کر سکتی اور شمار و حساب میں نہیں آ سکتیں۔ پھر ملک الموت کہتا ہے کہ میں ایسے شخص سے نرمی کیونکر نہ برتوں جس کا ثواب اس قدر بیحد و بیشمار ہو اور حضرت محمدؐ اور ان کی عترتِ اطہارؑ اس کی ملاقات کے لیے قدم رنجہ فرمائیں اگر اللہ تعالیٰ نے موت کو ایک سخت مرحلہ نہ بنایا ہوتا کہ اس کے عبور کئے بغیر جنت میں نہیں پہنچ سکتے تو میں ہرگز اس مومن کی روح کو قبض نہ کرتا مگر حضرتؐ کے اس خادم اور محب کے لیے آپ اور دیگر انبیاءؑ و رسل اور اولیاء کا سا طریقہ عمل میں لایا جائیگا کہ ان کو حکمِ خدا سے موت کا ذائقہ چکھایا گیا پھر آنحضرتؐ ملک الموت سے فرماتے ہیں ہم اپنے اس بھائی کو تیرے حوالے کرتے ہیں۔ اس سے اچھا سلوک کرنا یہ فرما کر آپ اپنے ہمراہیوں سمیت جنت کی طرف تشریف لے جاتے ہیں اور اس مومن کی آنکھوں کے سامنے سے حجاب اور پردے اُٹھ جاتے ہیں اور وہ ان حضرات کو اپنے بستر سے چلے جانے کے بعد دیکھتا ہے اور ملک الموت سے کہتا ہے۔ اے

ملک الموت میری رُوح کو بہت جلد قبض کر لے اور مجھ کو یہاں مت ٹھہرا کیونکہ اب مجھ کو آنحضرتؐ اور ان کی عترتِ اطہار کی تاب مفارقت نہیں ہے اور جلد ان سے ملحق کر۔ تب ملک الموت اس کی رُوح کو قبض کر لیتا ہے اور اس کو اس کے بدن سے ایسی آسانی سے کھینچتا ہے جیسے آٹے میں سے بال کھینچ لیتے ہیں اگرچہ بظاہر تم دیکھتے ہو کہ وُہ نہایت تکلیف میں مُبتلا ہے۔ مگر دراصل نہایت آرام اور لذت میں ہے اور جب بندۂ مومن قبر میں داخل ہوتا ہے تو اسی طرح ان حضراتؑ کو وہاں بھی موجود پاتا ہے اور جب مُنکر و نکیر اس کے پاس آتے ہیں تو ایک دُوسرے سے کہتا ہے یہ حضرت محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور اُن کے نیک اصحاب اس شخص کے پاس موجود ہیں ہم کو لازم ہے کہ ان حضرات کی تعظیم و تکریم بجا لائیں یہ کہہ کر دونوں آتے ہیں اور پہلے جدا گانہ محمدؐ پر کامل سلام و دُرود عرض کرتے ہیں۔ پھر علیؑ پر بعد ازاں ہمارے باقی ہمراہیوں پر جو اصحابیوں میں سے ہمارے ساتھ ہوتے ہیں سلام کرتے ہیں پھر کہتے ہیں یا رسُولؐ اللہ ہم نے آپکا اپنے اصحاب خاص سمیت اپنے خادم اور غلام کی مُلاقات کو تشریف لانا معلوم کیا مگر جو اللہ تعالیٰ کو اس شخص کے فضائل کا اظہار ان فرشتوں کے سامنے جو یہاں موجود ہیں اور جو اسکے بعد ہم سے سُنیں گے مدِنظر نہ ہوتا تو ہم ہرگز اس سے سوال نہ کرتے لیکن امرِ الٰہی کا بجا لانا ضروری ہے۔ اِس لیے مجبُوراً ہم اس سے سوال کرتے ہیں آخر کار وُہ اِس سے کہتے ہیں تیرا پروردگار کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے اور تیرا امام کون ہے اور تیرا قبلہ کونسا ہے اور تیرے بھائی کون ہیں وُہ شخص جواب دیتا ہے اللہ میرا پروردگار ہے اور محمدؐ میرا نبی ہے اور علیؑ وصی محمدؐ میرا امام ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے اور اسلام میرا دین ہے اور مومنین جو محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور انکے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں وُہ میرے بھائی ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی قابلِ پرستش نہیں ہے وُہ ایک ہے کوئی اُس کا شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسُولؐ ہے اور اس کا بھائی علیؑ ولیِ خدا ہے اور جن کو اس کی عترتِ اطہار اور ذریتِ اخیار میں سے امامت پر نصب کیا ہے وُہ سب اُمت کے خلیفہ اور حق کے والی اور عدل کے بہت قائم کرنے والے ہیں اس مومن کی یہ تقریر سُن کر منکر و نکیر اس سے کہتے ہیں تُو نے اسی اعتقاد پر زندگی بسر کی اور اسی پر

فوت ہُوا اور انشاء اللہ اسی پر قیامت میں اُٹھایا جائیگا۔ اور جس کو تُو دوست رکھتا ہے اس کے ہمراہ کرامت و رحمتِ الٰہی کی منزل میں جاگزیں ہوگا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو کوئی ہمارے دوستوں کا دشمن اور ہمارے دشمنوں کا دوست ہوا اور ہمارے مُخالفوں کو ہمارے القاب سے ملقب کرتا ہو جب ملک الموت قبضِ رُوح کیلئے اس کے پاس آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مردِ فاجر کے سامنے اُس کے سرداروں کو جن کو وُہ ماسوا خُدا کے اپنا پروردگار مانتا تھا ایسی حالت میں متمثل کرتا ہے کہ وُہ ایسے سخت عذابہائے گوناگوں میں مُبتلا ہوتے ہیں کہ ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنا ہی اس کو ہلاکت کے قریب کر دیتا ہے اور ان کے عذاب کی حرارت برابر اسکو پہنچتی رہتی ہے جس کی وُہ تاب نہیں لا سکتا۔ تب ملک الموت اس سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ اے فاجر و کافر تُو نے دوستانِ خدا کو ترک کیا اور دشمنانِ خُدا کو اختیار کیا آج وُہ کچھ بھی تیری امداد نہیں کر سکتے اور تیری خلاصی کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ اس وقت اس پر اس قدر عذابِ الٰہی نازل ہوتا ہے کہ اگر وہ تمام اہلِ دُنیا پر تقسیم کیا جائے تو سب کو ہلاک کر ڈالے۔ پھر جب قبر میں ڈالا جاتا ہے تو اپنی قبر کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھلا ہوا دیکھتا ہے اور اس میں سے بہشت کی نعمتیں اور اس کی نفیس چیزیں اس کو نظر آتی ہیں۔ تب مُنکر و نکیر اس سے کہتے ہیں اِدھر دیکھو جس کے لیے تو ان نعمتوں سے محرُوم کیا گیا ہے۔ بعد ازاں اس کیلئے قبر میں دوزخ کا ایک دروازہ کھولا جاتا ہے جس میں سے آتشِ جہنم کا عذاب اس کی قبر میں داخل ہوتا ہے۔ تب وُہ شخص کہتا ہے اے پروردگار قیامت نہ قائم کر (یعنی وُہ شخص اس عذاب کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ قیامت قائم ہو گئی۔ اِس لیے اس سے احتراز کی دُعا کرتا ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ٥ یعنی وُہ خدا وُہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا پھر آسمان کے پیدا کرنے کا قصد کیا اور ان کو سات آسمان دُرست کیا اور وُہ ہر چیز کا عالم ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے بیان کیا کہ امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا یعنی وُہ خدا وُہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی

تمام چیزیں پیدا کیں تاکہ تم ان کو دیکھ کر عبرت پکڑو اور اسکی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرو اور عذاب دوزخ سے محفوظ رہو ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ یعنی پھر آسمانوں کا پیدا کرنا اور ان کو مضبوط کرنا شروع کیا اور ان کو سات آسمان بنایا وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ یعنی اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے اور اس کو کل اشیاء کا علم ہونے سے علم مصالح مراد ہے۔ پس اے بنی آدمؑ جو کچھ کہ زمین میں موجود ہے وہ سب کچھ تمھاری مصلحتوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝ قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝

یعنی اور یاد کر اے محمدؐ اس وقت کو جبکہ تیرے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب مقرر کرنے والا ہوں۔ انھوں نے عرض کی کیا تو اس شخص کو نائب کریگا جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے اور ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ فرمایا میں اس بات کو جانتا ہوں جو تم کو معلوم نہیں ہے اور خدا نے حضرت آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام تعلیم کیے۔ پھر حضرتؑ نے وہ نام ملائکہ کے سامنے پیش کر کے کہا کہ مجھ کو ان چیزوں کے ناموں سے مطلع کرو۔ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو انھوں نے عرض کی کہ اے خدا ہم سوائے اس کے کہ جو تو نے ہم کو سکھایا ہے اور کچھ نہیں جانتے بےشک تو ہی صاحب علم و حکمت ہے۔ فرمایا اے آدمؑ ان کو ان ناموں سے مطلع کر۔ جب حضرت آدمؑ نے ان کو ان ناموں سے خبردار کیا تو خدا نے فرمایا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں اور جو باتیں تم ظاہر کرتے ہو اور جن چیزوں کو تم چھپاتے ہو ان کو بھی جانتا ہوں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب ان سے کہا گیا۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا آخر آیت . . . تو انھوں نے عرض کی کہ یہ کب وقوع میں آیا تھا تو اللہ تعالے نے ان کے جواب میں فرمایا کہ یہ تمام چیزیں جو زمین میں موجود ہیں۔ یہ سب تمھارے لیے اس وقت پیدا کی گئی تھیں جبکہ تیرے پروردگار نے ان فرشتوں سے جو ابلیس کے ہمراہ زمین پر رہتے تھے۔ اور انھوں نے جنّوں کو جو بنی جان ہیں زمین سے نکالا تھا اور عبادت خدا ان پر ہلکی اور آسان ہوگئی تھی فرمایا تھا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً میں تمھارے عوض زمین میں اپنا نائب مقرر کرنیوالا ہوں اور تم کو وہاں سے الگ کر کے آسمان پر بلا لونگا۔ یہ بات ان کو نہایت شاق گزری اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ جب ہم آسمان پر واپس چلے جائیں گے تو عبادت خدا ہم پر بہت ثقیل اور دشوار کر دی جائیگی فَقَالُوْٓا بنا بریں انھوں نے عرض کی کہ اے پروردگار اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ آیا تو ایسے شخص کو نائب اور خلیفہ مقرر کرے گا۔ جو زمین میں فساد برپا کرے گا اور خون ریزی کرے گا جیسا کہ بنی جان کیا کرتے تھے جن کو ہم نے زمین سے نکالا ہے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ حالانکہ ہم تیری ذات پاک کی ان صفات سے جو تیرے لائق اور سزاوار نہیں ہیں پاکی بیان کرتے ہیں وَنُقَدِّسُ لَكَ اور تیری زمین کو ان لوگوں سے پاک کرتے ہیں جو تیری نافرمانی اور عصیان کے مرتکب ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کا یہ کلام سنا تو قَالَ ان کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اس خوبی اور بہتری کو جو اس شخص کے مقرر کرنے میں ہے جس کو میں تمھارے عوض خلیفہ کرونگا میں ہی جانتا ہوں جو تم کو معلوم نہیں ہے۔ نیز مجھ کو یہ بھی معلوم ہے کہ تم میں ایک شخص ایسا موجود ہے جو باطن میں کافر ہے اور تم نہیں جانتے اور وہ ابلیس ملعون ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اور آدمؑ کو کل نام تعلیم کیے یعنی تمام انبیاء اور محمدؐ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ اور باقی آئمہ طیبین و طاہرین اور ان کے برگزیدہ شیعوں و ران کے سرکش اور نافرمان دشمنوں کے نام خدا نے حضرت آدمؑ کو سکھائے ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِكَةِ پھر ان کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا۔ یعنی محمدؐ اور علیؑ اور ائمہ اطہار کے تمثلوں کو جو عالم ارواح میں چند نور تھے۔ ملائکہ کے سامنے پیش کیا فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ

هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اور فرمایا کہ ان کے نام بتاؤ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو
کہ ہم تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اور ہمارا زمین میں رکھنا ان لوگوں کی نسبت بہتر ہے جو ہمارے
بعد مقرر ہوں گے یعنی جیسا کہ تم اس شخص کے پوشیدہ حال سے واقف نہیں ہوئے جو تم میں موجود
ہے تو ان لوگوں کے پوشیدہ حالات جو ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے بدرجہ اولیٰ نہ پہچانو گے
جس طرح ان چند اشخاص کے ناموں کو جو تمہارے سامنے ہیں نہیں پہچانتے ہو قَالُوْا
سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ تب ملائکہ نے عرض
کی اے خدا تو پاک ہے ہم کو سوائے اس کے جو تو نے ہم کو سکھایا ہے اور کسی چیز کا علم نہیں ہے
اور تو ہی علیم یعنی سب چیزوں کا جاننے والا اور حکیم یعنی ہر کام میں درستی اور صواب کو عمل
میں لانے والا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے ارشاد فرمایا يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ
بِاَسْمَآئِهِمْ اے آدمؑ ان فرشتوں کو ان پیغمبروں اور اماموں کے ناموں سے مطلع کرو فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ
پس جب حضرت آدمؑ نے ان کو ان کے ناموں سے خبردار کیا تب انھوں نے پہچانا بعد از ان ان
سے عہد و پیمان لیا کہ ان حضرات پر ایمان لائیں اور ان کو اپنے سے افضل اور برتر سمجھیں قَالَ اَلَمْ
اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں
سے فرمایا کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ میں ہی آسمان اور زمین دونوں کے پوشیدہ امور کو جانتا
ہوں وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ اور ان چیزوں کو جانتا ہوں جو تم ظاہر
کرتے ہو اور جو تم پوشیدہ رکھتے ہو اور ابلیس کے اس عقیدے سے بھی واقف ہوں کہ اگر
اس کو آدمؑ کی متابعت کا حکم دوں گا تو وہ انکار کرے گا اور اگر اس مردود کو آدمؑ پر مسلط
کروں گا تو اس کو ہلاک کرے گا اور تمہارے اس اعتقاد کو بھی جانتا ہوں کہ ہمارے بعد
کوئی مخلوق ایسی پیدا نہ ہوگی جو ہم سے افضل ہو بلکہ محمدؐ اور اُس کی آل اطہار جن کے ناموں
سے آدمؑ نے تم کو واقف کیا ہے تم سب سے افضل اور بہتر ہیں۔

قولہ عزّوجلّ

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى
وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اور اے محمدؐ اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں سے
سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو سب فرشتوں نے تو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور

تکبر کیا اور وہ مردود پہلے ہی کافر تھا۔
امام ابو محمد حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ جو چیزیں زمین
میں موجود ہیں اور وہ سب تمہارے لیے پیدا کی گئی ہیں وہ اس وقت پیدا کی گئی تھیں جبکہ ہم نے
فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں یعنی اُس وقت یہ سب چیزیں تمہاری خاطر پیدا کی گئیں۔
پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امام حسینؑ اپنے ہمراہیوں سمیت لشکرِ شام کی محنت و رنج
میں مبتلا ہوئے جنھوں نے اس امام مظلوم کو شہید کیا اور انکے سر اقدس کو نیزے پر علم کیا اُس وقت
اس جناب نے اپنے لشکریوں سے مخاطب ہو کر فرمایا میں نے تم کو اپنی بیعت سے خلاص کیا تم
یہاں سے چلے جاؤ اور اپنے اہل و عیال اور احباب سے جا ملو۔ اور اپنی اہلبیت سے فرمایا تم کو
بھی میری مفارقت حلال ہے کیونکہ دشمن کی جمعیت کثیر اور انکی قوت بہت ہے تم کسی طرح ان کے
مقابلے کی تاب نہیں لا سکتے۔ نیز ان کو میرے سوا کسی اور سے کچھ سروکار بھی نہیں ہے اس لیے تم
کو مناسب ہے کہ مجھ کو تنہا چھوڑ کر یہاں سے چلے جاؤ۔ کیونکہ حق تعالیٰ میری اعانت کرے گا۔
و اپنی نظرِ رحمت سے مجھ کو محروم نہ رکھے گا۔ جیسا کہ ہمارے اسلاف طاہرین پر ہمیشہ اپنا لطف و
کرم کرتا رہا ہے۔ امام مظلوم کا یہ ارشاد سُن کر لشکریوں نے تو آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ مگر اہل و
عیال اور قریشی رشتہ داروں نے اس امر سے انکار کیا اور عرض کی کہ ہم آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں
گے کیونکہ آپکے غمگین ہونے سے ہم غمگین ہوتے ہیں اور آپکے رنج سے ہم کو رنج ہوتا ہے اور
آپ کی خدمت میں رہنا ہی ہمارے لیے قربِ خدا کے حصول کا باعث ہے۔ جب امام مظلوم
نے ان کا یہ کلام سُنا تو فرمایا کہ اگر تم نے اپنے نفسوں کو اس امر پر قائم کر لیا ہے جس پر کہ میں
نے اپنے نفس کو قائم کیا ہے تو تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو رنج و تکلیف کے متحمل
ہونے پر ہی منازلِ شریفہ عطا فرماتا ہے اور اگرچہ اُس نے مجھ کو میرے بزرگان اہلبیت
کے ساتھ جن میں سے فقط ایک میں ہی دنیا میں باقی رہ گیا ہوں۔ ایسی کرامتوں اور بزرگیوں
سے مخصوص کیا ہے کہ ان کے ہوتے سختیوں اور تکلیفوں کا جھیلنا مجھ پر آسان اور سہل
ہے۔ مگر کراماتِ الٰہی سے تم کو بھی کچھ حصہ ضرور ملے گا اور یہ بھی سمجھ لو کہ دنیا کی شیرینی اور تلخی
بمنزلہ خواب کے ہے اور بیداری آخرت میں ہوگی اور کامگار اور بہرہ ور وہ شخص ہے جو آخرت

میں بہرہ مند ہو۔ اور بدبخت اور شقی وہ شخص ہے جو آخرت میں بدبخت اور شقی ہو۔ اور اے میرے دوستو اور محبّو اور ہمارے دامن کو مضبوط پکڑنے والو۔ اگر تم چاہو تو میں تم کو اپنے اور تمھارے ابتدائی امر سے مطلع کروں تاکہ تم کو ان تکالیف شاقہ کا جن کا تم نے سامنا کیا ہے برداشت کرنا آسان اور سہل ہو جائے۔ سب نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ ہاں بیان فرمائیے فرمایا جب خداوند متعال نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور درست کر کے تمام اشیاء کے نام ان کو تعلیم کیے اور ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا تو محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ کے پانچوں پتلوں کو حضرت آدمؑ کی پشت میں رکھا اور ان کے نور آسمانوں کے کناروں اور حجابوں اور بہشت اور کرسی اور عرش کو منوّر رکھتے تھے۔ پھر خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو تعظیمی سجدہ کریں اس لیے کہ میں نے ان اشباح خمسہ یعنی پانچوں پتلوں کو جن کے نور نے تمام عالم کو منوّر کر رکھا ہے۔ اس کی پشت میں قرار دے کر۔ اس کو فضیلت دی ہے۔ یہ حکم ربّ العزت پاتے ہی سب فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے حق تعالیٰ کی جلال عظمت اور اہلبیتؑ کے انوار کے آگے متواضع ہونے سے انکار کیا۔ حالانکہ سب فرشتوں نے ان کے آگے عاجزی اور فروتنی کا اظہار کیا۔ مگر اُس نے تکبّر کیا اور اپنے آپ کو بلند رُتبہ خیال کیا اور اسی انکار اور تکبّر کی وجہ سے کافروں میں شامل ہُوا۔

امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ مجھ سے میرے باپ حسین مظلوم علیہ السّلام نے حدیث بیان کی ہے کہ جناب سالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے بندگانِ خدا جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے اشباح خمسہ کو بالائے عرش سے پشت آدمؑ میں منتقل کیا تو انھوں نے ہمارے نوروں کو تو دیکھا۔ مگر پتلے نظر نہ آئے۔ تب بارگاہِ الٰہی میں عرض کی۔ اے خدا یہ انوار کیسے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اُن کے پتلوں کے نور ہیں جن کو میں نے اپنے عرش سے جو اشرف مقامات ہے تیری پشت میں منتقل کیا ہے اور چونکہ تو ان پتلوں کا ظرف قرار دیا گیا۔ اس لیے میں نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ تجھ کو سجدہ کریں۔ یہ ارشاد باری تعالیٰ سُن کر آدمؑ نے بارگاہ احدیت میں عرض کی میں اُن کے دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں۔ ارشاد ہُوا۔ اے آدمؑ عرش کی طرف آنکھ اُٹھا۔ انھوں نے اُوپر کو نگاہ کی اور ہمارے پتلوں کا نور پشت آدمؑ سے بالائے عرش پر پڑا اور ان کا عکس

اس میں صورت پذیر ہُوا جیسے انسان کا چہرہ صاف آئینہ میں منعکس ہوا کرتا ہے۔ تب آدمؑ نے ہمارے اشباحؑ کو دیکھا اور عرض کی یا اللہ یہ اشباح کیسے ہیں۔ فرمایا اے آدمؑ یہ ان شخصوں کے اشباح ہیں جو میری تمام مخلوقات سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ یہ محمدؐ ہے اور میں محمود ہوں کہ اپنے تمام افعال میں تعریف کیا گیا ہوں میں نے اس کے لیے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور یہ علیؑ ہے اور میں علیِ عظیم ہوں۔ اس کے لیے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور میں فاطر السموات والارض (یعنی آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہوں اور یہ فاطمہؑ یعنی قیامت کے دن میرے دشمنوں کو میری رحمت سے الگ کرنے والی ہے اور میرے دوستوں کو ان اسباب سے جُدا کرنے والی ہے جو ان کے لیے عیب اور بدکاری کا باعث ہیں۔ پس اس کے لیے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور یہ حسنؑ ہے اور یہ حسینؑ ہے اور میں محسن (احسان کرنے والا) اور مجمل (نیکی کرنے والا) ہوں۔ ان دونوں کے نام بھی اپنے نام سے مشتق کیے ہیں۔ یہ پانچوں تن میری مخلوق میں منتخب اور سب سے افضل اور اکرم ہیں ان ہی کے سبب میں طاعات وعبادات خلائق کو قبول کرونگا اور انھی کے سبب بخشش کرونگا اور انھی کی خاطر عذاب کروں گا اور انھی کے باعث ثواب دُونگا پس اے آدمؑ تو بھی میری درگاہ میں ان کو اپنا وسیلہ بنا اور جب تو کسی مصیبت میں مُبتلا ہو تو ان کو میری جناب میں اپنا شفیع کر اس لیے کہ میں نے قسم حق کھائی ہے کہ جو کوئی ان کے توسّل سے اپنی آرزو مجھ سے طلب کرے گا۔ اس کو کبھی محروم نہ رکھوں گا اور جو سائل اُن سے متوسّل ہو کر سوال کریگا۔ اُس کے سوال کو کبھی رَد نہ کروں گا۔

امام فرماتے ہیں کہ یہی سبب ہے کہ جب حضرت آدمؑ سے خطا (ترکِ اُولیٰ) سرزد ہوئی اور اس نے ان حضراتِ خمسہ (پنجتن) کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ کو قبول کیا۔ اور خطا معاف کر دی۔

قولہٗ عزّوجلّ وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا [illegible] الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

لہ [illegible] (مترجم)

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

یعنی اور ہم نے کہا کہ اے آدمؑ تو اور تیری بیوی بہشت میں رہو اور اس کے میوؤں اور کھانوں کو جہاں سے تمہارا جی چاہے خوب سیر ہو کر اور فراغت سے کھاؤ اور اس درخت کے نزدیک نہ جاؤ، ورنہ تم ظالم بن جاؤ گے۔ مگر شیطان نے ان دونوں کو پھسلایا اور ان کو جنت سے نکال دیا اور ہم نے کہا کہ اے آدمؑ اور حوا اور ابلیس تم بہشت سے نیچے اترو کہ تم میں سے بعض کے بعض دشمن ہیں اور تمہارے واسطے زمین ایک مدت مقررہ تک قرارگاہ اور جائے استفادہ ہے اور آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کلمات سیکھے پس خدا نے اُسکی توبہ قبول کی۔ کیونکہ وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ہم نے کہا کہ تم سب بہشت سے نیچے اترو پس اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو لوگ میری ہدایت کو مانیں گے ان کو نہ تو کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ کبھی محزون و مغموم ہونگے اور جو لوگ کفر اختیار کرینگے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ اہل دوزخ سے ہیں اور ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اسکے انکار کے باعث ملعون قرار دیا اور فرشتوں کو حضرت آدمؑ کو انکے سجدہ کرنے اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری بجالانے کے سبب معزز اور مکرم فرمایا تو حضرت آدمؑ اور حوا کو بہشت میں جانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا۔ يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ یعنی اے آدمؑ تو اور تیری بیوی جنت میں جا رہو۔ اور اس میں سے فارغ البالی کے ساتھ بلا مشقت جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ اور اس درخت کے نزدیک مت جاؤ یعنی درخت علم محمدؐ و آل محمدؐ کے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق میں سے اس درخت کے ساتھ مخصوص کیا تھا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ یعنی شجرۂ علم کے نزدیک نہ

جاؤ کیونکہ وہ صرف محمدؐ اور ان کی آل اطہار کے لیے مخصوص تھا اور ان کے سوا اور کسی اور کو اس سے کچھ علاقہ نہ تھا اور حکم خدا سے وہی اس درخت کے پھلوں کو تناول کر سکتے تھے اور مسکین یتیم اور اسیر کو کھانا کھلانے کے بعد جو آنحضرتؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ نے تناول کیا تھا وہ اسی درخت کا میوہ تھا کہ اس کے بعد ان کو بھوک اور پیاس اور کسی قسم کی اذیت اور تکلیف محسوس نہ ہوئی اور وہ درخت اس بات میں جنت کے سب درختوں سے ممتاز تھا کہ اس کے سوا ہر قسم کے درختوں پر صرف ایک طرح کے پھل اور کھانے پائے جاتے تھے اور اس درخت پر اور اس قسم کے تمام اور درختوں پر گیہوں۔ انگور۔ انجیر۔ عناب اور تمام اقسام کے میوے اور کھانے موجود تھے۔ یہی سبب ہے کہ بیان کرنے والوں نے اس درخت میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ گیہوں کا درخت تھا اور بعض نے درخت انگور بیان کیا ہے۔ بعض نے انجیر کا اور کسی نے عناب کا بتایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ کہ تم محمدؐ اور آل محمدؐ کے درجۂ فضیلت کی آرزو میں اس درخت کے نزدیک مت جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق میں سے صرف انہی کے لیے یہ درجہ خاص کیا ہے اور یہ ایسا درخت ہے کہ جو کوئی خدا کی اجازت سے اس کے میوے کو کھائے علم اولین و آخرین بغیر سیکھے اسکے دل میں ڈال دیا جاتا ہے اور جو کوئی بلا اجازت کھائے وہ اپنی مراد کو نہ پہنچے گا اور اپنے پروردگار کا نافرمان ٹھہریگا۔ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اگر تم ایسا کرو گے تو ارتکاب معصیت اور اس درجہ کی آرزو کرنے کے سبب جس کو میں نے تمہارے سوا کسی اور کیلئے پسند کیا ہے تم دونوں ظالم بن جاؤ گے جبکہ تم بلا حکم خدا اُس کی خواہش کرو گے۔ پھر خدا فرماتا ہے فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا پس شیطان نے ان دونوں کو اپنے وسوسے اور مکر اور شبہ اور دھوکا دینے سے جنت سے پھسلایا۔ اس طرح پر کہ پہلے حضرت آدمؑ کے پاس آکر کہنے لگا کہ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ خدا نے تم دونوں کو اس لیے اس درخت سے منع کیا ہے کہ اگر تم اس کا پھل کھا لوگے تو تم فرشتے بن جاؤ گے اور غیب کا علم تم کو آجائے گا اور تم کو خاصانِ خدا کی سی قدرت حاصل ہو جائیگی اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ یا تم ہمیشہ زندہ رہو گے اور کبھی نہ مرو گے وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں تم دونوں کو نصیحت کرتا ہوں اور تمہارا خیر خواہ ہوں اور ابلیس اس وقت

سیپارہ ۸
سورۃ اعراف
ع ۲

سانپ کے مُنہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اِس نے اُس کو جنّت میں داخل کیا تھا اور حضرت آدمؑ کو یہ گمان تھا کہ سانپ ہی مجھ سے باتیں کر رہا ہے اور یہ معلوم نہ تھا کہ ابلیس اُس کے مُنہ میں چھپا ہُوا ہے۔ یہ بات سُن کر حضرت آدمؑ نے سانپ کو جواب دیا اے سانپ یہ شیطانی وسوسہ ہے ہمارا پروردگار ہمارے ساتھ خیانت کیونکر کر سکتا ہے اور تو یہ خُدا کی قسم کھا کر کیونکر اس کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ تو اس کو خیانت اور بدخواہی سے منسُوب کرتا ہے۔ باوجود اس کے کہ وُہ سب کریموں سے زیادہ کریم ہے اور میں کیونکر اس فعل کے مُرتکب ہونے کا قصد کروں جس سے اُس نے مجھ کو منع کیا ہے اور اس کے حکم کے بغیر اس کو عمل میں لاؤں۔ جب ابلیس حضرت آدمؑ کی طرف سے مایوس ہُوا کہ وُہ میرا کہنا نہیں مانتے تو وُہ دُوسری دفعہ اسی طرح سانپ کے مُنہ میں بیٹھ کر حضرت حوّا سے مُخاطب ہوا کہ ان کو گمان ہوا کہ سانپ مجھ سے باتیں کر رہا ہے۔ اے حوّا تم کو معلوم نہیں کہ خُدا نے اس درخت کو جو پہلے تم پر حرام تھا اب حلال کر دیا ہے اس لیے کہ اُس نے معلوم کیا کہ تم نے بہت اچھی طرح اسکی اطاعت کی ہے اور اس کے امر کو بُزرگ سمجھا ہے اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ فرشتے جو اس درخت پر مؤکل ہیں اپنے حربوں سے جنت کے تمام جانوروں کو اس کے پاس جانے سے روکتے ہیں۔ اگر تم وہاں جانے کا ارادہ کرو گے تو تم کو منع نہ کرینگے اس سے تم جان لینا کہ وُہ تمھارے لیے حلال کر دیا گیا ہے اور سنو کہ اگر تُم آدم سے پہلے کھا لوگی تو ان پر مُسلط ہو جاؤ گی۔ اور تمھارے اوامر و نواہی (احکام) ان پر جاری ہو جائینگے۔ یہ بات سُن کر حضرت حوّا بولیں اب میں بہت جلد اس بات کی آزمایش کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر اُس درخت کے قریب گئیں۔ فرشتوں نے اپنے حربوں سے ان کو روکنا چاہا۔ اُس وقت خُدا نے ان کی طرف وحی نازل کی اے فرشتو تم اپنے حربوں سے فقط جانوروں کو روکا کرتے ہو جن کو عقل نہیں ہوتی جو انکو خبردار اور متنبہ کرے مگر جس کو میں نے صاحب قدرت باتمیز اور مُختار پیدا کیا ہے اسے مت روکو اور اس کی عقل پر چھوڑ دو جو میں نے اسکے لیے حُجت قرار دی ہے اگر وُہ میری فرمانبرداری کریگا تو میرے اجر و ثواب کا مُستحق ہوگا اور اگر نافرمانی اور میرے حُکم کی مخالفت کریگا تو میرے عقاب و عذاب کا سزاوار ٹھہریگا۔ الغرض اُنھوں نے حضرت حوّا کو جانے دیا اور ان کے سدِ راہ نہ ہُوئے اور اپنے حربے جو ان کے روکنے کیلئے نکالے تھے سامنے سے ہٹا لیے۔ یہ دیکھ کر حضرتِ حوّا نے گمان کیا کہ خدا نے جو ان فرشتوں کو میرے روکنے سے منع کر دیا ہے

تو بیشک اس درخت کو جو پہلے ہم پر حرام تھا اب ہمارے لیے حلال کر دیا ہے اور یہ سمجھ کر کہ سانپ ہی نے مجھ سے باتیں کی تھیں کہنے لگے کہ سانپ سچ کہتا تھا اس کے بعد اس درخت کا پھل کھایا اور اپنے نفس میں اس کے کھانے سے کسی قسم کا تغیر نہ پایا۔ تب آدمؑ سے آکر بیان کیا کہ آیا تم کو معلوم نہیں کہ اس درخت کو جو پہلے ہم پر حرام تھا۔ اب خدا نے ہمارے لیے حلال کر دیا ہے چنانچہ میں نے اسکا پھل کھایا نہ تو فرشتوں نے جو اسکے محافظ ہیں مجھ کو منع کیا اور نہ اسکے کھانے سے مجھ میں کچھ تبدیلی وقوع میں آئی۔ اُس وقت حضرتِ آدمؑ بھی دھوکا کھا گئے اور غلطی میں پڑ کر اس درخت کا پھل تناول کیا۔ اب جو ان دونوں کی حالت ہُوئی اس کو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب قرآنِ مجید میں بیان فرماتا ہے فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ یعنی شیطان نے ان کو جنت سے لغزش میں ڈالا اور ان کو اپنے وسوسے اور فریب سے بہشت کی نعمتوں میں سے نکالا وَقُلْنَا اور ہم نے کہا کہ اے آدمؑ و حوّا اور اے سانپ اور اے ابلیس اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ تم زمین کی طرف اُترو تم میں سے بعض بعضوں کے دشمن ہیں یعنی آدمؑ اور حوّا اور ان دونوں کی اولاد سانپ اور ابلیس کے دشمن ہیں اور ابلیس اور سانپ اور ان دونوں کی اولاد۔ اے آدمؑ و بنی آدمؑ تمھاری دشمن ہیں وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ اور تمھارے لیے زمین میں منزل اور جائے معاش وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اور منفعت مرتے وم تک ہے۔ پھر خدا فرماتا ہے فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ پس آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے کہ ان کو زبان سے کہے حضرت آدمؑ نے ان کو اپنی زبان پر جاری کیا فَتَابَ عَلَيْهِ پس خدا نے ان کلمات کی بدولت اِس کی توبہ قبول کی اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ کیونکہ وُہ توبہ قبول کرنے والا اور توبہ کرنے والوں پر رحم کرنے والا ہے۔ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا پہلے تو خدا نے حکم دیا تھا کہ وہی دونوں آدمؑ و حوّاؑ جنّت سے اُتریں اور دوبارہ امر فرمایا کہ سب کے سب اُترو اور کوئی ایک دُوسرے پر سبقت نہ کرے اور آدمؑ اور حوّا کا ہبوط (اُترنا) جنّت میں سے ہوا تھا اور سانپ کا ہبوط بھی وہیں سے تھا کیونکہ وُہ جنّت کے نیک ترین جانوروں میں سے تھا اور ابلیس کا ہبوط حوالیِ جنّت تھا۔ کیونکہ جنّت میں داخل ہونا اس پر حرام تھا۔ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى پس اے آدمؑ اور ابلیس اگر تمھارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے

فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ تو جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا اس کو کسی قسم کا خوف نہ ہوگا۔ جبکہ مخالفت کرنے والے خائف اور ترساں ہونگے اور نہ وہ غمگین ہونگے جبکہ مخالفت کرنے والے اندوہناک اور مغموم ہوں گے۔

امامؑ عالی مقام فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدمؑ سے ترکِ اولیٰ سرزد ہوا اور انھوں نے پروردگار عالم کی جناب میں اپنی تقصیر کا عذر کیا تو عرض کی اے میرے پروردگار میری توبہ قبول کر اور میرا عذر پذیرا فرما اور مجھ کو پھر میرا پہلا مرتبہ عطا کر اور اپنے نزدیک میرا درجہ بلند کر کیونکہ اس خطا کا نقص اور اس کی ذلت میرے اعضا اور تمام جسم میں ظاہر ہوگئی ہے۔ اس وقت خداوند متعال نے ارشاد فرمایا اے آدمؑ آیا تجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ شدائد و مصائب کے وقت اور ایسی بلیات میں جو تجھ کو مضطر اور بیقرار کردیں محمدؐ اور اسکی آل اطہار کا واسطہ دے کر مجھ سے دُعا کیا کر۔ حضرت آدمؑ نے عرض کی ہاں اے پروردگار یاد ہے۔ ارشاد فرمایا کہ محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ سے خاص کر کے متوسل ہو اور مجھ سے دُعا کر میں تیری دُعا کو قبول کرونگا اور تیری مُراد سے بڑھ کر عطا کرونگا آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار اور اے اللہ ان کا مرتبہ تیرے نزدیک اس درجہ کو پہنچا ہے کہ ان کے توسّل سے میری توبہ قبول ہوگی اور ان کے واسطے سے میری خطا معاف کی جائیگی حالانکہ تُو نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ وُہ مجھے سجدہ کریں اور اپنی جنت کو میرے واسطے مباح کیا اور اپنی کنیز حوّاؑ سے میرا نکاح کیا اور اپنے ملائکہ کرام کو میرا خادم مقرر فرمایا۔ اس کے جواب میں خدا نے فرمایا اے آدمؑ میں نے فرشتوں کو صرف اس وجہ سے تجھے تعظیمی سجدہ کرنیکا حکم دیا تھا کہ تو ان (پنجتن) کے نوروں کا ظرف تھا اور اگر تُو اس خطا کے سرزد ہونے سے پہلے ان کا واسطہ دیکر مجھ سے درخواست کرتا کہ مجھ کو خطا سے بچا اور میرے دشمن ابلیس کی خواہشوں سے مجھ کو خبردار کرتا کہ میں اس سے محفوظ رہوں تو ضرور میں تیری اس دُعا کو قبول کرتا۔ لیکن جو کچھ میرے علم میں پہلے گزر چکا ہے۔ ویسا ہی ظہور میں آتا ہے۔ اب تو ان کا واسطہ دے کر دُعا کر میں ضرور قبول کرونگا۔ تب حضرت آدمؑ نے اس طرح سے دُعا کی یا اللہ محمدؐ اور ان کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ اور محمدؐ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ اور ان کی آل طاہرین کا واسطہ میری توبہ قبول کر کے اور میری لغزش کو معاف فرما کر اور مجھ کو میرے مرتبہ پر جو تُو نے اپنی کرامتوں سے

عطا کیا ہے پہنچا کر تفضّل و احسان کر اُس کے جواب میں خُدائے عزّوجل نے فرمایا اے آدمؑ میں نے تیری توبہ قبول کی اور میں تجھ سے رضامند اور خورسند ہوا اور اپنی بخششوں اور نعمتوں کو تیری طرف پھیر دیا اور تجھ کو تیرے اصلی مرتبہ پر جو میں نے اپنی کرامتوں اور بزرگیوں سے تیرے لیے مقرر کیا ہے پھر مشرف و ممتاز کیا اور اپنی رحمتوں سے بہرۂ وافر تجھ کو عطا کیا پس قول خدائے عزّوجل فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ کا یہی مطلب ہے جو بیان ہُوا۔ پھر خدا ان شخصوں سے جن کو جنت سے زمین پر اُتارا ہے کہ وُہ آدمؑ و حوّاؑ اور ابلیس اور سانپ ہیں مخاطب ہو کر فرماتا ہے وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ اور تمھارے لیے زمین میں قرارگاہ اور جائے قیام ہے کہ اس میں تم زندگی بسر کرو اور اس کے راتوں اور دنوں میں تحصیل آخرت کے لیے سعی کرو خوش نصیب وُہ شخص ہے جو اس عالمِ فانی میں رہ کر عالم باقی کے لیے توشہ اور سامان مہیا کرے وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اور تمھارے لیے زمین میں مرتے دم تک نفع ہے۔ کیونکہ خُدا اس سے تمھاری کھیتیاں اُگائے گا اور میوے پیدا کرے گا اور زمین میں تم کو ناز و نعمت سے رکھیگا اور وہیں تم کو بلاؤں میں مُبتلا کر کے تمھارا امتحان کرے گا۔ اور کبھی دُنیاوی نعمتوں سے تم کو متلذّذ کریگا تاکہ تم آخرت کی نعمتوں کو یاد کرو کہ جو ان عیبوں سے بالکل پاک ہیں اور جو دُنیاوی نعمتوں کو ناقص اور باطل کردیں گے اور ان کو ترک کرا دیں گے اور حقیر و ذلیل کردیں گے اور کبھی تم کو ایسی دُنیاوی بلاؤں سے آزمائیگا کہ ان میں رحمتیں ملی ہوں گی جو صاحبانِ بلا سے ان کے مکروہات کو رفع کریں گی تاکہ تم کو ان بلاؤں کا مزا چکھا کر عاقبت کے عذاب ابدی سے بچائے جس میں ذرا بھر آرام بھی مخلوط نہ ہوگا اور اس کے درمیان کسی قسم کی راحت اور رحمت وقوع میں نہ آئے گی۔ یہاں تک آیۂ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ . . . وَقُلْنَا اهْبِطُوْا . . . کی تفسیر ختم ہو چکی۔

اب خدا فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اور انھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا جو محمدؐ کی صداقت پر دلالت کرتی ہیں کہ اس نے جو گزشتہ زمانوں کے حالات بیان کیے ہیں اور جو کچھ کہ اس نے علیؑ اور اسکی آل طیبین (جو سردار مخلوقات محمدؐ کے بعد سب فاضلین و فاضلات سے بہتر ہیں) کی فضیلت کا ذکر بندگانِ خدا کو پہنچایا ہے وُہ

سب صحیح اور دُرست ہے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ جو کہ سیّد اوصیاء علیؑ اور اسکی ذُرّیّت طیّبین و طاہرین کے برگزیدگان کی نسبت محمدؐ کی راست گُفتاری اور صدق بیانی کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کی مدافعت کرتے ہیں اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اہلِ دوزخ ہیں اور وُہ ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔

قولہٗ عزّوجل يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ (ترجمہ) اے بنی اسرائیل تم میری نعمت کو جو مَیں نے تم کو دی ہے یاد کرو اور میرے عہد کو پُورا کرو۔ میں بھی اپنے عہد کو جو مَیں نے تم سے کیا ہے پُورا کروں گا اور مجھُ سے خوف کرو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اے یعقوب اسرائیل اللہ کی اولاد اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ تم میری نعمت کو جو مَیں نے تم کو عطا کی ہے یاد کرو اور وُہ نعمت یہ ہے کہ میں نے محمدؐ کو پیغمبر کر کے بھیجا ہے اور اسکو تمہارے شہر میں مقیم کیا ہے اور تم کو اسکی طرف جانے اور سفر کرنے کی تکلیف نہیں دی اور اسکی رسالت کی علامتوں اور اسکی سچائی کی دلیلوں کو واضح اور روشن کیا تاکہ اس کا حال تم پر مُشتبہ نہ ہو۔ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اور تم میرے عہد کو پُورا کرو جو میں نے تمہارے باپ دادا سے لیا تھا یعنی میری طرف سے اس زمانے کے پیغمبروں نے لیا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ اس کو اپنی آیندہ نسلوں کو پہنچائیں اور وُہ یہ تھا کہ وُہ محمدؐ عربی قریشی ہاشمی پر ایمان لائیں جسکی نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں اور معجزات باہرہ سے ہم نے اس کی تائید کی ہے کہ منجملہ ان آیات و معجزات کے چند یہ ہیں کہ بکری کے بازوے بریان نے جس میں زہر ملایا گیا تھا۔ اس سے کلام کیا اور بھیڑیے نے اس سے باتیں کیں اور منبر کے ستون نے اس کی مفارقت کے الم میں نالہ و زاری کی اور خدا نے ھتوڑے سے کھانے کو اسکی خاطر سے بہت سا کر دیا اور سخت پتھروں کو اس کے لیے نرم کیا اور بہتے پانی کو اسکی خاطر جما کر سخت کر دیا اور انبیائے گزشتہ کو جو آیات و معجزات عنایت کیے گئے تھے وہی معجزے یا ان سے بہتر اسکو دیے گئے اور علیؑ ابن ابی طالب کو جو کہ اس کے نُور کا شریک بھائی اور اس کا رفیق ہے اور اسکی عقل اسکی عقل سے ہے اور اسکا علم اس کے

علم سے ہے اور اس کا حلم اُس کے حلم سے ہے جو اُس کے دُشمنوں اور معاندوں کو اپنی دلیل قاہر اور علم فاضل اور فضل کامل سے قطع کرنے کے بعد شمشیر بُران سے اس کے دین کی حمایت اور اعانت کرنیوالا ہے۔ اس کے لیے سب سے اعلیٰ نشانی قرار دیا۔ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ میں تمہارے اس عہد کو پُورا کرونگا جس کے سبب میں نے اپنے خانہ کرامت اور مقام رحمت میں تمہارے لیے ابدی نعمتیں واجب کر رکھی ہیں وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ اور محمدؐ کی مخالفت کرنے میں مجھ سے خوف کرو کیونکہ مَیں تمہارے دُشمنوں کی بلا کو جو مجھ سے تمہاری موافقت رکھنے کی حالت میں تم سے عداوت کریں تم پر سے دُور کرنے کی قدرت رکھتا ہوں اور جب تُم میری مخالفت کو اختیار کرو تو وُہ مجھ کو تم سے انتقام لینے سے منع نہیں کر سکتے۔

قولہٗ عزّوجلّ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا

اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ (ترجمہ) اور تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جس کو مَیں نے نازل کیا ہے اور وُہ اس کتاب کی جو تمہارے پاس موجود ہے تصدیق کرتی ہے اور تم اس کے ساتھ کافر ہونے اور اس کا انکار کرنے میں سبقت مت کرو اور میری آیتوں کو کم قیمت میں مت بیچو اور مجھ سے ڈرو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے اسکی تفسیر اس طرح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں سے خطاب کر کے فرماتا ہے وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ اے یہودیو تم اِس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے محمدؐ پر نازل کی ہے جس میں اسکی نبوت کا ذکر اور اس کے بھائی علیؑ اور اسکی ذریت طاہرہ کی امامت کی خبر مندرج ہے مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ اور وُہ اِس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس موجود ہے کیونکہ ایسا ہی ذکر تمہاری کتاب (توریت) میں بھی ہے کہ محمدؐ رسول اللہ سردارِ اولین و آخرین ہے جس کا ناصر و مددگار سیّد الوصیین خلیفہ رسولؐ ربّ العالمین فاروق اُمّت باب مدینہ علم وصی رسولؐ رحمت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السّلام ہے وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اور تم میری آیتوں کو جو محمدؐ کی نبوّت اور علیؑ اور اُس کی عترت طاہرہ کی امامت کے بارے میں نازل ہُوئی ہیں تھوڑی سی قیمت میں مت بیچو یعنی یہ کہ محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور ان دونوں کی آلِ اطہار کی امامت کا انکار کرو۔ اور اس کے عوض میں دُنیا کا

زر و مال حاصل کرو اگرچہ یہ مال ظاہر میں بہت ہے مگر میں بے توشہ کرنے والا اور خسارے میں ڈالنے والا اور ہلاک کرنے والا ہوں وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ اور تم محمدؐ کی نبوّت اور اس کے وصی کی وصایت کے معاملے میں مجھ سے خوف کرو۔ کیونکہ اگر تم خوف کرو گے تو تم اس نبیؐ کی نبوّت اور اس کے وصی کی وصایت میں رد و قدح نہ کرو گے۔ بلکہ خدا کی حجّتیں تم پر قائم ہو چکی ہیں اور اس کی دلیلیں اور اس کے ذریعے تم پر واضح اور روشن کیے گئے ہیں کہ انھوں نے تمھارے عُذروں کو قطع کر دیا اور تمھارے مکروں اور فریبوں کو باطل کر دیا ہے۔

بعدازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ شہر مدینہ کے ان یہودیوں نے حضرت محمدؐ کی نبوّت کا انکار کیا تھا اور آنحضرتؐ کی خیانت کی تھی اور کہتے تھے کہ ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ محمدؐ پیغمبر ہے اور علیؑ اس کا وصی ہے۔ لیکن محمدؐ تم وہ پیغمبر اور اے علیؑ تم وہ وصیِ رسولؐ نہیں ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے لباسوں کو جو وہ پہنے تھے اور ان کے موزوں کو جو ان کے پاؤں میں پڑے ہوئے تھے۔ بولنے کی طاقت عطا کی اور ہر ایک کپڑا اور موزہ اپنے پہننے والے سے کہتا تھا۔ اے دشمنِ خدا تو جھوٹا ہے یہی محمدؐ پیغمبر خدا ہے اور یہی علیؑ وصی رسولؐ ہے اگر اللہ تعالےٰ ہم کو اجازت عطا فرمائے تو ہم تم کو بھینچ بھینچ کر اور کاٹ کاٹ کر قتل کر ڈالیں۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کو مہلت دے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ عنقریب ان کی نسل سے مومن اور پاکیزہ اولادیں پیدا ہوں گی اور اگر اُن سے جدا ہو گئے ہوتے تو بیشک ان کو عذابِ دردناک میں مبتلا کرتا۔ نیز جلدی وہی شخص کیا کرتا ہے جس کو موقع کے فوت ہونے اور ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہوتا ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى

الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ (ترجمہ)

اور حق کو باطل کے ساتھ مت ملاؤ اور حق کو مت چھپاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو (کہ وہی پیغمبر ہے جس کا توریت میں ذکر ہے) اور نماز کو قائم کرو (پڑھو) اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو آیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو۔ اور خود اپنے نفسوں کو بھولتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب کو پڑھتے ہو۔ کیا تم نہیں سمجھتے اور تم صبر اور نماز سے مدد چاہو (اپنے مقاصد دُنیا و آخرت میں) اور وہ نماز لوگوں کو گراں اور بھاری معلوم ہوتی ہے۔ مگر ان عاجزی اور خشوع و خضوع کرنے والوں کو بھاری معلوم نہیں ہوتی جو گمان کرتے ہیں کہ ہم خُدا سے مُلاقات کرنے والے ہیں اور ہم اس کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ اے اولادِ یعقوبؑ تم میری اُس نعمت کو یاد کرو۔ جو میں نے تم کو عطا کی ہے اور میں نے تم کو تمام عالم پر فضیلت دی ہے۔ اور اُس دن سے ڈرو جبکہ کوئی شخص کسی شخص کے عوض کچھ نہ دے سکے گا۔ اور اس کی طرف سے کوئی سفارش قبول نہ کی جائے گی اور اُس سے کوئی فدیہ نہ لیا جائیگا اور نہ اُن کو کسی قسم کی مدد ملے گی اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم کو آلِ فرعون کے ہاتھوں سے نجات دی جو کہ تم کو سخت عذاب پہنچاتے تھے کہ تمھارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ اور اس امر میں تمھارے پروردگار کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان آیتوں میں یہودیوں کی ایک قوم کو خطاب کرتا ہے جو حق کو باطل کے ساتھ ملاتے تھے۔ اس طور سے کہ وہ گمان کرتے تھے کہ محمدؐ پیغمبر ہے اور علیؑ اس کا وصی ہے۔ مگر وہ اس وقت سے پانچسو برس کے بعد ہونگے اس لیے جنابِ رسالتمآبؐ نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ آیا تم میرے اور اپنے درمیان توریت کے فیصلے پر راضی ہو۔ انھوں نے عرض کی ہاں ہم راضی ہیں یہ کہہ کر وہ توریت لے آئے اور جو کچھ اس میں لکھا تھا اس کے خلاف

پڑھنا شروع کیا تب اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو جو دُو قاریوں کے ہاتھ میں تھی ایک طرف ایک کے ہاتھ میں اور دُوسری طرف دُوسرے قاری کے ہاتھ میں ایک اژدہا کی صُورت میں منقلب کر دیا جس کے دُو سر تھے اور ہر ایک سر سے قاری کے دائیں ہاتھ کو جس میں وُہ تھامے ہُوئے تھا پکڑ لیا اور اُن کو چبانا اور ریزہ ریزہ کرنا شروع کیا اور دونوں شخص چیختے اور فریاد و زاری کرتے تھے اور وہاں اور صحیفے بھی موجود تھے۔ وُہ قدرتِ خدا سے گویا ہُوئے اور کہنے لگے کہ تم دونوں اسی عذاب میں مُبتلا رہو گے۔ جبتک کہ محمدؐ اور اسکی نبوت اور علیؑ اور اسکی امامت کے اوصاف جو اس میں درج ہیں۔ انکو تنزیلِ الہیٰ کے موافق درست اور صحیح نہ پڑھو گے۔ تب ان دونوں قاریوں نے صحیح صحیح پڑھا اور رسُولِ خدا پر ایمان لائے اور علیؑ ولی خدا اور وصی رسُول اللہؐ کی امامت کے معتقد ہُوئے۔ پس خُدا نے فرمایا۔ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ یعنی حق کو باطل کیساتھ غلط ملط مت کرو اس طرح سے کہ محمدؐ اور علیؑ کا ایک صُورت سے تو اقرار کرو اور ایک صُورت سے ان دونوں کا انکار کرو وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ اور اس کی نبوت اور اسکی امامت کی نسبت امرِ حق کو پوشیدہ کرو۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ حالانکہ تم جانتے ہو کہ ہم اس کو پوشیدہ کرتے ہیں اور اپنے علموں اور عقلوں سے مُباحثہ اور معارضہ کرتے ہو۔ مگر جبکہ خدا نے تمھاری خبر دنکو تم پر حجت ٹھہرایا اور تم نے ان کا انکار کیا تو اس طرح سے اسکی حُجت باطل نہ ہوگی بلکہ دُوسری طرح سے اسکو تم پر قائم کریگا اور تم کسی طرح اپنے پروردگار پر غلبہ نہ پا سکو گے۔

بعد ازاں خدا ان لوگوں سے فرماتا ہے وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنیوالوں کے ہمراہ رکُوع کرو۔ یعنی نماز واجبی کو جو حضرت محمدؐ خدا کی طرف سے لائے ہیں ادا کرو۔ نیز محمدؐ اور ان کی آلِ اطہار پر کہ علیؑ اُن کے سردار اور اُن میں سب سے افضل ہیں درُود بھیجو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو جبکہ واجب ہو اور بدنوں کی زکوٰۃ دو جبکہ لازم ہو جائے اور اپنی معونت اور امداد کی زکوٰۃ نکالو۔ جبکہ کوئی اس کی درخواست کرے اور رکُوع کرنیوالوں کے ساتھ رکوع کرو۔ یعنی ان لوگوں کے ہمراہ جو بہ پیروی اولیاءاللہ یعنی محمدؐ نبی اللہ اور علیؑ ولی اللہ اور ائمہؑ جو ان دونوں کے بعد سرداران اصفیاء اللہ ہیں خدائے عزّوجل کی عظمت و جلالت کے آگے متواضع ہوتے ہیں تواضع

اور فروتنی کریں۔

اور جناب رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی پانچوں نمازیں ادا کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے اُن گناہوں کو جو اُس نے کوئی سی دُو نمازوں کے مابین کیے ہیں معاف کر دیتا ہے اور اس شخص کا حال اس شخص کا سا ہے جس کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وُہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ غسل کرتا ہو اور کسی قسم کی میل کچیل اس کے جسم پر باقی نہ رہے اسی طرح اسکے گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے موبقات یعنی گناہانِ ہلاک کنندہ کے جیسے انکارِ نبوت و امامت یا برادرانِ مومنین پر ظلم کرنا یا تقیہ کا ترک کرنا جبکہ اس کے ترک کرنے سے اپنے نفس کو یا اپنے برادرانِ مومنین کو کسی قسم کا ضرر پہنچے اور جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے وُہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جو کوئی اپنے بدن کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے اس طرح سے کہ اپنے مومن بھائی سے کسی ظالم کے ظلم کو دفع کرے یا اگر کسی مومن بھائی کا اسباب اس کی سواری پر سے گر پڑا ہو اور اس کے تلف ہونے یا سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اس کے لدوانے اور اٹھوانے میں اس کی مدد کرے اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میدانِ قیامت میں فرشتوں کو مقرر کرے گا کہ وُہ شعلہ ہائے آتش کو اس سے دُور کریں اور تحفہ ہائے جنت اس کے رُوبرو پیش کریں اور مقامِ رحمت و رضوانِ الہٰی کی طرف اس کو اٹھا کر لے جائیں۔ اور جو کوئی اپنے جاہ و منصب کی زکوٰۃ ادا کرے اس طرح پر کہ اپنے مومن بھائی کی حاجت کیلئے کسی سے التماس کرے اور اسکی حاجت پوری ہو جائے یا کسی بیوقوف کُتے کو جو کسی مومن پر حملہ کیے آ رہا تھا پتھر مار کر ہٹا دے اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میدانِ حشر میں بے شمار فرشتوں کو جن کی تعداد خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اس شخص پر مبعوث کریگا اور ان فرشتوں کی مجالس بادشاہ جبّار و کریم و غفّار کی درگاہ میں اس شخص کی بابت مخصوص اور باعزت سمجھی جائیگی اور اسکی نسبت ان کے کلام پسند کیے جائیں گے اور وُہ فرشتے اسکی بہت مدح و ثنا کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ہر قول کے عوض وُہ چیز اس شخص کے لیے مقرر فرمائیگا جو اس تمام دُنیا سے لاکھ گنی زیادہ ہوگی۔

اور جو کوئی تواضع کرنیوالوں کے ساتھ تواضع کرے اور نبوت محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کی ولایت کا اقرار کرے اور اپنے مومن بھائیوں سے بہ تواضع پیش آئے اور کشادہ روئی

اور خندہ پیشانی کے ساتھ ان سے ملے اور اُن سے ایسا مانوس ہو کہ جُوں جُوں اُن سے مروّت و احسان زیادہ کرے اُنس اور تواضع میں بھی زیادتی کرتا جائے اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر اپنے بُزرگ اور مُقرّب ملائکہ کے سامنے جو عرش کے اُٹھانے والے اور جو اسکے گرد طواف کرتے ہیں بہت فخر و مُباہات کرتا ہے اور فرماتا ہے کیا تم میرے اس بندے کو جو میرے جلال عظمت کے آگے تواضع اور فروتنی کرتا ہے دیکھتے ہو کہ اس نے اپنے نفس کو اپنے محتاج مومن بھائی کے برابر کیا ہے اور اس کی عزّت کی ہے اور جُوں جُوں اس سے زیادہ نیکی کرتا ہے اس کی تواضع اور فروتنی بڑھتی جاتی ہے مَیں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کے اپنے مومن بھائی سے تواضع سے پیش آنے کے عوض اپنی جنّت اور رحمت اور خوشنودی کو اس قدر اس کے لیے واجب کیا کہ آرزو کرنے والے کی آرزو اس سے قاصر ہے اور اس کو بہشت میں محمدؐ سیّد الوریٰ اور علیِ المرتضیٰؑ اور اسکی عترت کے نیکوکاروں کی جو تاریکی میں مثل چراغوں کی ہیں صحبت اور برکت عطا کروں گا۔ اور یہ امر اس کو بہشت کی نعمتوں کی نسبت زیادہ پسند ہے اور جو اس کو برادر مومن کی تواضع کرنے کا اس سے لاکھ گُنا عوض دیا جائے۔

پھر خدا یہودیوں کے سرکش اور منافق گروہ سے جو مالوں کو کہ جو محتاجوں اور فقیروں کا حق تھا روکتے تھے حالانکہ خود غنی اور مالدار تھے اور لوگوں کو نیکی کرنیکے لیے کہتے تھے اور خود اس کے تارک تھے اوروں کو بدی سے منع کرتے تھے اور آپ اسکے مرتکب ہوتے تھے خطاب کرکے فرماتا ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ آیا تم لوگوں کو نیکی کرنیکا حکم دیتے ہو کہ صدقے دو۔ اور امانتیں ادا کرو وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو کیا تم اس بات کو جس کا اوروں کو حکم دیتے ہو خود نہیں سمجھتے وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ حالانکہ کتاب توریت کو پڑھتے ہو جو نیکیاں کرنے کا حکم دیتی ہے اور بُرے کاموں سے منع کرتی ہے اور سرکشوں اور نافرمانوں کو جو عذاب دیا جائے گا اور فرمانبرداروں اور راہِ خدا میں جد و جہد کرنے والوں کو جو شرفِ عظیم خداوند متعال کی طرف سے عطا ہوگا۔ اس کی خبر دیتی ہے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم اِس عذاب کو نہیں سمجھتے جس میں تم اس عمل کے باعث مبتلا ہو گے کہ جو کام خود نہیں کرتے اُسکے کرنے کا اوروں کو حکم دیتے ہو اور بُرے کاموں سے اوروں کو منع کرتے ہو اور خود ان کے مُرتکب ہو کر ہلاک ہوتے ہو اور یہ یہودیوں کے رؤساء اور علماء کا گروہ تھا کہ وُہ صدقات اور خیرات کے مالوں کو بند کرکے خود کھا گئے تھے۔ اور کچھ حصّہ الگ کر رکھا تھا۔ پھر جناب رسالت مآبؐ کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور ان کی قوم کے عام لوگ بھی وہاں آکر جمع ہُوئے اور کہتے تھے کہ محمدؐ اپنی حد سے بڑھ گیا ہے اور اس چیز کا دعوےٰ کرتا ہے جو اس کو شایاں نہیں ہے۔ غرض سب کے سب آنحضرتؐ کی طرف روانہ ہُوئے اور عوام النّاس اپنے دِلوں میں یہ ٹھانے ہُوئے تھے کہ آنحضرتؐ سے لڑائی کریں اور ان کو قتل کر ڈالیں۔ اگرچہ وُہ اپنے جمہُور صحابہ کے درمیان موجود ہوں اور پھر ان حوادث کی جو اس قتل کے سبب وُقوع میں آئیں کچھ پرواہ نہ کریں۔ آخرکار وُہ آنحضرتؐ کے سامنے حاضر ہُوئے اور ان کے رئیسوں نے ان سے صلاح کر رکھی تھی کہ جب ہم آنحضرتؐ کو لاجواب کر دیں تو تم تلواریں کھینچ کر اُن پر حملہ کرنا۔ الغرض اُن کے رؤسا نے حضرتؐ سے کہا اے محمدؐ تو اپنے آپ کو مُوسیٰؑ اور تمام پیغمبرانِ گزشتہ کی طرح پیغمبر جانتا ہے حضرتؐ نے جواب دیا بیشک مَیں رسُولِ خدا ہوں۔ رہی یہ بات کہ مَیں مُوسیٰؑ اور دیگر انبیاء کی نظیر ہوں۔ سو مَیں اس بات کا قائل نہیں ہوں اور خدا نے جو میری قدر و منزلت بڑھائی ہے۔ یہ بات کہہ کر اسکو صغیر اور حقیر نہیں کرتا بلکہ میرے پروردگار نے یہ فرمایا ہے کہ اے محمدؐ تجھ کو تمام انبیاء و رُسل اور ملائکہ پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح مجھ کو کہ مَیں ربّ العزّت ہوں۔ میری تمام مخلوقات پر اور اسی طرح خُدا نے مُوسیٰؑ سے فرمایا تھا جبکہ انھوں نے گمان کیا تھا کہ مَیں تمام اہلِ عالم سے افضل ہوں۔ یہ کلام خیر الانام ان یہودیوں کو نہایت شاق گزرا اور وُہ تلواریں سونت کر آنحضرتؐ کے قتل پر آمادہ ہُوئے۔ قدرتِ خدا سے ہر ایک کے ہاتھ پیٹھ کی طرف خشک ہو کر رہ گئے گویا مُشکیں بندھی ہُوئی ہیں اور ذرا حرکت نہ دے سکتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر نہایت حیران ہُوئے۔ جب حضرتؐ نے اُن کو متحیر پایا۔ فرمایا جزع و فزع مت کرو۔ خدا نے جو سلوک تم سے کیا بہت خوب ہے کہ تم کو اپنے ولی پر حملہ کرنے سے باز رکھا اور تم کو حبس کیا تاکہ تم محمدؐ کی نبوّت اور اس کے بھائی کی وصایت کے باب میں اس کی حجّت کو سُنو۔ بعد ازاں فرمایا اے گروہ یہود یہ تمہارے سردار کافر ہیں اور تمہارے مالوں کو تم سے روکتے ہیں اور تمہارے حقُوق کو

کم کرتے ہیں اور اس مال میں سے باقی مال کی تقسیم میں تم پر ظلم کرتے ہیں کسی کو گھٹاتے ہیں اور کسی کو بڑھاتے ہیں۔ یہ سُن کر رؤسا یہود نے عرض کی اے محمدؐ اب اپنی نبوت اور اپنے بھائی کی وصایت کی دلیلیں بیان کر تیرے یہ دعوے باطل ہیں اور محض ہماری قوم کو ہماری مخالفت پر برانگیختہ کرنا مقصود ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ مگر ہاں خدا نے مجھ کو اجازت دی ہے کہ جن مالوں کے اُوپر ان ضعیف لوگوں اور ان کے رشتہ داروں نے مہریں کی ہیں ان کو طلب کروں اور وُہ اسی وقت یہاں میرے رُوبرو حاضر ہوں اور تمہارے بہی کھاتوں کو منگاؤں اور خدا اُن کو میرے پاس موجود کرے اور جن سے تم نے ان مساکین کے مال اُڑانے میں اتفاق کر رکھا ہے ان کو طلب کروں اور ان کے اعضائے بدنی مالوں کے قطع و بُرید کی گواہی دیں اور اسی طرح تمہارے اعضا تمہارے مال اُڑانے کی شہادت دیں۔ **بعد ازاں** ارشاد فرمایا اے فرشتگانِ پروردگار ان ظالموں نے اپنی قوم کے عام لوگوں کے مالوں میں سے جس جس قسم کے مال اُڑائے ہیں۔ ان کو میرے پاس حاضر کرو۔ اسی وقت درہم و دینار کی تھیلیاں، کپڑے۔ حیوانات اور انواع و اقسام کے مال ان یہودیوں پر اُترنے لگے اور آکر ان کے سامنے ٹھہر گئے۔ پھر فرمایا اے فرشتو ان ظالموں کی بہیاں لاؤ جن سے اُنھوں نے ان محتاجوں کو مُغالطہ میں ڈالا ہے۔ فوراً حساب کے کاغذات اُترنے شروع ہوئے۔ جب وُہ زمین پر آکر ٹھہرے فرمایا ان کاغذوں کو ہاتھ میں لو فرشتوں نے لے کر ہر شخص کا حصّہ جُدا جُدا پڑھ کر سُنایا۔ پھر فرمایا اے فرشتو ان میں سے ہر شخص کے نام کے نیچے اس رقم کو درج کرو۔ جو انھوں نے ان کے مالوں میں سے چُرائی ہیں اور اسکو ظاہر کرو۔ غرض صحیح حساب ظاہر ہو گیا۔ بلکہ ہر ایک شخص کے حصّے کی مقدار معلوم ہو گئی اور معلوم ہوا کہ جتنا روپیہ انھوں نے حق داروں کو دیا ہے۔ اس سے دس گُنا خود خُرد برد کر گئے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا اے فرشتو ان موجودہ مالوں کو جُدا جُدا کرو۔ جو مال کہ اس صاحب مال اور ان ظالموں کی دستبُرد سے فاضل بچتا ہو۔ اس کو ہم حقدار کو پہنچا دیں گے۔ پس وُہ مال حرکت میں آئے اور ایک دُوسرے سے الگ ہونے لگے۔ یہاں تک کہ جس طرح حساب کی بہیوں میں درج تھے اس کے موافق جُدا جُدا ہو گئے اور ظاہر ہو گیا کہ اُنھوں نے اِس مال کو چُرایا اور اُڑایا ہے

حضرتؐ نے جو لوگ کہ وہاں موجود تھے ان کا حق ان کو دیدیا اور جو وہاں موجود نہ تھے ان کو بُلوا کر ان کا حق عطا فرمایا اور جو مر گئے تھے۔ ان کا حق ان کے وارثوں کو پہنچا دیا اور خدا نے رؤسا یہود کو رُسوا کیا اور بعض رؤسا اور بعض عوام پر شقاوت غالب ہوئی (اور وُہ ایمان نہ لائے) اور بعض کو حق تعالیٰ نے اِس بلا سے محفوظ رکھا اور وہ ایمان لائے الغرض جن سرداروں نے مُسلمان ہونے کا ارادہ کیا تھا بولے اے محمدؐ ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو نبی افضل ہے اور تیرا یہ بھائی وصی اجل و اکمل ہے خدا نے ہم کو ہمارے گُناہوں کے سبب سے رسوا کیا۔ فرمائیے اگر ہم توبہ کریں اور اپنی پہلی حرکتوں سے باز آئیں تو ہمارا کیا حال ہو گا حضرتؐ نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو بہشت میں ہمارے رفیق ہو گے اور دُنیا و دین میں ہمارے بھائی سمجھے جاؤ گے اور خدا تمہارے رزقوں کو فراخ کریگا اور جو مال تم سے اسوقت لیے گئے ہیں ان سے چند در چند تم کو مرحمت ہو گا اور یہ لوگ تمہاری اُس وقت کی رُسوائی کو بھُول جائیں گے اور ان میں سے کوئی بھی اس کا ذکر نہ کریگا۔ یہ ارشاد سُن کر وُہ سردار پکارے ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ واحد اور لاشریک ہے اور اے محمدؐ تو اس کا بندہ اور رسُول اور برگزیدہ اور خلیل ہے اور علیؑ تیرا بھائی اور وزیر اور تیرے دین کا قائم کرنے والا اور تیرا نائب اور تیری طرف سے جنگ کرنیوالا ہے اور اس کا مرتبہ تیری نسبت ایسا ہے جیسے ہارونؑ کا مرتبہ موسیٰؑ کی نسبت تھا مگر اتنا فرق کہ تیرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ ان یہودیوں کے یہ کلمات سُن کر حضرتؐ نے فرمایا تم نجات و رستگاری پانے والے ہو۔

اب اللہ تعالیٰ تمام یہودیوں اور کافروں اور اسلام کے اظہار کرنیوالوں سے خطاب کر کے فرماتا ہے اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اور تم صبر اور نماز سے مدد مانگو یعنی امانتوں کے ادا کرنے میں حرام سے بچنے اور باطل حکومتوں در اقرار نبوّت محمدؐ و وصایت علیؑ اور ان دونوں کی خدمت بجالانے اور اس شخص کی خدمت کرنے پر جس کی نسبت یہ دونوں (محمدؐ و علیؑ) تم کو حکم کریں صبر کرنے سے مدد مانگو۔ اس خدمت کے بجالانے سے تم خوشنودیِ الٰہی اور مغفرت اور جوارِ رحمت خداوندی میں بہشت کی ابدی نعمتوں میں اور برگزیدہ مومنین کی رفاقت اور محمدؐ سردار اولین و آخرین اور علیؑ سید الوصیین کی عترت اور سادات اخیار و منتخبین یعنی ائمہؑ طیبین و طاہرین کی طرف نظر کرنے سے بہرہ ور ہونے کے مستحق اور سزاوار ہو گے۔ کیونکہ یہ

بات باقی تمام بہشتی نعمتوں کی نسبت تمہاری آنکھوں کو زیادہ خنک کرنے والی اور تمہارے سرور کو کامل تر طور پر پورا کرنے والی اور تمہاری ہدایت کی زیادہ تکمیل کرنے والی ہے۔ نیز نماز پنجگانہ کے ادا کرنے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے سے اپنی نماز کے جناتِ نعیم سے قریب ہونے پر مدد طلب کرو۔ وَاِنَّهَا اور یہ فعل یعنی نماز پنجگانہ کا ادا کرنا اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنا جبکہ ان کے احکام کا پابند اور پیروکار ہو اور ان کے پوشیدہ اور ظاہر پر ایمان رکھتا ہو اور ان کے باب میں چون و چرا کا تارک ہو لَكَبِيرَةٌ بیشک دشوار اور نہایت ناگوار گزرتا ہے۔ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ سوائے اُن لوگوں کے کہ جو خدا کے بزرگ تر فرض میں اُسکی مخالفت اور اُس کے عذاب و عقاب سے خوف کرتے ہیں۔ اب ان خوف کرنیوالوں کا وصف بیان فرماتا ہے اَلَّذِينَ يَظُنُّونَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوا رَبِّهِمْ وہ لوگ جو گمان غالب رکھتے ہیں کہ ہم اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے کے جو کہ بندوں کے لیے خدا کی سب کرامتوں سے بڑھ کر ہے اور يَظُنُّونَ (یعنی گمان کرتے ہیں) اس لیے فرمایا کہ وہ بندے بالیقین یہ نہیں جانتے کہ ہمارا انجام کیا ہوگا اور خاتمۂ آخرت ان کی نظروں سے پوشیدہ ہے وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم اسکی طرف رجوع کرینگے۔ یعنی اپنے ایمان اور خشوع و خضوع کے سبب کرامات خدا اور اسکی جنت کی نعمتوں کی طرف بازگشت کرینگے اور یہ بات ان کو یقینی طور پر معلوم نہیں ہے کیونکہ وہ اپنی حالت کے تغیر و تبدل سے مامون و مصئون نہیں ہیں۔

اور جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا ہے کہ مومن اپنے انجام کی بُرائی سے ہمیشہ خائف رہتا ہے اور اس کو رضوان الٰہی سے واصل اور ملحق ہونے کا کبھی یقین نہیں ہوتا جبتک کہ نزع کا وقت نہیں آتا اور ملک الموت قبض رُوح کے لیے اس کے سامنے ظاہر نہیں ہوتا اُسوقت اس کا خوف جاتا رہتا ہے اور رضوان الٰہی سے واصل ہونے کا اس کو یقین ہو جاتا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ ملک الموت مومن کے پاس آتا ہے اور وہ اپنی شدت مرض میں گرفتار ہونے اور اپنے مال و منال کے چھوڑتے اور اپنے اہل معاملہ اور اہل و عیال کے باب میں مضطرب ہونے اور اپنے نفس میں طرح طرح کی حسرتوں کے باقی رہ جانے اور اپنی باقی مُرادوں اور آرزوؤں کے منقطع ہونے کے سبب نہایت تنگ دل اور سینہ فگار ہوتا ہے۔ یہ حال دیکھ کر ملک الموت

اس سے کہتا ہے تو کس لیے اس غم و غصہ میں مبتلا ہے مومن جواب دیتا ہے کہ اپنے احوال کے مضطرب ہونے اور تیرے میری سب آرزوؤں کو منقطع کرنیکے سبب تب ملک الموت اس سے کہتا ہے کہ آیا عقلمند آدمی ایک کھوٹے درہم کے گم ہو جانے سے غمگین ہوا کرتا ہے! جس کے عوض میں اس کو تمام دنیا سے دس لاکھ گنا مال مل جائے۔ مومن جواب دیتا ہے کہ نہیں یہ جواب سن کر ملک الموت اس سے کہتا ہے کہ تو اوپر کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھ جب وہ اوپر کو نگاہ کرتا ہے تو بہشت کے درجات اور اسکے مکانات دیکھتا ہے کہ تمام آرزوئیں ان سے قاصر اور کوتاہ ہیں اور ملک الموت اس سے کہتا ہے۔ یہ تیری منزلیں ہیں یہ تیری نعمتیں ہیں یہ تیرے مال ہیں یہ تیرے اہل و عیال ہیں اور دنیا میں تیرے عیال و اطفال میں سے جو جو نیک اور صالح ہیں وہ بھی بہشت میں تیرے ہمراہ ہوں گے۔ اب بتا ان دنیاوی چیزوں کے عوض میں بہشت کی یہ نعمتیں لے کر بھی تو خوش ہوا وہ مومن جواب دیتا ہے۔ خدا کی قسم میں خوشنود اور رضامند ہوا۔ بعد ازاں ملک الموت اس سے کہتا ہے کہ نظر اُٹھا جب وہ نظر اٹھاتا ہے تو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کو اعلیٰ علیین میں دیکھتا ہے اس وقت ملک الموت کہتا ہے دیکھ یہ تیرے سردار اور پیشوا ہیں اور یہ سب وہاں تیرے جلیس اور انیس ہوں گے۔ بتا ان لوگوں کے عوض جن سے تو مفارقت کرتا ہے اب بھی خوشنود و رضامند ہوا مومن جواب دیتا ہے ہاں خدا کی قسم میں خوش ہوا اسی مطلب کو اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں اس طرح بیان فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا پروردگار ہے اور اس قول پر ثابت اور قائم رہتے ہیں۔ ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان کو تسلی دیتے ہیں کہ تم کچھ خوف نہ کرو اور اپنے مالوں کا کچھ غم نہ کھاؤ تم کو ان کا پورا عوض مل گیا ہے اور جو عیال و اطفال پیچھے چھوڑ چلے ہو ان کے لیے محزون و مغموم مت ہو۔ یہ چیزیں جو جنت میں تم نے اس وقت مشاہدہ کی ہیں ان کے عوض میں تم کو ملی ہیں اور جس جنت کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے اس سے خوش حال اور فرحناک ہو یہ تمہارے مکانات ہیں اور یہ تمہارے سردار اور انیس و جلیس ہیں۔

پارہ ۲۴ سورۂ حٰم سجدہ ع ۴

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَاَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ اے اولاد یعقوبؑ تم میری نعمتوں کو جو میں نے تم کو عطا کی ہیں یاد کرو کہ تمہاری گزشتہ نسلوں کی طرف موسیٰؑ اور ہارونؑ کو پیغمبر کر کے بھیجا اور نبوت محمدؐ اور وصایت علیؑ اور ان کی عترت طاہرہؑ کی امامت کی طرف ہدایت کی اور اس امر پر تم سے عہد و پیمان لیے گئے کہ اگر تم ان عہدوں کو پورا کرو گے تو تم بہشتوں کے بادشاہ اور خدا کی کرامتوں اور اسکی خوشنودی کے حقدار ٹھہرو گے اور میں نے تم کو اہلِ عالم پر فضیلت دی یعنی یہ بات میں نے تمہارے اسلاف سے کی کہ ان کو دینی اور دُنیاوی طور پر فضیلت دی فضیلت دینی تو یہ کہ انھوں نے محمدؐ و علیؑ اور انکی آلؑ اطہار کی ولایت اور محبت کو قبول کیا اور دُنیاوی فضیلت یہ کہ میں نے اُن پر بادلوں کا سایہ کیا اور من و سلوےٰ کو اُن پر نازل کیا اور پتھروں میں سے آبِ شیریں نکال کر ان کو سیراب کیا اور دریا کو اُن کیلئے شق کیا اور ان کو نجات دی اور اُن کے دُشمنوں فرعون اور اسکی قوم کو غرق کیا اور اُمورِ مذکور کے باعث انکو اُن کے اہلِ عصر پر جو انکے طریق کے مخالف اور اُنکے راستے سے جُدا تھے فضیلت دی اب خُدائے عزّوجل فرماتا ہے کہ جب میں نے ولایت محمدؐ و آلِ محمدؐ کے باعث اُس زمانے میں تمھارے پہلے بزرگوں کے ساتھ یہ سلوک کیا اس لیے سزاوار اور مناسب ہے کہ اب اس زمانے میں تم کو زیادہ فضیلت عطا کروں اگر تم اس عہد کو جو تم سے لیا گیا ہے پورا کرو۔ پھر فرماتا ہے وَاتَّقُوۡا یَوۡمًا لَّا تَجۡزِیۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَیۡـًٔا اور اُس روز سے ڈرو جبکہ کوئی نفس کسی نفس سے کوئی تکلیف رفع نہ کر سکے گا یعنی وقتِ نزع عذاب کو جس کا وُہ سزاوار ہے اُس سے رفع نہ کرے گا۔ وَلَا یُقۡبَلُ مِنۡہَا شَفَاعَۃٌ اور اس کی طرف سے کوئی سفارش قبول نہ ہوگی یعنی اگر کوئی اس کے لیے تاخیرِ موت کی سفارش کرے تو ہرگز قبول نہ ہوگی وَلَا یُؤۡخَذُ مِنۡہَا عَدۡلٌ اور اس کے عوض کوئی فدیہ نہ لیا جائے گا کہ وُہ (فدیہ) مر جائے اور اس کو چھوڑ دیا جائے۔

اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس دن کا اس آیت میں ذکر ہے اُس سے موت کا دن مُراد ہے کہ کسی کی سفارش اور صدقہ اور فدیہ اُس روز کچھ فائدہ نہیں

دیتا مگر ہاں قیامت کے دن ہم اور ہمارے اہلبیت اپنے شیعوں سے ہر قسم کی تکلیف کو رفع کرینگے۔ اعراف پر جو جنّت اور دوزخ کے مابین ایک مقام ہے محمدؐ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور انکی آلِ اطہار تشریف فرما ہونگے اور میدانِ قیامت میں اپنے بعض تقصیروار شیعوں کو سختیوں اور شدتوں میں گرفتار دیکھیں گے۔ تب ہم اپنے نیک اور برگزیدہ شیعوں مثل سلمانؓ مقدادؓ۔ ابوذرؓ۔ عمارؓ اور ان کے امثال کو جو ان کے بعد کے زمانے میں ہوئے ہونگے۔ اُن کی طرف بھیجیں گے۔ وُہ فوراً باز اور شکروں کی طرح جھپٹیں گے اور اس طرح ان کو وہاں سے اُٹھا لائیں گے۔ جیسے باز اور شکرے اپنے شکار کو اُٹھا لاتے ہیں اور جھٹ پٹ لے جا کر اُن کو جنّت میں پہنچا دیں گے۔ پھر ہم اپنے دیگر محبّوں پر اپنے اور نیک شیعوں کو مقرر کر دینگے کہ وُہ مثل کبوتر کے ان کی طرح جائیں گے اور اس طرح انکو اُٹھا لائیں گے جس طرح پرندے دانوں کو چُگ لیتے ہیں اور لا کر ہمارے سامنے بہشت میں چھوڑ دینگے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہمارے شیعوں میں سے جو ہماری دوستی اور تقیہ کے بجالانے اور حقوق برادران مومنین کے ادا کرنیکے بعد دیگر اعمال میں کمی اور تقصیر کرتے تھے۔ ایک ایک کو لایا جائیگا اور اس کے مقابل میں سو سے لے کر لاکھ تک ناصبیوں کو کھڑا کیا جائیگا اور اس مومن سے کہا جائیگا کہ یہ ناصبی آتشِ دوزخ سے تجھ کو رہا کرنے کیلئے تیرا فدیہ ہیں۔ پھر ان سب مومنوں کو جنّت میں داخل کیا جائے گا اور ان نواصب کو دوزخ میں اور آیہ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ کَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ سے بھی یہی مُراد ہے۔ یعنی جو لوگ کہ ولایت اہلبیت کے مُنکر ہوئے۔ وُہ بہت آرزو کریں گے کہ کاش ہم دُنیا میں مسلمان اور امامت کے مُطیع اور فرمانبردار ہوتے تاکہ آج ہمارے مخالف ہمارے فدیہ میں دیئے جاتے اور ہم عذابِ دوزخ سے نجات پاتے۔

بعد ازاں خُدا فرماتا ہے وَاِذۡ نَجَّیۡنٰکُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ یُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَیَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ ؕ وَفِیۡ ذٰلِکُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خُدا فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل تم اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم کو یعنی تمہارے اسلاف کو قوم فرعون کے ہاتھوں سے چھڑایا اور آلِ فرعون وُہ لوگ تھے جو فرعون کے مذہب اور دین کی قرابت کے سبب اس سے منسوب تھے) کہ وہ تم کو سخت

سیپارہ ۱۴
شروع

عذابوں میں مبتلا کرتے تھے اور بڑی بڑی تکلیفیں پہنچاتے تھے منجملہ ان عذابہائے شدیدہ کے جو فرعون کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو پہنچتے تھے، یہ تھے کہ ان کو عمارتوں کے بنانے اور مٹی گارے کے کاروبار کی تکلیف دیتا تھا اور بھاگنے کے خوف سے پاؤں میں بیڑیاں ڈالنے کا حکم دیا تھا اسی حال میں سیڑھیوں کی راہ کوٹھیوں پر گارا لے کر چڑھا کریں بعض وقت کوئی سیڑھیوں پر سے گر پڑا تھا یا تو فوراً مر جاتا تھا یا اس کو سخت چوٹ آتی اور وہ لوگ اُن کے گرنے اور مرنے کی کچھ پروا نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر یہ وحی نازل کی کہ اے موسیٰؑ ان سے کہدے کہ وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجے بغیر کسی کام کو شروع نہ کیا کریں تاکہ یہ کام ان پر سہل معلوم ہو اور جو کوئی درود بھیجنا بھول جائے اور گر کر مجروح ہو جائے۔ اس کے لیے حکم دیا تھا کہ اگر اس کو ممکن ہو تو خود درود بر محمدؐ و آلِ محمدؐ کو اپنے اوپر پڑھے اگر اس سے نہ ہو سکے تو کوئی دوسرا اُس پر پڑھے۔ جب ایسا کیا جائے گا تو وہ فوراً تندرست ہو جائیگا۔ اور اسکو گرنے سے کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ الغرض وہ ایسا ہی کرتے تھے اور صحیح و سالم رہتے تھے۔ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ تمھارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور اس کا باعث یہ تھا کہ فرعون کو جتلایا گیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ تیری ہلاکت اور تیری سلطنت کا زوال اس کے ہاتھ سے وقوع میں آئیگا اِس لیے اُس نے حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو قتل کیا جائے۔ یہ حال دیکھ کر عورتیں دائیوں کو رشوتیں دیتی تھیں تاکہ اُن کی وہ چغلی نہ کھائیں اور اُن کے حمل کے ایام پورے ہو جائیں۔ جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو اُس کو جنگل میں یا کسی پہاڑ کے غار یا کسی اور پوشیدہ مقام میں ڈال دیا کرتی تھیں اور اس پر دس بار درود بر محمدؐ و آلِ محمدؐ پڑھ کر دم کیا کرتی تھیں۔ اسکی برکت سے پروردگارِ عالم ایک فرشتے کو اس لڑکے کی پرورش کے لیے مقرر فرماتا تھا اور اس کی ایک اُنگلی سے دودھ پیدا ہوتا تھا جس کو وہ چوستا تھا اور دوسری اُنگلی سے نرم کھانا نکلتا تھا جو اسکی غذا بنتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح بنی اسرائیل نے پرورش پائی اور اِس ترکیب سے جن بچوں نے پرورش پائی اور سلامت رہے اُن کی تعداد قتل شدہ بچوں کی تعداد سے بہت زیادہ تھی وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ اور تمہاری عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو زندہ رکھتے تھے۔ یعنی اُن کو نہ

مارتے تھے اور اپنی لونڈیاں بناتے تھے۔ تب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے جا کر فریاد کی کہ وہ ہماری بیٹیوں اور بہنوں کو اپنی بیویاں بناتے ہیں اسوقت اللہ تعالیٰ نے ان لڑکیوں کو حکم دیا کہ جب ان کی نسبت اس قسم کا ارادہ کیا جائے تو وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجا کریں القصہ خدا ان عورتوں سے فرعونیوں کے شر کو دور کرتا تھا کہ یا تو ان کو کسی شغل میں مشغول کر دیتا یا کسی بیماری حادثے میں گرفتار کرتا یا اُس پر کوئی خاص لطف فرماتا پس کوئی عورت بنی اسرائیل میں سے ان کی زوجیت میں نہ آئی۔ بلکہ حق تعالیٰ نے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے کی برکت سے ان عورتوں سے اس فعلِ بد کو دور کیا۔ پھر خدا فرماتا ہے وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ اور تم کو اس نجات دینے میں تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھارے لیے بڑی بھاری نعمت تھی۔

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ اولادِ یعقوبؑ سے فرماتا ہے کہ جب تمھارے باپ دادا پر سے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے سے بلائیں رد اور خفیف ہو جاتی تھیں تو کیا اتنا نہیں سمجھتے کہ اب جب تم ان کو مشاہدہ کرو اور اُن پر ایمان لاؤ۔ تو خدا کی نعمتیں تم پر زیادہ ہوں گی اور اُس کا فضل بوجہ اتم تمھارے شاملِ حال ہوگا۔

قولہ عزوجل

وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰکُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِہٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

ترجمہ ۔ اور یاد کرو جب کہ ہم نے دریا کو تمھارے واسطے شگافتہ کر کے تم کو نجات دی اور آلِ فرعون کو اس میں غرق کیا اور تم ان کو دیکھ رہے تھے اور یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰؑ کو چالیس راتوں کا وعدہ دیا اور اس کے (طور پر) جانے کے بعد تم بچھڑے کی پوجا کرنے لگے اور اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ بعد ازاں پھر ہم نے تمھاری وہ خطا معاف کر دی تاکہ تم شکر کرو، اور اُس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب اور حق و باطل میں فرق کرنے والی حجت عطا کی تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

عذابوں میں مبتلا کرتے تھے اور بڑی بڑی تکلیفیں پہنچاتے تھے منجملہ ان عذابہائے شدیدہ کے جو فرعون کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو پہنچتے تھے، یہ تھے کہ ان کو عمارتوں کے بنانے اور مٹی گارے کے کاروبار کی تکلیف دیتا تھا اور بھاگنے کے خوف سے پاؤں میں بیڑیاں ڈالنے کا حکم دیا تھا اسی حال میں سیڑھیوں کی راہ کوٹھیوں پر گارا لے کر چڑھا کریں بعض وقت کوئی سیڑھیوں پر سے گر پڑا تھا یا تو فوراً مر جاتا تھا یا اس کو سخت چوٹ آتی اور وہ لوگ اُن کے گرنے اور مرنے کی کچھ پروا نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر یہ وحی نازل کی کہ اے موسیٰؑ ان سے کہدے کہ وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجے بغیر کسی کام کو شروع نہ کیا کریں تاکہ یہ کام ان پر سہل معلوم ہو اور جو کوئی درود بھیجنا بھول جائے اور گر کر مجروح ہو جائے۔ اس کے لیے حکم دیا تھا کہ اگر اس کو ممکن ہو تو خود درود بر محمدؐ و آلِ محمدؐ کو اپنے اوپر پڑھے اگر اس سے نہ ہو سکے تو کوئی دوسرا اُس پر پڑھے۔ جب ایسا کیا جائے گا تو وہ فوراً تندرست ہو جائیگا۔ اور اسکو گرنے سے کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ الغرض وہ ایسا ہی کرتے تھے اور صحیح و سالم رہتے تھے۔ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور اس کا باعث یہ تھا کہ فرعون کو جتلایا گیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ تیری ہلاکت اور تیری سلطنت کا زوال اس کے ہاتھ سے وقوع میں آئیگا اس لیے اس نے حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو قتل کیا جائے۔ یہ حال دیکھ کر عورتیں دائیوں کو رشوتیں دیتی تھیں تاکہ اُن کی وہ چغلی نہ کھائیں اور اُن کے حمل کے ایام پورے ہو جائیں۔ جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو اُس کو جنگل میں یا کسی پہاڑ کے غار یا کسی اور پوشیدہ مقام میں ڈال دیا کرتی تھیں اور اس پر دس بار درود بر محمدؐ و آلِ محمدؐ پڑھ کر دم کیا کرتی تھیں۔ اسکی برکت سے پروردگارِ عالم ایک فرشتے کو اس لڑکے کی پرورش کے لیے مقرر فرماتا تھا اور اس کی ایک انگلی سے دودھ پیدا ہوتا تھا جس کو وہ چوستا تھا اور دوسری انگلی سے نرم کھانا نکلتا تھا جو اسکی غذا بنتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح بنی اسرائیل نے پرورش پائی اور اس ترکیب سے جن بچوں نے پرورش پائی اور سلامت رہے اُن کی تعداد قتل شدہ بچوں کی تعداد سے بہت زیادہ تھی وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ اور تمہاری عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو زندہ رکھتے تھے۔ یعنی اُن کو نہ

مارتے تھے اور اپنی لونڈیاں بناتے تھے۔ تب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے جا کر فریاد کی کہ وہ ہماری بیٹیوں اور بہنوں کو اپنی بیویاں بناتے ہیں اسوقت اللہ تعالیٰ نے ان لڑکیوں کو حکم دیا کہ جب ان کی نسبت اس قسم کا ارادہ کیا جائے تو وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجا کریں القصہ خدا ان عورتوں سے فرعونیوں کے شر کو دور کرتا تھا کہ یا تو ان کو کسی شغل میں مشغول کر دیتا یا کسی بیماری حادثے میں گرفتار کرتا یا اُس پر کوئی خاص لطف فرماتا پس کوئی عورت بنی اسرائیل میں سے ان کی زوجیت میں نہ آئی۔ بلکہ حق تعالیٰ نے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے کی برکت سے ان عورتوں سے اس فعلِ بد کو دور کیا۔ پھر خدا فرماتا ہے وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ اور تم کو اس نجات دینے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لیے بڑی بھاری نعمت تھی۔

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ اولادِ یعقوبؑ سے فرماتا ہے کہ جب تمہارے باپ دادا پر سے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے سے بلائیں رد اور خفیف ہو جاتی تھیں تو کیا اتنا نہیں سمجھتے کہ اب جب تم ان کو مشاہدہ کرو اور اُن پر ایمان لاؤ۔ تو خدا کی نعمتیں تم پر زیادہ ہوں گی اور اُس کا فضل بوجہ اتم تمہارے شاملِ حال ہوگا۔

قولہ عزّوجلّ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اور یاد کرو جب کہ ہم نے دریا کو تمہارے واسطے شگافتہ کر کے تم کو نجات دی اور آلِ فرعون کو اس میں غرق کیا اور تم ان کو دیکھ رہے تھے اور یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰؑ کو چالیس راتوں کا وعدہ دیا اور اس کے (طور پر) جانے کے بعد تم بچھڑے کی پوجا کرنے لگے اور اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ بعد ازاں پھر ہم نے تمہاری وہ خطا معاف کر دی تاکہ تم شکر کرو، اور اُس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب اور حق و باطل میں فرق کرنے والی حجت عطا کی تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے کہ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ تم اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے دریا کے پانی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے سے الگ ہوگیا تھا۔ فَاَنْجَيْنَاكُمْ وَاَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور وہاں سے تم کو نجات دی اور فرعون کو اُسکی قوم سمیت اس میں غرق کیا اور تم ان کو ڈوبتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ دریا کے کنارے پر پہنچے خدا نے اُن پر وحی نازل کی کہ بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ از سر نو میری توحید کی شہادت دیں اور محمدؐ جو میرے بندوں اور کنیزوں کا سردار ہے اس کے ذکر کو اپنے دلوں میں گزاریں اور اسکے بھائی علیؑ اور اسکی آلؑ اطہار کی ولایت کا اپنے نفسوں میں اعادہ کریں۔ پھر یہ کلمات اپنی زبانوں پر جاری کریں اَللّٰهُمَّ بِجَاهِهِمْ فَجَوِّزْنَا عَلٰى مَتْنِ هٰذَا الْمَاءِ اے اللہ اُن حضرات کی قدر و منزلت کا واسطہ ہم کو اس پانی کے اُوپر سے گزار دے۔ اسی وقت یہ پانی تمھارے لیے سخت زمین کی صورت میں تبدیل ہو جائیگا۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ فرمان ایزدی ان کو پہنچایا۔ وہ یہ حکم سُن کر کہنے لگے اے موسیٰؑ تم وہی باتیں ہم پر ڈالتے ہو جن کو ہم بُرا سمجھتے ہیں تم کو معلوم ہے کہ ہم موت ہی کے ڈر سے قوم فرعون کے پاس سے بھاگ کر آئے ہیں۔ اب تم کہتے ہو کہ ہم یہ کلمات کہہ کر اس دریائے بے پایاں میں جا پڑیں اور ہم نہیں جانتے کہ اگر ہم ایسا کریں تو ہمارا کیا حال ہو۔ تب کالب بن یوحنا حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اور وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اس خلیج کا عرض چار فرسخ تھا اور آ کر حضرت موسیٰؑ سے عرض کی یا نبی اللہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے کہ ہم ان کلمات کی تلاوت کریں اور پانی میں چلے جائیں فرمایا ہاں پھر اُس نے عرض کی تم مجھ کو ایسا کرنے کا حکم دیتے ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا ہاں۔ یہ سُن کر اُس نے کچھ توقف کیا اور اپنے دل میں وحدانیت الٰہی اور نبوت محمدی اور ولایت علیؑ و آل احمدی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تجدید کی جس کا اسکو حکم دیا گیا تھا پھر یہ دُعا (اَللّٰهُمَّ بِجَاهِهِمْ جَوِّزْنِيْ عَلٰى مَتْنِ هٰذَا الْمَاءِ) پڑھ کر اپنے گھوڑے کو پانی میں ڈال دیا اسکا گھوڑا سطح آب پر دوڑتا جاتا تھا اور پانی اس کے نیچے زمین نرم کی طرح معلوم ہوتا تھا یہانتک کہ خلیج کے پار جا پہنچا پھر دوبارہ گھوڑا اُٹھا کر واپس آیا

اور بنی اسرائیل سے کہنے لگا تم حضرت موسیٰؑ کا کہنا مانو یہ دُعا درہائے جنت کی کنجی اور دوزخ کے دروازوں کا قفل اور رزقوں کے نازل ہونے کا باعث اور رضائے خداوند خلاق و مہربان کو اس کے بندوں اور کنیزوں کی طرف کھینچ لانے والی ہے ہر چند اس شخص نے سمجھایا مگر بنی اسرائیل نے نہ مانا اور کہا کہ ہم تو زمین ہی پر چلیں گے۔ اُس وقت خدا نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ اِضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ اپنے عصا کو دریا پر مار اور یہ کلمات زبان پر جاری کر اَللّٰهُمَّ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ لَمَّا فَلَقْتَهٗ یعنی اے خدا مرتبہ محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ اس دریا کو پھاڑ دے حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اور دریا کا پانی ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور خلیج کے دوسرے کنارے تک زمین نظر آنے لگی تب حضرتؑ نے اپنی قوم کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ اُنھوں نے جواب دیا یہ زمین تو گیلی ہے ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں اس میں دھنس نہ جائیں۔ اُس وقت فرمانِ خداوندی نازل ہوا کہ اے موسیٰؑ یہ دُعا پڑھ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ جَفِّفْهَا یعنی اے خدا محمدؐ اور اُن کی آل اطہار کا واسطہ اس زمین کو خشک کر دے۔ حضرتؑ نے اسی طرح دُعا کی اللہ تعالیٰ نے بادِ صبا کو اس زمین پر بھیجا وہ فوراً خشک ہوگئی۔ تب کلیم اللہ نے اپنی قوم سے کہا اب تو داخل ہو۔ وہ بولے یا نبی اللہ ہم بارہ قبیلے بارہ باپوں کی اولاد ہیں اگر ہم اس میں داخل ہوں تو ایک فریق دوسرے فریق پر سبقت کرنے کی خواہش کریگا۔ اس لیے ہم کو خوف ہے کہ کہیں باہم فساد نہ ہو جائے۔ اگر ہر ایک فریق کیلئے الگ الگ رستہ ہو تو ہم اس خوف سے مطمئن ہو جائیں۔ تب بارگاہِ خداوندی سے یہ حکم صادر ہوا کہ اے موسیٰؑ اپنے عصا کو دریا پر اسی سمت میں ان کے بارہ فرقوں کی تعداد کے موافق بارہ دفعہ مار اور زبان سے یوں دُعا کر کہ اے خدا محمدؐ اور اُس کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ زمین کو ہمارے لیے ظاہر کر اور پانی کو ہماری طرف آنے سے روک دے۔ حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اور دریا میں بارہ راستے ہوگئے اور بادِ صبا نے زمین کو خشک کر دیا۔ اُس وقت حضرتؑ نے بنی اسرائیل کو داخل ہونے کا حکم دیا۔ وہ بولے ہم میں سے ہر ایک فریق اپنے اپنے کوچہ میں داخل ہوگا اور ایک کو دوسرے کے حال سے اطلاع نہ ہوگی کہ اس پر کیا گزری۔ تب خدا نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ پانی کے ان ٹیلوں پر جو ان راستوں کے مابین حائل ہیں اپنا عصا مار اور یوں دُعا کر اے خدا محمدؐ اور اس کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ اس پانی میں

سیپارہ ۹
سورۂ شعرا
ع ۴

بڑے بڑے طاق بنادے جن میں سے یہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اور بڑے بڑے وسیع طاق پانی کے درمیان پیدا ہوگئے تاکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں آخر کار وہ دریا میں داخل ہوئے اور جب وہ خلیج کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے تو فرعون اور اسکی قوم بھی آکر دریا میں داخل ہوئے۔ جب اگلے آدمی نے دریا کے آخری سرے پر پہنچکر باہر نکلنے کا ارادہ کیا اور ادھر سب سے پچھلا آدمی دریا میں داخل ہو چکا تو خدا کے حکم سے دریا کے طبقے آپس میں مل گئے اور وہ سب اس میں غرق ہوگئے اور حضرت موسیٰؑ کے ہمراہی ان کو غرق ہوتے دیکھ رہے تھے۔

اسی سبب سے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ یعنی ہم نے آلِ فرعون کو غرق کیا اور اُس وقت تم ان کو دیکھ رہے تھے۔

اب اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے جو بنی اسرائیل میں سے حضرت محمدؐ کے زمانہ میں موجود تھے فرماتا ہے کہ جب میں نے محمدؐ کی بزرگی اور کرامت کے سبب تمھارے بزرگوں کے ساتھ یہ تمام نیک سلوک کیئے اور موسیٰؑ نے اُن کے توسل سے دعا کی اب کہ تم نے خود اُن کو مشاہدہ کر لیا تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر ایمان لانا تم پر واجب اور لازم ہے۔

پھر خدا فرماتا ہے وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ٥ اور اُس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ ہم نے موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا اور تم اُس کے پیچھے بچھڑے کی پوجا کرنے لگے اور اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ موسیٰؑ ابن عمران بنی اسرائیل سے کہا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ تم کو اِس رنج والم سے نجات دیگا اور تمھارے دشمنوں کو ہلاک کریگا تو میں تمھارے پروردگار کی طرف سے ایک کتاب لاؤنگا جس میں اس کے اوامر و نواہی مواعظ نصائح اور مثالیں مندرج ہونگی۔ جب اللہ تعالیٰ نے انکو اس غم و اندوہ سے نجات دی تو حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنے وعدہ گاہ پر حاضر ہو اور پائیں کوہ کے قریب مقیم ہوکر تیس روزے رکھو اور حضرت موسیٰؑ گمان کرتے تھے کہ ان تیس روزوں کے بعد وہ کتاب مجھ کو عطا ہو جائے گی۔ بغرض تیس روزے رکھے۔ جب اخیر روز ہوا تو قبل از افطار مسواک کی۔ خدا نے وحی نازل کی کہ اے موسیٰؑ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ روزہ دار کے مُنہ کی بدبو مجھ کو مُشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند اور بھلی معلوم

ہوتی ہے اب دس روزے اور رکھو اور افطار کے وقت مسواک مت کر حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اور خدا نے اُن سے وعدہ فرمایا تھا کہ چالیس راتوں کے بعد کتاب توریت تجھ کو عطا کرونگا اس لیے اب وہ کتاب عنایت فرمائی۔ ادھر سامری نے بنی اسرائیل کے ضعیفُ الاعتقاد لوگوں کو شک و شبہ میں ڈالا کہ موسیٰؑ نے تم سے چالیس رات دن کا وعدہ کیا تھا۔ سوا بیس دن اور بیس راتیں مل کر چالیس پورے ہو چکے اور وعدہ پورا نہ ہوا۔ اور موسیٰؑ نے اپنے خدا کو نہیں دیکھا اور اب تمھارا پروردگار اس ارادے سے تمھارے پاس آیا ہے کہ تم کو دکھلا دے کہ وہ بذاتِ خود تم کو اپنی طرف بلانے پر قادر ہے اور تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ موسیٰؑ کو اس لیے تمھاری طرف نہیں بھیجا کہ وہ اس کا محتاج ہے۔ پھر اس بچھڑے کو جو اُس نے تیار کیا تھا اُن کے سامنے ظاہر کیا۔ یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ بچھڑا خدا کیونکر بن سکتا ہے اُس نے جواب دیا کہ صرف یہ بات ہے کہ تمھارا پروردگار اس میں سے کلام کرتا ہے جس طرح موسیٰؑ کے ساتھ درخت میں سے ہمکلام ہوا۔ جب انھوں نے اس گوسالہ کی آواز سُنی تو کہنے لگے کہ خدا اس میں داخل ہوگیا ہے جیسا کہ درخت میں داخل ہوگیا تھا اور گمراہ ہو گئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ جب حضرت موسیٰؑ واپس آئے تو اس بچھڑے سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا ہمارا پروردگار تیرے بیچ میں موجود ہے۔ جیسا کہ یہ لوگ گمان کرتے ہیں وہ بچھڑا قدرتِ خدا سے گویا ہوا اور بولا اے موسیٰؑ ہمارا پروردگار اس سے پاک اور منزہ ہے کہ بچھڑا یا درخت یا کوئی مکان اس کا مقام و محل ہو۔ اے موسیٰؑ خدا کی قسم ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے۔

لیکن سامری نے بچھڑے کی دُم کی طرف کو دیوار سے لگا رکھا تھا اور دیوار کے دوسرے طرف گڑھا کھود کر اس میں اپنے ایک یار کو جو سرکش اور خدا کا نافرمانبردار تھا اس میں پوشیدہ کر رکھا تھا وہ اسکی مقعد پر مُنہ رکھ کر اُن سے باتیں کرتا تھا۔ جبکہ سامری نے اُن سے کہا تھا کہ یہ بچھڑا تمھارا اور موسیٰؑ ابن عمران کا خدا ہے۔

اے موسیٰؑ ابن عمران یہ لوگ صرف اس لیے میری عبادت کے لیے سرنگوں ہوئے ہیں اور مجھ کو خدا مانا ہے کہ انھوں نے محمدؐ اور انکی آل اطہار پر دُرود بھیجنے میں سُستی اختیار کی اور انکی دوستی اور محمدؐ کی نبوت اور انکے وصیؑ کی وصایت کا انکار کیا۔ اس لیے یہاں تک نوبت پہنچی کہ انھوں نے

مجھ کو اپنا معبود قرار دیا۔ اب خدا فرماتا ہے کہ جبکہ میں نے بچھڑے کے پوجنے والوں کو محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے میں ان کے غفلت اور سستی کرنے کے سبب ذلیل و خوار کیا۔ اب کہ تم نے محمدؐ و علیؑ کو مشاہدہ کر لیا اور دونوں کی آیات و دلائل کو دیکھ لیا اور پھر اُن سے عناد و عداوت کرتے ہو کیا تم ذلتِ عظیم و خذلان کبیر سے خوف نہیں کرتے۔

بعد ازاں خُدا فرماتا ہے ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝ یعنی پھر ہم نے اس کے بعد تمہارا قصور مُعاف کیا تاکہ شکر گزاری کرو یعنی تمہارے بزرگوں سے انکی گوسالہ پرستی کا قصور مُعاف کیا تاکہ اے بنی اسرائیل جو کہ محمدؐ کے زمانہ نبوت میں موجود ہو اس نعمت کا جو کہ تمہارے بزرگوں کو عطا کی گئی اور ان کے بعد جو تم کو دی گئی شکر ادا کرو۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قصور اس لیے معاف کیا تھا کہ اُنھوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے واسطہ سے اپنے گُناہوں کی مُعافی کی دُعا مانگی تھی اور محمدؐ و علیؑ اور ان کی آلؑ طاہرین کی ولایت کو اپنے دلوں میں از سرِ نو تازہ کیا تھا۔ جب انھوں نے ایسا کیا تو خُدا نے اُن پر رحم کیا اور اُن کی خطا مُعاف کر دی۔

پھر خدا فرماتا ہے وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝ اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے مُوسیٰؑ کو کتاب دی تھی اور وُہ توریت تھی کہ جس پر ایمان لانے اور ان امُور کی پیروی کرنے کا جن کو اس کتاب نے واجب ٹھہرایا تھا۔ بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا تھا۔ نیز ہم نے اس کو فرقان دیا تھا کہ جس نے حق و باطل اور اہلِ حق اور اہلِ باطل میں فرق کیا تھا کیونکہ جب خُدا نے ان کو کتاب توریت اور اُس پر ایمان لانے اور اس کے احکام کی پیروی کرنے سے عزت بخشی تو اسکے بعد حضرتِ مُوسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی اے مُوسیٰؑ اس کتاب پر تو یہ لوگ ایمان لے آئے اور فرقان ابھی باقی ہے جو مومن اور کافر اور اہلِ حق اور اہلِ باطل کے درمیان فرق ظاہر کرتا ہے اب تو اُن سے از سرِ نو اُسکے لیے عہد و پیمان لے کیونکہ میں نے اپنی ذاتِ مُقدس کی سچی قسم کھائی ہے کہ کسی شخص کا ایمان اور عمل قبول نہ کرونگا جبتک کہ اُس پر ایمان نہ لائے موسیٰؑ نے عرض کی اے پروردگار وُہ کیا چیز ہے فرمایا اے مُوسیٰؑ بنی اسرائیل سے عہد لے کر محمدؐ سب نبیوں سے بہتر اور سب رسُولوں کا سردار ہے اور اس کا بھائی اور وصی علیؑ

سب وصیوں سے بہتر ہے اور وُہ اولیاء جو اس کے قائمقام ہونگے وُہ جملہ مخلوقات کے سردار ہیں اور اس کے شیعہ جو اس کے جانشینوں کے فرمانبردار اور اس کے اوامر نواہی کے تسلیم کرنیوالے ہیں وُہ فردوسِ اعلیٰ کے ستارے اور بہشت میں جنات عدن کے بادشاہ ہوں گے۔

الغرض حضرت مُوسیٰؑ نے اس بات کا ان سے عہد لیا بعض نے تو دل و زبان سے حقیقی طور پر اس بات کا اعتقاد کیا بعض نے صرف زبان سے اقرار کیا اور دل سے اعتقاد نہ کیا جو شخص واقعی طور پر اس امر کے معتقد تھے۔ ان کی پیشانی پر ایک روشن نُور چمکتا تھا اور جس نے دل سے اعتقاد نہ کیا تھا۔ بلکہ صرف زبان سے اقرار کیا تھا۔ اُس کو یہ نور عطا نہ ہُوا تھا پس یہ فرقان تھا جو خُدا نے حضرتِ مُوسیٰؑ کو عنایت فرمایا تھا۔ جس نے اہلِ حق و اہلِ باطل میں فرق اور تمیز کر دی تھی۔

پھر خدا فرماتا ہے لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ یعنی تاکہ تم کو معلوم ہو کہ وُہ چیز جو کہ بندے کو خُدا کے نزدیک مشرّف اور معزّز کرتی ہے۔ وُہ ان حضرات علیہم السلام کی ولایت کا اعتقاد ہے۔ جیسا کہ تمہارے بزرگوں کو اس اعتقاد کی بدولت شرف حاصل ہُوا۔

قولہ عزّوجل

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۝ (ترجمہ) اُس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ مُوسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا۔ اے میری قوم تم نے اس بچھڑے کو معبُود مان کر اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے تم کو چاہیئے کہ اپنے خُدا کے آگے توبہ کرو اور آپ اپنے نفسوں کو باہم دیگر قتل کرو یہ بات تمھارے خدا کے نزدیک تمہارے حق میں بہتر ہے پھر اُس نے تمھاری توبہ قبول کی۔ کیونکہ وُہ توبہ کرنے والا اور رحم کرنیوالا ہے۔

امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدائے عزّوجل فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لوگوں سے جنھوں نے گوسالہ پرستی کی تھی کہا تھا۔ اے میری قوم تم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا یعنی اس گوسالہ کو معبُود مان کر اپنے نفسوں کو نقصان پہنچایا

فَتُوبُوٓا اِلٰی بَارِئِکُمۡ۔ اس لیے تم کو مناسب ہے کہ اپنے خدا کے سامنے جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور یہ صورت انسانی عطا فرمائی ہے توبہ کر لو۔ فَاقۡتُلُوٓا اَنۡفُسَکُمۡ۔ اور اپنے نفسوں کو قتل کر دو۔ کہ تم میں سے بعض آدمی بعض کو قتل کریں یعنی جن لوگوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی وہ ان لوگوں کو قتل کریں جنھوں نے اس کی پرستش کی ہے ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ عِنۡدَ بَارِئِکُمۡ یہ تمھارا بعض لوگوں کا بعضوں کو قتل کرنا تمھارے خالق کے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ تم دنیا میں زندہ رہو اور وہ تمھاری مغفرت نہ کرے اور تمھاری بھلائی اس دنیاوی زندگانی میں ہی ختم ہو جائے اور آخرت میں جہنم میں ڈالے جاؤ۔ اور جب تم توبہ کر کے اس طرح سے قتل کیے جاؤ گے تو خدا اس قتل کو تمھارے اس قصور کا کفارہ ٹھہرائیگا اور بہشت بریں کو تمھاری منزل اور جلائے بنا قرار دیگا۔ پھر خدا فرماتا ہے فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ۔ پس اس نے تمھاری توبہ قبول کی قبل اس کے کہ تمام جماعت ایک دوسرے کو قتل کر دے اور تم سب کے سب مارے جاؤ اور تم کو توبہ کرنیکی مہلت عطا کی اور اپنی طاعت کے لیے باقی رکھا۔ اِنَّہٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ۔ کیونکہ وہ خدا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس بچھڑے کے معاملہ کو حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ پر باطل کیا تو اس کو بولنے کی قوت عطا کی تاکہ سامری کا جعل فریب ظاہر ہو جائے اور حضرت موسیٰؑ نے حکم دیا کہ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی۔ وہ اسکی پرستش کرنے والوں کو قتل کریں۔ تب گوسالہ پرستوں میں سے اکثروں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم نے اس کی پرستش نہیں کی۔ اس وقت خدا نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اس سونے کے بچھڑے کو سوہن سے ریزہ ریزہ کر کے دریا میں ڈال دے۔ ان گوسالہ پرستوں میں سے جس نے اس دریا کا پانی پیا۔ اس کے دونوں ہونٹ اور ناک سیاہ ہو گیے اور اس کا قصور ظاہر ہو گیا۔ غرض اس طرح سے گوسالہ پرستوں کا پتہ لگ گیا۔ تب خدا نے بارہ۱۲ ہزار آدمیوں کو کہ انھوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی تھی حکم دیا کہ وہ تلوار کھینچ کر باقیوں پر حملہ آور ہوں اور ان کو قتل کر ڈالیں۔ اور خدا کی طرف سے ایک منادی نے ندا دی کہ قتل شدہ لوگوں میں سے وہ شخص ملعون ہے جو قتل ہوتے وقت ہاتھ یا پاؤں سے قاتلوں کو ہٹائے اور قاتلوں میں سے اس شخص پر خدا کی لعنت ہے جو یہ دیکھے کہ

کس کو مارتا ہے اور دوست اور یگانے کو پہچان کر چھوڑ دے اور بیگانے کے مارنے میں مشغول ہو۔ الغرض گناہگاروں نے مارے جانے کے لیے اپنی گردنیں خم کیں اور بے گناہوں نے جو قاتل تھے حضرت موسیٰؑ سے عرض کی۔ اگرچہ ہم نے گوسالہ پرستی نہیں کی مگر ہمارا گناہ ان لوگوں سے بہت بڑھ کر ہے۔ کیونکہ ہم کو اپنے ہاتھوں سے اپنے ماں باپ اور بھائی بندوں کو قتل کرنا پڑا۔ اس لیے ہم اور وہ معصیت میں یکساں ہو گئے۔ تب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی نازل کی۔ اے موسیٰؑ میں نے اس سبب سے ان کو اس مصیبت عظیم میں مبتلا کیا ہے کہ جب وہ لوگ گوسالہ پرستی کرتے تھے تو یہ ان سے الگ نہیں ہوئے اور ان کا ساتھ نہیں چھوڑا اور اس امر میں ان کے دشمن نہیں ہوئے اب ان سے کہدے کہ جو کوئی محمدؐ اور اسکی آل طیبین کا واسطہ دے کر مجھ سے دعا کرے گا اس پر ان لوگوں کا جو اپنے گناہوں کے سبب قتل کے سزاوار ٹھہرے ہیں قتل کرنا آسان اور سہل ہو جائیگا۔ تب انھوں نے ان حضرات کا واسطہ دے کر دعا کی اور حق تعالیٰ نے ان کا قتل کرنا ان کیلیے ایسا سہل کر دیا کہ ان کے مارنے سے ذرا سا غم بھی ان کو معلوم نہ ہوتا تھا جب کشت و خون ان کے درمیان قائم ہوا اور وہ چھ لاکھ آدمی تھے۔ علاوہ ان لوگوں کے جنھوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی تھی تو حق تعالیٰ نے ان میں سے بعض شخصوں کو توفیق عطا کی کہ قبل از اختتام قتل آپس میں ذکر کرنے لگے کہ جب خدا نے محمدؐ و آل محمدؐ کے توسل کو ایسا امر قرار دیا ہے کہ جو کوئی اس کو عمل میں لائے اپنی کسی حاجت سے محروم نہ رہے اور اس کا کوئی سوال رد نہ ہو اور سب پیغمبر اور رسول سختیوں اور مصیبتوں میں ان سے متوسل ہوتے ہیں پھر ہم کیوں نہ ان حضرات کو اپنا وسیلہ بنائیں بعد ازاں سب نے جمع ہو کر فریاد کی۔ اے ہمارے پروردگار واسطہ مرتبہ محمدؐ کا جو تیرے نزدیک گرامی ترین خلق ہے اور واسطہ مرتبہ علیؑ کا جو اس کے بعد افضل و اعظم خلق ہے اور واسطہ مرتبہ فاطمہؑ فضیلے کا اور واسطہ مرتبہ حسنؑ و حسینؑ کا جو سید الانبیاء کے نواسے اور جملہ جوانان بہشت کے سردار ہیں اور آل طٰہٰ و یٰسین کی ذریت طیبین و طاہرین کے مرتبے کا واسطہ دے کر تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو معاف کر اور ہماری لغزشوں سے درگزر فرما اور اس قتل کی بلا کو ہمارے سروں سے ٹال اس وقت حضرت موسیٰؑ کو آسمان کی طرف سے آواز آئی۔ اے موسیٰؑ اب انکے قتل سے ہاتھ روک لے کیونکہ ان میں سے بعض نے مجھ سے درخواست کی ہے اور ایسی قسم مجھ کو دی ہے کہ اگر یہ تمام گوسالہ پرست پہلے ہی یہ قسم